مُدرا اُکھشس

انجمن ترقی اُردو (ہند) علی گڑھ

سنسکرت زبان کا شہرۂ آفاق ناٹک

مدرا راکھشس

موسومہ

سیاسی داؤں پیچ

خالق

وشاکھادت

مترجم

منور لکھنوی

مُدرا راکھشس

یعنے

سیاسی داؤں پیچ

سنسکرت زبان کے شہرۂ آفاق کلاسیکی تمثیل نگار شاعر اعظم

وشاکھادت

کے

ناٹک کا آزاد اردو ترجمہ

پیش کردہ

منوّر لکھنوی

حق تالیف .. .. .. منور لکھنوی

حق طبع .. .. انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ

ناشر .. .. سکریٹری انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ

مطبوعہ .. .. سرفراز قومی پریس لکھنؤ

قیمت .. .. .. ۳/۵۰ علاوہ محصول ڈاک یا محصول ریلوے

ملنے کا پتہ

انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ اترپردیش

مترجم کی عرضداشت نیز اصل مصنف اور اس کی تصنیف کا تعارف

یہ ترجمہ مدراراکھشش سنسکرت زبان کے ایک بہت بڑے شاعر وشاکھادت کی مشہور و معروف تصنیف ہے۔ سنسکرت سے اس کا ترجمہ ہندی زبان کے کئی اہل قلم نے کیا ہے۔ بعضوں نے تو اس کی ہیئت بدل کر اسے خود اپنے سانچے میں ڈھال دیا ہے۔ اردو میں یہ ترجمہ بیشتر ہندی زبان کے شہرۂ آفاق شاعر اور نثر نگار بھارتیندو ہریش چندر کے نسخے کی مدد سے کیا گیا تھا۔ بعض نظم کا ترجمہ نہیں کیا گیا بلکہ اس کا مفہوم لے کر جا بجا آزادانہ شعر کہہ دیئے گئے لیکن جب انجمن ترقی اردو (ہند) علی گڈھ نے اس ترجمے کی اشاعت منظور فرمائی تو اسے ملک کے مشہور محب وطن اور فاضل جید پنڈت سندر لال کے ملاحظہ کے لئے دیدیا۔ پنڈت جی نے اس ترجمے میں کئی تبدیلیاں تجویز کیں مگر ان کا خاص زور اس بات پر تھا کہ ترجمے کو آزاد ہونے کے باوجود اصل سنسکرت نسخے کے مطابق اس کی روح کا آئینہ دار ہونا چاہیے اور انھوں نے ضروری ہدایات دے کر ترجمہ مجھے واپس کر دیا۔ پھر میں نے لکھنؤ یونیورسٹی پروفیسر ستیہ برت سنگھ ایم اے پی ایچ ڈی کی شرح بزبان ہندی، نیز احمد آباد کے

مشہور و معروف سنسکرت ودوان (عالم) دیوان بہادر کے، ایچ دھرو کے انگریزی ترجمے کو پیشِ نظر رکھ کر اپنے ترجمے کی نظر ثانی کی۔ نظر ثانی کے اختتام سے کچھ روز پہلے پنڈت بلدیو شاستری کا نسخہ بھی مجھے مل گیا۔

حیرت اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان تمام نسخوں کے اصل سنسکرت متن میں کئی جگہ اختلاف پایا گیا حتیٰ کہ بعض کیرکٹروں کے ناموں میں بھی اختلاف ہے۔ بھارتیندو اور بلدیو شاستری جی کا نثر ترجمہ صاف ہے لیکن پروفیسر ستیہ برت سنگھ کے ترجمے میں بڑا الجھاؤ ہے اور جملوں کی پیچیدگی کے باعث یہ الجھاؤ اور بھی زیادہ ہو گیا ہے۔ پروفیسر دھرو کا ترجمہ انگریزی میں ہے لیکن بات کچھ چھوٹے منہ بڑی سی معلوم ہوتی ہے پروفیسر ستیہ برت سنگھ کے ہندی ترجمے کی طرح اس انگریزی ترجمہ میں بھی کیفیت کا فقدان ہے حالانکہ ان دونوں فاضلوں نے اصل سنسکرت پر توضیحی نوٹ بھی لکھے ہیں اور علیحدہ حرف بحرف ترجمہ بھی پیش کیا ہے پھر بھی کم از کم مجھے ان ترجموں میں عبارت کی کشادگی نہیں نظر آتی اور جیسا کہ عرض کیا گیا ہے۔ کیفیت کا کہیں نام ہی نہیں ہے۔ پروفیسر ستیہ برت سنگھ کی زبان اس قدر فاضلانہ یا سنسکرت آمیز ہے کہ روزانہ گفتگو کا مزا جیسا کہ ناٹکوں کے مکالموں میں ہونا چاہیے بالکل ملتا ہی نہیں اور یہ عیب بیشتر ہندی تراجم میں ملتا ہے۔ معاف کیا جاؤں اگر میں یہ کہنے کی جسارت کروں کہ بیشتر ہندی ترجموں کا انداز بالکل روکھا پھیکا ہوتا ہے اور اس میں اصل تصنیف کی روح نہیں ہوتی۔ میں نے ٹیگور کی گیتانجلی، سنسکرت ناٹک، مرچھکٹک، کالی داس گرنتھاولی میں کالی داس کے ناٹکوں کے ہندی تراجم دیکھے اور کئی دوسرے سنسکرت نسخوں کے ہندی تراجم کا بھی مطالعہ کیا۔ مجھے ان تمام تراجم میں اصل مصنف کے دل کی عکاسی نظر نہیں آئی۔ اول تو ترجموں کی عبارت ہی

مغلق اور پیچیدہ ہونے کے باعث قریب الفہم نہیں، دوسرے اگر اصل سنسکرت مسودہ سامنے رکھا جائے تو اس کی اسپرٹ یا روح ہندی ترجمے میں نظر نہیں آئے گی۔ پروفیسر دھرو کا انگریزی ترجمہ ان ہندی متراجم سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ مگر اس کی عبارت بھی زیادہ کشادہ نہیں۔ مدرا راکھشس کا کوئی ایسا انگریزی ترجمہ مجھے نہیں ملا جو کسی انگریز عالم نے کیا ہو۔ انگریز مترجم کا ترجمہ یقیناً ہندوستانی ترجموں کے مقابلہ زیادہ اچھا ہوگا اور اس کے ایک ایک لفظ میں اصلی سنسکرت کی روح موجود ہوگی۔

بھگوت گیتا، کمار سمبھو، اور گیتانجلی کے ترجمے کے دوران مجھے اسی قسم کا تجربہ ہوا۔ پچھلے دنوں مجھے محترمہ بیگم قدسیہ زیدی کے ساتھ ان کے ترجمہ مرچھ کٹک کے سلسلے میں کام کرنا پڑا۔ ہم دونوں یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے تھے کہ انگریزی میں رائڈر کا منظوم ترجمہ ہندی ترجموں کے مقابلہ کہیں زیادہ سنسکرت سے قریب بہتر اور دلکش تھا اور اس میں اصل سنسکرت کی روح لفظ لفظ سے ٹپکتی تھی، ہندی ترجمے تو اس قدر بودے تھے کہ بعض مرتبہ اصل سنسکرت کا مطلب ہی خبط ہو جاتا تھا۔ سنسکرت کا نسخہ کچھ کہتا ہے اور ہندی ترجمہ کچھ۔ بیگم تو بعض مرتبہ ہندی تراجم سے دل برداشتہ اور برافروختہ ہو جاتی تھیں۔

پھر بھی میرے اس ترجمہ کا دارومدار ایک طرف بیشتر بھارتیندو ہرشچندر کے ترجمے پر ہے۔ مگر پروفیسر ستیہ برت سنگھ، پروفیسر دھرو اور بلدیو شاستری کے ترجموں سے بھی کافی مدد ملی ہے جس کے لئے ان حضرات کا احسان مند نہ ہونا اخلاقی جرم ہوگا۔

ان فاضلوں کے تراجم سے کلاس (جماعتوں) کی ضروریات چاہے

پوری ہوتی ہوں لیکن شعری اور ڈرامائی نقطۂ خیال سے ان کی کوششوں کو زیادہ سراہا نہیں جا سکتا۔ اس بارے میں مجھ سے کئی ہندی ادیبوں اور شاعروں سے تبادلہ خیال بھی ہوا ہے اور انھوں نے میرے تجربہ و مشاہدہ کی تائید کی ہے۔ بھارتیندو ہریشچندر کا ترجمہ ان دوسرے تراجم کے بمقابلہ اس لئے نسبتاً بہتر اور زیادہ دل کش معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پہلو میں شاعر کا دل تھا۔ وہ اصل سنسکرت کی روح کھینچ لیتے تھے لیکن زبان ان کی بھی عام اسٹیج کے قابل نہیں خاص طور پر حصہ نظم کا منظوم ترجمہ کافی مشکل ہے عام فہم اور روزمرّہ کے بول چال میں نہیں۔

میں نے اس اردو ترجمے میں کوشش کی ہے کہ زیادہ سے زیادہ اصل کے قریب ہو۔ خاص طور پر نظم کا حصہ اس لحاظ سے زیادہ قابل توجہ ہے یہ منظوم ترجمہ کہیں کہیں قدرے طویل ہو گیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس ترجمہ میں بھی میرے دوسرے منظوم تراجم کی طرح اردو زبان کے مخصوص شاعرانہ محاسن یعنی ردیف و قافیہ کی پابندی کا خیال رکھا گیا ہے۔ اپنے عام فطری میلان کے خلاف میں نے بعض اشلوکوں کا ترجمہ آزاد نظم میں بھی کیا ہے اس سے ترجمے کے اشعار کی تعداد تو نہیں بڑھی لیکن خارجی محاسن کا عنصر کسی قدر کم ہو گیا ہے مگر ساتھ ہی ساتھ پورا مفہوم ادا ہو گیا ہے۔

میں یہ دعویٰ کر نہیں سکتا کہ میرا یہ اردو ترجمہ جو شاید اس اہم ترین اور کلاسیکی ڈرامے کا پہلا اردو ترجمہ ہے۔ تمام ہندی یا انگریزی تراجم سے بہتر ہے لیکن مجھے یہ یقین ضرور ہے کہ صرف اردو پڑھے لکھے اصحاب ہی نہیں ہندی جاننے والے اصحاب بھی اس ترجمے سے نسبتاً زیادہ لطف اندوز ہو سکیں گے۔ البتہ مجھے یہ تسلیم ہے جیسا کہ قابل تعظیم پنڈت سندر لال نے زبانی

فرمایا تھا۔ ترجمے کی زبان زیادہ تر ادبی ہے پھر بھی ترجمہ ہندی تراجم کے بمقابلہ اردو اور ہندی دونوں زبانوں کے پڑھنے والوں کے زیادہ قریب ہے۔

مدرا راکھشس کا مصنف اور اس کی تصنیف

مدرا راکھشس کے مصنف اور اس کی تصنیف کے بارے میں بھی کچھ عرض کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے اس کے لائق و فائق مصنف ـــــ

وشاکھادت کے زمانہ حیات کا اب تک ٹھیک پتہ نہیں۔ بعض محققوں کی رائے ہے اور اس ناٹک کے تمہیدی حصّے سے بھی پتہ چلتا ہے کہ وشاکھادت سامنت بٹیشور دت کے پوتے اور مہاراجا پرتھو کے فرزند تھے۔ مشرق و مغرب کے کئی عالموں اور محققوں نے ان کے زمانہ وجود اور وطنیت وغیرہ کے بارے میں مختلف قسم کی خیال آرائیاں کی ہیں۔ پھر بھی یہ حضرات ابھی تک کسی قطعی نتیجے پر پہونچ نہیں سکے ہیں۔ کچھ اہل الرائے کہتے ہیں کہ وشاکھادت کا تعلق شمالی ہندوستان سے ہے اور بعضوں نے نویں یا دسویں صدی بعد مسیح کو ان کا زمانہ وجود قرار دیا ہے۔ بعض نسخوں کے مطابق وشاکھادت کو بھاسکردت کا بیٹا لکھا گیا ہے۔ جنھیں مہاراجا کا لقب حاصل تھا۔ اس خاندان کا تعلق ایک حکمران طبقے سے تھا۔ اس میں جتنے فرماں روا ہوئے سب کے ناموں کا آخری ٹکڑا "دت" ہوتا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ دت خاندان کے افراد نے جس طاقتور حکمران کے تحت اتنے اعلیٰ مراتب حاصل کئے تھے اس کو یہ فخر حاصل تھا کہ ہندوستان کو ان ملکھشوں کے وحشیانہ مظالم سے نجات حاصل ہوگئی جو اس مقدس سرزمین پر بلائے بے درماں کی طرح چھا گئے تھے۔ وشاکھادت کے اس ناٹک کا

خاندان اسی حکمراں کے نام پر ہوتا ہے جیسے کہیں چندر گپت کہیں ادنتی وو ما کہیں دنتی ورما کہیں انتی ورما کہیں رنتی ورما اور کہیں رنت ورما کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ مختلف قلمی نسخوں میں اس حکمراں کے یہ مختلف نام پائے جاتے ہیں ان چھ ناموں میں دو نام تو رنتی ورما کی بگڑی ہوئی شکل پیش کرتے ہیں۔ اور رنتی ورما نام کو بعض محققوں نے مشکوک قرار دیا ہے مسٹر رنگا سوامی سرسوتی ایم اے کی رائے میں اس حکمراں کا صحیح نام دنتی ورما ہے کیونکہ یہ نام دنتی ورما ہے کیونکہ یہ نام مدرا راکھشس کے کچھ ان مستند اور قدیم نسخوں میں درج ملتا ہے جو محققوں موصوف کو مالا بار میں مختلف ذرائع سے حاصل ہوئے تھے۔ آپ کے خیال میں یہ وہی دنتی ورما نام کے حکمراں ہیں جن کا تعلق پلّو نسل سے تھا اور جو تقریباً ۷۲۰ء میں حکمراں تھے۔

یہ تو تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ راجا دنتی ورما ہی نے ملیچھوں کو شکست فاش دے کر ہندوستان کے حدود سے باہر نکال دیا تھا مگر جنوبی ہند میں ہُنوں کا وجود کہاں تھا؟ اس کے علاوہ دنت ورما کا تعلق وشنو سمپردائے سے تھا۔ بخلاف اس کے پلّو خاندان ان کے حکمراں شیوہی مت کے ماننے والے تھے ان حقائق کے علاوہ یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ وشاکھا دت اور ان کے بزرگوں کو پلّو خاندان والوں کی سرپرستی حاصل تھی۔

پروفیسر ایس رائے ایم اے نے اس حکمراں کا صحیح نام چندر گپت قرار دیا ہے۔ کاشی پرشاد جیسوال بھی انھیں کے ہمخیال ہیں مگر پروفیسر موصوف نے اس نام کو گپت نسل کے اس حکمراں سے وابستہ کیا ہے جسے تاریخ میں چندر گپت ثانی کہا جاتا ہے۔ چندر گپت ثانی کا زمانہ سن ۳۷۵ء اور ۴۱۳ بعد مسیح کے درمیان مقرر کیا گیا ہے اسی حکمراں نے ہنوں اور

دوسری ملکش قوموں کو شکست دے کر اُن سے وہ تمام علاقے چھین لئے تھے جن پر انھوں نے پنجاب میں قبضہ کر رکھا تھا۔ مگر دیوان بہادر اتیج کے دہرد اس نظریہ سے اتفاق نہیں کرتے، آپ کا خیال ہے کہ اگرچہ ہنوں نے ہندوستان کی سرحدوں پر حملہ تیسری عیسوی صدی میں شروع کر دیا تھا لیکن پنجاب پر ان کا تسلط ۴۶۰ء میں ہوا۔ پنجاب میں ان کے قدم ۴۶۵ء ہی میں جم چکے تھے۔ اس کے بعد ان کی حکومت جنوب کی جانب مالوہ تک پھیل گئی مگر ہنوں کی سلطنت کا قیام اور اس کا پھیلاؤ چندر گپت ثانی کی حکومت کے ختم ہو جانے پر پچاس سال بعد عمل میں آیا۔

مدرا راکھشس کے ایک مفسر دھندی راج نے بھی اس حکمراں کا نام چندر گپت صحیح تسلیم کیا ہے لیکن ان کی رائے میں یہ نام کسی اور ہی تاریخی شخصیت کا ہے۔ وہ اس حکمراں کو چندر گپت موریہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں لیکن دیوان بہادر دہرو کو اس نظریہ سے بھی اختلاف ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ناٹک میں موریہ حکومت پر ملیچھوں کے حملوں کا ذکر راکھشس کی زبان سے کرایا گیا ہے۔ اگرچہ واقعہ یہ ہے کہ ملیچھوں نے یہ حملہ خود راکھشس کے اشارے پر اور اس کی سرکردگی میں کیے تھے۔

مرحوم پروفیسر تیلنگ نے اس حکمراں کا نام اونتی ورما تسلیم کیا ہے اونتی ورما نام کے دو حکمراں ہوئے ہیں ایک کشمیر اور ایک قنوج میں، مگر پروفیسر تیلنگ اسی نام کے حکمراں کو قنوج کی سلطنت سے منسوب کرتے ہیں انھوں نے اس حکمراں کا سلسلہ بعد والے گپت نسل کے حکمرانوں سے ملایا ہے جن کی معرکہ آرائیاں سفید ہنوں کے ساتھ ہوئی تھیں، پروفیسر دہرو بھی پروفیسر تیلنگ کے کچھ کچھ ہم خیال ہیں۔ ان کی رائے میں قنوج کے

موکھر احکمرانوں نے جو لڑائیاں ہنوں سے لڑیں ان میں ان کے اتحادی زمانہ مابعد کے گپت خاندان والے حکمراں نہیں تھے درحقیقت ان کو تھانیسر کے حکمرانوں کی اعانت حاصل تھی۔

مہرکل اور تورمان کے ہاتھوں جس ہن سلطنت کی بنیاد پڑی تھی اس کی تباہی اس شکست فاش کا نتیجہ تھی جو ہنوں کو ۵۲۸ء میں مقام داس پور حاصل ہوئی۔ جب ہنوں کا شیرازہ بکھر گیا تو ان کے مقبوضہ علاقے کئی خود مختار حکومتوں میں منقسم ہو گئے۔ ہنوں کی حکومت پنجاب میں تھی اور اس کا دارالخلافہ شاکل (موجودہ سیالکوٹ) تھا۔ مغربی راجپوتانہ اور مشرقی گجرات میں بھی گوجروں کی چھوٹی چھوٹی حکومتیں تھیں۔ ہنوں کے یہ مقبوضات دونوں تھانیسر اور قنوج کی حکومتوں کے لئے دردِ سر کا باعث بنے آئے دن بدامنی اور انتشار سے سامنا رہتا تھا۔ یہ دونوں حکومتیں پہلے مگدھ دیس کے حکمرانوں کو خراج دیتی تھیں لیکن بعد میں خود مختار ہو گئیں قنوج کے حکمرانوں نے مگدھ دیش کی مرکزی حکومت کو کمزور پاکر فیض آباد، شاہ آباد اور اسیر گڑھ کے علاقے اپنے قبضے میں کر لئے۔ قنوج کے انھیں حکمرانوں میں ایشان ورما اور سرد ورما نے اپنے زور بازو سے ایسی دھاک باندھی کہ ہر کس و ناکس پر انکا سکہ بیٹھ گیا۔ انھوں نے ہنوں سے بھی ٹکرلی اور ۵۴۳ء سے لیکر ۵۵۲ء تک مسلسل جنگ آزما ہوئی۔ اس کے بعد ہنوں کو کئی محاذوں پر ہرا دیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہنوں کے ساتھ اس نبرد آزمائی میں قنوج کے حکمرانوں کو تھانیسر کے حکمرانوں کی مدد حاصل تھی۔ دونوں حکومتوں کا مقصد یکساں تھا۔ یعنی ہنوں کو شکست دینا دونوں نے ایک سیاسی معاہدہ کرلیا۔ دونوں کی فوجیں متحد ہو کر دشمنوں کے مقابلے پر

جان توڑ کر لڑے اور بالآخر ہنوں کو میدان جنگ سے منہ موڑنا پڑا۔ قنوج اور تھانیسر کے اس سیاسی رابطے کا ایک اور نتیجہ یہ نکلا کہ تھانیسر کے حکمراں آدتیہ ورمن نے قنوج کے راجہ سستھت ورمن کے ساتھ اپنی بہن کی شادی کردی۔

مگر ہنوں کے حوصلے اس شکست سے پست نہیں ہوئے تھوڑے دنوں بعد موقع پاکر انھوں نے بافتر کے راستہ سے پھر ہندوستان پر پے درپے حملے شروع کر دئے۔ اس مرتبہ یہ حملہ زیادہ شدومد کے ساتھ ہوئے اور ہنوں کے اس سیلاب کی زد میں نہ جانے کتنی قدیم حکومتیں آگئیں۔ بیرون ہند کے ان ہنوں کی اس یورش سے شہ پاکر سیالکوٹ کے ہنوں کو اور بھی تقویت حاصل ہوگئی اور ان کی بڑھتی ہوئی طاقت سے تھانیسر کی حکومت کو بہت بڑا خطرہ لاحق ہوگیا۔ اس زمانہ میں تھانیسر کی حکومت ایک نہایت حوصلہ مند اور شجاع راجا کے ہاتھوں میں تھی اس کا نام پربھاکر وردھن اور اس کے باپ کا نام آدتیہ وردھن تھا۔ اس نے ہنوں اور گوجروں سے مورچہ لیا۔ اس مورچے کی کمان پربھاکر وردھن کے سپہ سالار سنگھ ناد کے ہاتھوں میں تھی۔ لفظ ذاتی کی اس جنگ میں پربھاکر وردھن کا ساتھ ان کے ایک رشتے کے بھائی یعنی قنوج کے راجا دنتی ورمن نے دیا۔ اور دونوں کی فوجیں مشترکہ اور متحد ہوکر ہنوں کے خلاف اتنی جانبازی کے ساتھ لڑیں کہ آخر کار دشمن کے چھکے چھوٹ گئے اور اس طرح ہندوستان ہنوں کی دست برد سے بچ گیا دشمن کو اس سرزمین سے بیک بینی دو دو گوش راہ فرار اختیار کرنا پڑی۔

دشاکھادت نے انھیں ادنتی ورما کا ذکر مدرا راکھشس میں کیا ہے

مگر قدرے مبالغہ آرائی کے ساتھ وشاکھادت نے ہنوں کو زیر کرنے کا سہرا اونتی ورمن کے سر رکھا ہے اور شاعر بان نے اس فتح عظیم کو پربھاکر وردھن کی دوراندیشانہ حکمت عملی اور جانبازی کا نتیجہ قرار دیا ہے

پربھاکر وردھن نے جس سال اونتی ورمن کی مدد سے ہنوں پر فتح حاصل کی ان کے گھر میں ایک بیٹا پیدا ہوا۔ نوزائیدہ کا نام راجیہ وردھن رکھا گیا۔ بیس سال کے بعد پربھاکر وردھن نے اپنی بہن راجیشوری کی شادی قنوج کے گرہ ورمن کے ساتھ کر دی گرہ ورمن اونتی ورمن کا فرزند تھا اور ثانی الذکر کی وفات کے بعد (سنہ ۶۰۰ء) اس کا جانشین ہوا۔ تھانیسر اور قنوج کے درمیان یہ دوسرا سلسلہ مناکحت تھا۔ اسی زمانہ میں ہنوں نے ایک بار پھر ہندوستان پر حملہ کر دیا۔ افغانستان کے دشوار گذار پہاڑی دروں سے وہ خیل در خیل ہندوستان کے میدانوں میں اُتر آتے اور معرکہ جدال و قتال گرم کر دیتے۔ پربھاکر وردھن نے اس مرتبہ اپنے بڑے بیٹے راجیہ وردھن کو دشمنوں کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ راج کمار کی عمر اس وقت صرف ۲۴ سال تھی مگر اس نے باپ کے حکم کی تعمیل میں دشمنوں کا قلع قمع کرنے کی دل سے ٹھان لی۔ لڑائی بڑے زور و شور سے شروع ہوئی اور اس نے غنیم کو قریب قریب ہر موقع پر شکست دی۔ حتیٰ کہ ہندوکش پہاڑ کو عبور کر کے دشمنوں کو سرحد کے اس پار ڈھکیل دیا۔ یہ واقعہ ۶۰۶ء کا ہے۔ اسی لئے پروفیسر دھرو وشاکھادت کا زمانہ چھٹی صدی بعد مسیح قرار دیتے ہیں۔

مشہور مورخ کاشی پرشاد جیسوال کے خیال میں بھی چندر گپت سے مراد موریہ خاندان کے حکمراں چندر گپت سے نہیں ہے وہ گپت خاندان کے چندر گپت کو مدرا راکھشس کا ہیرو قرار دیتے ہیں۔ اس لحاظ سے

مدرا راکھشس میں جس چندر گپت کا ذکر آیا ہے اگر وہ چندر گپت وکرما دتیہ ہے تو وشاکھادت نے مدرا راکھشس کی تخلیق چوتھی صدی بعد مسیح میں کی ہوگی لیکن اس نظریہ کی تردید میں دلیل پیش کی جا سکتی ہے کہ ہنوں کے حملے کا تعلق چندر گپت وکرم آدتیہ کے زمانہ حکومت سے نہیں ہے۔ یہ حملے اس زمانے کے بہت بعد ہوئے۔

بھارتیند وہریسچندر نے مدرا راکھشس کا جو تعارف ہندی ترجمہ میں کیا ہے اس کے مطابق چندر گپت سے وہی شخصیت مراد ہے جس کا تعلق موریہ خاندان سے ہے اور جو مگدھ دیس (موجودہ بہار) کا حکمراں تھا۔ اس کی سلطنت قریب قریب تمام شمالی ہندوستان میں پھیلی ہوئی تھی۔ مفسر دھندی راج نے بھی مہاراج چندر گپت موریہ کو ہی اس ناٹک کا ہیرو قرار دیا ہے وشاکھادت نے سنسکرت اشلوکوں میں جہاں جہاں بھی چندر گپت کا ذکر کیا ہے وہاں بیشتر موریہ کا لفظ استعمال کیا ہے ایسی حالت میں نہیں کہا جا سکتا کہ چندر گپت موریہ کے علاوہ کسی دوسرے حکمراں کو چندر گپت کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے۔

مدرا راکھشس ایک تاریخی ناٹک ہے مگدھ دیس پر پہلے نند ہنس والے راج کرتے تھے چندر گپت کی دشمنی انھیں نند بنی حکمرانوں سے تھی۔ ناٹک کے کرداروں میں اہم ترین کردار چانکیہ اور راکھشس کا ہے۔ راکھشس خاندان نند کی کرسی وزارت پر متمکن تھا اور اس کو محض چندر گپت کی طرف لے آنے کے لیے چانکیہ نے سارا کھیل کھیلا تھا۔ ایسی حالت میں ایک تاریخی حقیقت کو صریحاً نظر انداز کر کے مدرا راکھشس کے چندر گپت کو چندر گپت موریہ نہ تسلیم کرنا کس طرح ممکن ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وشاکھادت چوتھی یا چھٹی

صدی بعد مسیح میں ہوئے ہوں اور انھوں نے اس ناٹک کی بنیاد چندر گپت موریہ کے زمانہ حکومت پر رکھی ہو۔ کیا ضروری ہے کہ تمثیل نگار کا زمانہ وجود اور اس کی تخلیق کے کرداروں کا زمانہ یکساں ہو۔ یہ تو صاف ظاہر ہے کہ مدرا راکھشس کا پلاٹ ایک گزری ہوئی تاریخی حقیقت کی پیداوار ہے جسے وشاکھادت نے اپنے زمانہ میں ناٹک کی شکل دے کر ایک ایسا عظیم کارنامہ یادگار چھوڑا ہے جس کی عظمت رہتی دنیا تک تسلیم کی جائے گی۔

ہندوستان کو اپنے اس عظیم الشان تمثیلی سرمائے کی اہمیت کا احساس اسوقت ہوا جب یورپ والوں نے اس کے مطالعہ اور اس کے متعلق جامع و مکمل تحقیقات کر کے اس کی طرف ہماری توجہ مبذول کی۔ مدرا راکھشس امریکہ کے اسٹیج پر پیش ہو چکا ہے اور اب ہندوستان میں بھی اس کی اشاعت کے لئے اسٹیج سے کام لیا جانے لگا ہے۔ آل انڈیا ریڈیو سے بھی یہ ڈرامہ نشر ہو چکا ہے۔

ادبی نقطۂ نظر سے سنسکرت زبان کے تمثیلی لٹریچر میں کالی داس بھوبھوتی بھاس اور شودرک کا مرتبہ بہت بلند سمجھا جاتا ہے لیکن وشاکھادت بھی اس فن کے زبردست ماہر ہیں۔ مدرا راکھشس میں سیاسی چالوں کا نقشہ جس قابلیت اور جابکدستی سے پیش کیا گیا ہے اس سے یہ نتیجہ باآسانی نکالا جاسکتا ہے کہ شاید وشاکھادت خود بھی سیاست اور تدبر کی شطرنج کے ایک ماہر کھلاڑی ہوں گے۔ کم از کم یہ تو معلوم ہی ہوتا ہے کہ انھیں اس کھیل سے کماحقہ واقفیت تھی۔

بشیشور پرشاد منور لکھنوی

مُدرا راکھشس میں کیا ہے

مدرا راکھشس ایک تاریخی اور سیاسی قسم کا ناٹک ہے سنسکرت زبان میں اور جتنے بھی ناٹک ہیں ان کا دار و مدار بیشتر پرانوں، مہابھارت یا رامائن کی کتھاؤں پر ہے۔ بہرحال ہندوؤں کے کسی نہ کسی مذہبی گرنتھ سے ان کا پلاٹ اخذ کیا گیا ہے لیکن مدرا راکھشس میں ایسا نہیں ہے اور نہ اس کا پلاٹ محض شاعرانہ اُپج قرار دیا جا سکتا ہے اس کا دار و مدار تاریخی واقعات پر ہے۔ بھارت دیش میں نند خاندان والوں کی تباہی کے بعد چانکیہ چندر گپت کا راج قائم کرنے میں کس طرح کامیاب ہوتا ہے۔ مدرا راکھشس میں اسی ایک واقعہ کی تصویر کھینچی گئی ہے۔ اس کے ذریعہ سیاسیات کی شاطرانہ چالوں کا نظارہ دکھایا گیا ہے یہ چانکیہ کے تدبر و حکمت کا ایک زندہ جاوید آئینہ ہے۔

سنسکرت ڈراموں میں یوں تو مختلف قسم کی ذہنی کیفیتوں کا اظہار ہوتا ہے مگر ان میں بیشتر ساتھ ہی ساتھ ایک مخصوص کیفیت شروع سے آخر تک کام کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ کیفیت کو سنسکرت زبان میں رس کہتے ہیں اور ان رسوں کی نو قسمیں قرار دی گئی ہیں۔

(۱) مادھریہ یا سرنگار رس :- حسن و عشق کے جذبات۔

(۲) بیر رس — شجاعت و مردانگی کے جذبات
(۳) شانت رس — سکون و قرار کے جذبات
(۴) کرتا رس — رحم و رقت کے جذبات
(۵) دی بھیس رس — ہیبت و اسکراہ کے جذبات
(۶) ہالیہ رس — مزاح و استہزا کے جذبات
(۷) رودر رس — غیظ و غضب کے جذبات
(۸) بھیانک رس — خوفناکی و دہشت انگیزی کے جذبات
(۹) ادبھت رس — حیرت و استعجاب کے جذبات۔

مدرا راکھشس میں جس کیفیت کا اظہار پایا جاتا ہے ہم اسے کسی حد تک شجاعت و مردانگی کے جذبات کی ذیل میں شمار کر سکتے ہیں۔ اگرچہ اس میں دوسرے قسم کی کیفیات بھی پائی جاتی ہیں مگر ان کا نقش بہت مدہم ہے۔ استعجالی کیفیات اس میں بدرجہ اتم نظر آتی ہیں۔ حسن و عشق اور رحم و رقت کے جذبات اس ناٹک کے حدود سے خارج ہیں۔ اس کے کرداروں میں کوئی اہم نسوانی کردار نہیں ہے۔ صرف ناٹک کے آخر میں چندن داس کی بی بی کا ذکر آگیا ہے وہ بھی برائے نام وہ نہ تو کسی محبوبہ کا پارٹ ادا کرتی ہے۔ نہ ہجر و فرقت کے درد سے کراہنے اور کسی محبوب پر جان دینے والی نوجوان حسینہ ہے وہ تو محض ایک خاوند پرست عورت ہے اور اپنے خاوند کی ہر مصیبت میں شریک ہونے حتیٰ کہ اپنی جان تک دینے کے لئے تیار ہے۔

ناٹک کا یہ پلاٹ بہت دلچسپ ہے۔ پہلے ایکٹ میں اس سے جو بیتابی پیدا ہوتی ہے وہ بعد کے دوسرے ایکٹوں میں بڑھتی ہی چلی جاتی ہے، یہ جاننے کے لئے طبیعت میں ایک قسم کی بےچینی پیدا ہوتی ہے کہ دیکھیں آگے چلکر پلاٹ کیا رُخ اختیار کرتا ہے۔

کرداروں کی تصویر کشی میں مصنف نے کمال درجہ کی فن کاری سے کام لیا ہے ایک طرف تو چانکیہ اور راکھشس ان دونوں سیاسی حریفوں کا مرقع کھینچا گیا ہے۔ دوسری طرف چندر گپت اور ملے کیتو ان دو نوجوان راجکماروں کا کیرکٹر دکھایا گیا ہے۔ چندن داس کا کیرکٹر دکھلانے میں مصنف کا کمال قابل تعریف ہے۔

یہ صحیح ہے کہ مدرا راکھشس میں نہ تو کوئی دہاکوی کالی داس کے ناٹکوں کی طرح حسن و عشق کی کیفیات ملتی ہیں نہ اس میں بھو بھوتی کے ناٹکوں کی طرح کلیجہ ہلا دینے والے رحم و رقت، یاس و حسرت کے جذبات پائے جاتے ہیں۔ پھر بھی مدرا راکھشس کے خصوصیات اپنی جگہ ایک مستحکم اور مُسلّم حیثیت رکھتے ہیں۔ پلاٹ شروع سے آخر تک یکساں طور پر دلچسپ ہے اور مصنف نے اس دلچسپی کو قائم رکھنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کی ہے۔

مدرا راکھشس کا پس منظر

عہد قدیم میں ہندوستان کی تاریخی سرزمین مگدھ حکمرانوں کی ایک عالیشان جلوہ گاہ رہی ہے۔ مہابھارت کے زمانہ میں جب یوگی راج کرشن کا ظہور ہوا مگدھ دیش میں پورو خاندان کے مشہور زمانہ راجہ جراسندھ وغیرہ کا پرچم حکومت لہرا رہا تھا۔ مگدھ دیش کا پایۂ تخت تھا۔ پٹنہ جیسے اس زمانے میں پاٹلی پتر یا پٹنا پور کہا جاتا تھا۔ مگدھی حکمرانوں کا نیر اقبال اس وقت نصف النہار پر تھا۔ ان کی عظمت و شوکت کے ڈنکے چار دانگ عالم میں بجتے تھے لیکن زمانہ کی گردش کسی کو ہمیشہ ایک حالت میں نہیں رہنے دیتی آخر کار وہ وقت بھی آپہونچا جب نند ہنس والوں کا عروج ہوا۔ انھوں نے پورو خاندان کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ اور اپنی فتح و نصرت کا علم بلند کیا۔ ان کی حکومت صرف مگدھ دیش تک محدود نہیں رہی۔ قریب قریب سارا ہندوستان زیر نگیں آگیا۔

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ نند خاندان کی حکومت ۱۳۸ سال تک رہی اس خاندان میں ایک حکمراں مہانند تھا جس کی شہرت آج تک باقی ہے۔ سطوت و ثروت پاؤں چومتی تھی۔ نمایاں اقبال گمس رائی کرتا تھا جب فاتح عالم سکندر نے ہندوستان پر حملہ کیا تو مہانند نے اس کے خلاف معرکہ آرائی کی۔ اس جنگ میں کئی ہزار ہاتھی۔ بیس ہزار شہ سوار اور دو لاکھ پیدل سپاہیوں

کی فوج کام میں لائی گئی۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس زمانے میں کوئی اور حکمراں مہانند کے مقابلے کا نہ تھا۔ اس کے تاج کی چمک دمک کے سامنے اور سب کے چراغ مدہم ہو گئے اس کی اقبال مندی کے سائے میں کئی دوسرے حکمراں پلتے تھے۔

مہانند کے دو وزیر تھے۔ بڑا وزیر شٹکار تھا اور دوسرا راکھشس شٹکار ذات کے لحاظ سے شودر تھا اور راکھشس برہمن۔ دونوں بلا کے ذہین تھے۔ ذکاوت میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر تھا۔ مگر شٹکار طبیعت کا شوخ تھا۔ مزاج میں طراری تھی۔ دوسری طرف راکھشس متانت اور سنجیدگی کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا۔ مدت سے وزارت عظمیٰ شٹکار کے ہاتھ میں تھی اسی وجہ سے حکومت کے کاروبار میں اس کا غلبہ تھا حتیٰ کہ بعض مرتبہ وہ حکمراں پر بھی حاوی ہو جاتا تھا۔ دوسری طرف مہانند کا مزاج بھی تیز تھا۔ جب مغلوب الغضب ہوتا، اندھا ہو جاتا۔ پھر کچھ آگا پیچھا نہ دیکھتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایک مرتبہ حکمراں اور وزیر کے درمیان کسی بات پر ٹھن گئی اور مہانند نے شٹکار کو معزول کر دیا اس نے صرف یہی نہیں کیا تھوڑے دنوں کے بعد اس کو قید بھی کر دیا۔ شٹکار کے گھر والے سخت مصیبت میں گرفتار ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ سارے کنبہ کی بھوک مٹانے کے لئے صرف دو سیر ستو دیئے جاتے تھے۔

کسی زمانے میں شٹکار کا طوطی بولتا تھا۔ اس کے آگے کسی کی دال نہ گلتی، حکومت کی ساری مشینری میں اسی کا دخل تھا۔ اسی لئے پہلے معزولی اور اسکے بعد گرفتاری، نیز قید و بند سے جو رسوائی ہوئی اس سے شٹکار کو سخت روحانی اذیت پہونچی۔ روزانہ ستو۔ کا برتن ہاتھ میں لیکر وہ اپنے

گھر والوں سے کہتا کہ ان ستوؤں کے کھانے کا حقدار صرف وہی ہو سکتا ہے جو نند خاندان کی جڑیں تک ہلا دینے کی ہمت رکھتا ہو، ٹشٹکار کی یہ گفتگو سنکر گھر والوں کو بڑی کوفت ہوتی اور کوئی بھی ان ستوؤں کو ہاتھ لگانے کا روادار نہ ہوتا۔ انجام کار ان بے چاروں نے قید خانے ہی میں بھوک سے تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔

ایک طرف اپنی بے حرمتی اور دوسری طرف گھر والوں کی بربادی نے اب ٹشٹکار کا پیمانہ صبر لبریز کر دیا اس کا جسم ایک جسد بے روح ہو رہا تھا۔ ہر وقت افسردگی چھائی رہتی۔ پھر بھی اپنے مخالف سے بدلہ لینے کا خیال ہر وقت اس کے دل میں چٹکیاں لیتا رہتا تھا۔ اور محض اسی خواب کی تعبیر کے لئے اس نے موت کو اپنے پاس بھٹکنے نہیں دیا کچھ نہ کچھ کھا پی کر زندہ رہا اسکو رات دن یہی ادھیڑ بن رہتی کہ کسی نہ کسی طرح دشمن کو نیچا دکھایا جائے۔

اتفاق سے ایک روز مہاراجا مہانند ہاتھ منھ دھوکر ہنستے ہوئے زنان خانے میں آ رہے تھے اتنے میں ان کی ایک کنیز بھی ادھر سے گزری کنیز کا نام وچکشنا تھا۔ مہاراجا سے کسی قدر بے تکلف تھی اسی لئے وہ کسی قدر گستاخ بھی ہو گئی تھی۔ مہاراجا کو ہنستے دیکھ کر اس کو بھی ہنسی آ گئی مہانند کو اس کی یہ حرکت ناگوار گزری اس نے برآفروختہ ہو کر کنیز سے اس کے ہنسنے کا سبب پوچھا تو اس نے برجستہ جواب دیا۔

"سرکار مجھے بھی اسی بات پر ہنسی آ گئی جس پر آپ کو آئی تھی"

مہانند اس بے باکانہ جواب سے اور بھی آتش زیر پا ہوا اور اس نے ڈانٹ کر کہا۔

"اچھا تو تجھ کو ابھی بتانا پڑے گا کہ مجھے کیوں ہنسی آئی ورنہ میں تیری جان کا دشمن ہو جاؤں گا، تجھے موت کے منہ میں جھونک دوں گا۔"

کنیز جہانند کے اشتعال سے بہت گھبرائی اس کے ہوش اڑ گئے، کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کرے کیا نہ کرے، دفعتاً اس کو ایک تدبیر سوجھی اس نے بڑی چالاکی سے کام لیا اور جواب دینے کے لئے جہانند سے ایک مہینے کی مہلت مانگی۔ مہاراجا نے مہلت دیدی مگر ساتھ ہی ساتھ یہ بھی دھمکی دیدی کہ اگر ایک مہینے کے بعد جواب نہ ملا تو گردن اڑادی جائے گی۔

کنیز کی جان اس وقت تو بچ گئی مگر اب اس کے لئے ایک ایک منٹ جینا مشکل ہو گیا۔ دن گزرتے جا رہے تھے اور کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ جہانند کے سوال کا کیا جواب دیا جائے اتفاق سے ایک روز وہ قید خانہ میں پڑے ہوئے شٹکار وزیر کے لئے کھانا دینے گئی اور اس نے زار و قطار رو رو کر اس سے اپنا حال بیان کیا۔ شٹکار نے اس کی داستان سنکر فوراً قہقہہ لگایا اور کہا۔

"میں سمجھ گیا کہ راجا کیوں ہنس رہا تھا جس وقت وہ ہاتھ منہ دھونے میں کلّی کر رہا تھا۔ عین اسی وقت زمین پر پانی کی چھینٹوں کو بکھرا ہوا دیکھ کر اسے برگد کے بیجوں کا خیال آگیا۔ پانی کی چھینٹیں زمین پر گرتے ہی غائب ہو جاتی تھیں اسی لئے اس عبرت انگیز نظارے کو دیکھ کر اسے ہنسی آ گئی۔"

کنیز نے جواب سنکر کہا۔

"اگر آپ کا خیال درست ہو تو میں آپ کی جان بچانے کی حتی الامکان کوشش کروں گی آپ کو اس مصیبت سے نجات حاصل ہو جائے گی۔ پھر زندگی بھر آپ کی لونڈی بن کر رہوں گی۔"

دن گزرتے چلے گئے اور آخر کار وہ گھڑی آ پہونچی جب جہانند نے کنیز کو طلب کر کے اس سے فوراً اپنے سوال کا جواب مانگا۔ کنیز نے شٹکار کے الفاظ من وعن دہرا دیئے تو راجا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اچھا یہ بتا کہ یہ بات تجھے کیسے معلوم ہوئی"؟

کنیز نے جواب میں سارا معاملہ سنا دیا کہ کس طرح اس نے پریشان ہو کر اس سوال کا حل شٹکار سے دریافت کیا اور کس طرح اس نے جواب میں یہ بات بتائی

جواب سن کر جہانند دنگ رہ گیا۔ اس نے دل ہی دل میں شٹکار کی ذہانت کو سراہا۔ کنیز نے موقع پا کر جہانند سے اس کی رہائی کے لئے سفارش کی۔ جہانند نے سفارش قبول کر لی اور شٹکار کو محض رہا ہی نہیں کر دیا بلکہ پھر وزیر بنا دیا لیکن اس مرتبہ اس نے شٹکار کو راکھشس کا نائب بنایا۔ وزیر اعظم کا عہدہ نہیں دیا۔

ایسے مواقع پر بعض حکمراں بڑی کوتاہ اندیشی سے کام لیتے ہیں۔ اصولاً کسی کو بھی پہلے حد سے زیادہ بڑھا دینا مناسب نہیں اور اگر اسے اتفاق سے غیر معمولی ترقی دے ہی دی ہو۔ کسی مصلحت کے تحت اس کے مرتبہ و منصب کا بڑھا دینا ہی مناسب سمجھا ہو تو پھر اگر کچھ مدت کے بعد اس شخص سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے، کوئی خطا کر بیٹھے تو اسے نظر انداز کر دینا ہی مناسب ہے اس کے برخلاف اگر کسی ایسے ٹیڑھے خاں کی سرزنش مقصود ہو جو اپنے عروج و اختیار کے زعم میں خود حکمراں کو بھی نظر میں نہ لاتا ہو تو پھر اس کو بیخ و بنیاد سے نیست و نابود کر دینا ہی مناسب ہے کبھی اس پر اعتبار نہ کیا جائے عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ امیر امرا پہلے تو مصاحبوں کو

حد سے زیادہ منہ لگا لیتے ہیں، حقیر سے حقیر معاملہ میں بھی ان کی زیادہ سے زیادہ قدر و منزلت ہوتی ہے مگر اس کے بعد ہی وہ چھوٹی سی چھوٹی بات پر ان کی تذلیل کے بھی درپے ہو جاتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس قسم کے معتوب محکوم اپنے آقاؤں کے جانی دشمن بن کر ان کی تباہی و بربادی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے اور جس طرح نند خاندان پر تباہی آئی اسی طرح ایک نہ ایک روز اُن ناعاقبت اندیش آقاؤں کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے۔

شٹکار اگرچہ قید سے رہا ہو چکا تھا اور نائب وزیر کی گدی بھی اس کے ہاتھ آ چکی تھی لیکن جو ذلت اور رسوائی اس کی پہلے ہو چکی تھی اس سے اس کے دل میں اب تک کانٹا سا کھٹک رہا تھا۔ اس کو جس وقت اپنے خاندان کی تباہی کا خیال آتا اس کے دل میں ایک ہوک سی اٹھتی اور جذبۂ انتقام مشتعل ہونے لگتا۔ دن رات یہی سوچا کرتا کہ کس طرح نہانند کو اس کی حماقتوں کا مزا چکھایا جائے۔

ایک روز شٹکار صبح کے وقت، گھوڑے پر سوار ہوا خوری کیلئے جا رہا تھا، گھومتے گھومتے شہر کے باہر جا پہونچا، وہاں اس نے دیکھا کہ ایک سیاہ فام برہمن اپنی جھونپڑی کے سامنے راستہ کی گھاس اکھاڑ اکھاڑ کر اس کی جڑ میں مٹھا (چھاچھ) ڈال رہا ہے اگرچہ یہ برہمن پسینہ سے عرق عرق ہو رہا تھا۔ لیکن اسے اپنے جسم کی ذرا بھی سُدھ بدھ نہ تھی، چاروں طرف گھاس کے بڑے بڑے ڈھیر لگے تھے، برہمن کو اس جانفشانی میں مشغول دیکھ کر شٹکار بہت متعجب ہوا۔ اس نے برہمن سے سارا ماجرا پوچھا تو جواب ملا:

"میرا نام وشنو گپت ہے مجھے چانکیہ بھی کہتے ہیں۔ برہم چاری ہوں۔ نیتی (علم اخلاق)، ویدک۔ جوتش رسائن (کیمیا) وغیرہ تمام علوم پڑھ کر میں شادی کے خیال سے باہر آیا تھا لیکن راستہ میں گھاس سے میرے پاؤں زخمی ہو گئے اور میرا مقصد پورا نہ ہو سکا۔ اب جب تک راستے میں حائل ہونے والی اس گھاس کو جڑ بنیاد سے اکھاڑ کر نہ رکھ دوں گا، دوسرے کام میں ہاتھ نہ لگاؤں گا۔ اسی لئے اس گھاس کی جڑ میں مٹھا ڈالتا ہوں کہ اس کے اثر سے اس کی جڑیں زمین کے اندر ہی اندر جل کر خاک سیاہ ہو جائیں۔

چانکیہ کی تقریر سن کر شٹکار کے دل میں معاً یہ خیال آیا کہ اگر ایسے مضبوط اور آہنی ارادے کا برہمن کبھی کسی راجا کے خلاف ہو جائے تو اس کے راج کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک سکتا ہے دل میں اس خیال کے آتے ہی اس نے فوراً چانکیہ سے کہا۔

اگر آپ میرے ساتھ چلکر شہر میں ایک پاٹھ شالا کھول دیں تو بہت اچھا ہو۔ میں تمام عمر آپ کا احسان مانوں گا۔ آپ گھاس اکھاڑنے کی تکلیف نہ فرمائیں میں خود ہی مزدوروں سے یہ تمام گھاس اکھڑوا دوں گا

چانکیہ شٹکار کی اس گفتگو سے متاثر ہو کر اس کے ساتھ جانے کے لئے راضی ہو گیا۔ شہر پہونچ کر اس نے پاٹھ شالا قائم کر دیا۔ جگہ جگہ سے طالبعلم آ آ کر پڑھنے لگے اور پاٹھ شالے کا کام تیزی سے جاری ہو گیا۔

اب شٹکار کو یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ کسی نہ کسی طرح چانکیہ اور مہاجانند کے درمیان بگاڑ کی صورت پیدا ہو جائے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ مہاراجہ کے محل میں شرادھ تھا، اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے شٹکار

نے اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ اس نے شرادھ میں چانکیہ کو بھی دعوت دی اور شرکت کے لئے اس کو اپنے ساتھ لے آیا۔ مشٹکار نے چانکیہ کو اس جگہ لے جاکر جہاں شرادھ کی رسم ادا ہونے والی تھی، ایک آسن پر بٹھا دیا اور خود وہاں سے کھسک گیا اس کو معلوم تھا کہ چانکیہ کے رنگ روپ سے متنفر ہو کر مہاراجا نند اسکو اسکے آسن سے اٹھا دے گا۔ اس سے چانکیہ کی توہین ہوگی نتیجہ کے طور پر اس کے دل میں انتقام کی آگ بھڑک اٹھے گی اور وہ مہاراجا کی تباہی کے درپے ہو جائے گا۔ اس طرح یہ شاہی خاندان ہمیشہ کے لئے مکمل طور پر برباد ہو جائے گا۔

مشٹکار کا تیر ٹھیک نشانے پر بیٹھا۔ جب مہاراجا نند راکھشس کی ہمراہی میں اس جگہ آیا جہاں شرادھ کی رسم ادا ہونے والی تھی ـــــ اس نے ایک ناخواندہ مہمان کو آسن پر بیٹھے دیکھا تو اس کی شکل و صورت سے اس کو سخت کراہت ہوئی اس نے فوراً اہلکاروں کو حکم دیا کہ اس برہمن کو سر کے بال پکڑ کر شرادھ کی جگہ سے ہٹا دیا جائے، اہلکار مجبور تھے وہ راجا کا حکم بجا لائے تو چانکیہ اپنی اس توہین سے بہت برآفروختہ ہوا اس نے اپنے سر کی چوٹی کھولکر سر دربار قسم کھائی کہ جب تک اس توہین کا بدلہ نہ لے لیا جائے گا، نامراد مہانند کا بچہ بچہ تباہ و برباد نہ ہو جائے گا اس وقت تک اس کی یہ چوٹی کھلی رہے گی بند ہے گی تو صرف اس وقت جب یہ پرتگیا[2] پوری ہو گی۔ چنانچہ دل میں یہی عہد کر کے چانکیہ فوراً شاہی محل سے نو دو گیارہ ہو گیا۔

---

[1] شرادھ یعنی کسی مرحوم ہندو بزرگ کی یادگاری کی تقریب۔ [2] پرتگیا یعنی عہد

سٹ کار موقع پا کر چانکیہ کو راستہ سے اڑا لایا۔ اور اس کو ساتھ لے کر اپنے گھر پہونچا وہاں اس نے چانکیہ کے سامنے مہاراجا نند کی بہت برائی کی جس سے چانکیہ کا غصہ اور بھی تیز ہو گیا۔ چانکیہ نے بھی اپنی بے حرمتی کا ذکر کر کے نند کا خاتمہ کرنے میں سٹ کار کی مدد کرنے کا وعدہ کیا اس سلسلے میں اس نے یہ بھی کہا کہ جب تک اسے نند کے مکان کا اندرونی نقشہ نہ معلوم ہو گا اس وقت تک اس کے خاتمے کی کوئی تدبیر ممکن نہ ہو سکے گی۔ سٹ کار نے چانکیہ کو وچکشنا کنیز والا معاملہ بھی سنایا اور اسی روز رات کے وقت وچکشنا کو طلب کر کے چانکیہ کے سامنے اس سے ساری باتوں کی تصدیق کرالی۔

مہاراجہ نند کے نو بیٹے تھے آٹھ منکوحہ رانی کے بطن سے اور ایک اس کی داشتہ نائن سے جس کا نام مُرا تھا داشتہ نائن کے لڑکے کا نام چندر گپت تھا اور مُرا نائن کے بطن سے پیدا ہونے کے باعث اُسے موریہ کہا جانے لگا۔ بھائیوں میں چندر گپت سب سے زیادہ ذہین اور ہوشیار تھا۔ اسی لئے دوسرے سب بھائی اس سے جلتے تھے خود مہاراجا نند کی توجہ بھی دوسرے لڑکوں کے مقابلے چندر گپت کیطرف کم تھی۔ اسکو چندر گپت کی طرف سے کچھ اندیشہ سا رہتا تھا۔ چندر گپت اگرچہ شودر عورت کے بطن سے تھا لیکن عمر میں بڑا تھا اسی لئے وہ مہاراجا نند کی دوسری اولاد کے مقابلہ خود کو راج پاٹ کا زیادہ حقدار سمجھتا تھا یہی وجہ تھی کہ گھر بھر میں اس کی کسی سے نہ بنتی۔ قریب قریب سب سے

کھٹ پٹ رہتی۔ چنانچہ منشٹ کار اور چانکیہ دونوں نے مشورہ کرکے یہ طے کیا کہ نند کا راج دلانے کے لالچ سے چندر گپت کو اپنی طرف ملالیں اور نند خاندان کا خاتمہ کرکے چندر گپت کو تخت حکومت پر بٹھادیں۔

اب دونوں نے چندر گپت پر ڈورے ڈالنا شروع کئے۔ بھکشنا کے ذریعہ اس کو پھانسنے کے لئے جال بچھایا جانے لگا چانکیہ تو ضروری ہدائتیں دے کر اپنی کٹی میں چلا گیا باقی ساری کارروائی منشٹ کار کے ذریعہ ہوتی رہی، ادھر چانکیہ نے ایک خاص قسم کا زہر ملا کر ایک ایسی غذا تیار کی جسے جانچ کرنے پر بھی کوئی بھانپ نہ سکے۔ مگر اس غذا کے زبان پر رکھتے ہی انسان کی روح فوراً قفس عنصری سے پرواز کر جائے ایک روز موقع پاکر بھکشنانے نند اور اس کے دوسرے آٹھوں لڑکوں کو زہر آلودہ کھانا کھلادیا اور وہ سب کے سب ایک ساتھ موت کی آغوش میں جا پہونچے۔

چندر گپت اس وقت منشٹ کار کے ساتھ تھا مگر ان لوگوں کے زہر خورانی سے اس طرح مارے جانے پر اس کے دل پر ایسی چوٹ لگی کہ وہ گھبرا گیا اس کی طبیعت دنیا کی طرف سے ہٹ گئی اس نے فوراً جنگل کی راہ لی اور زندگی کے باقی ایام فقر و فاقہ میں گزار کر اپنی جان جان آفریں کے سپرد کردی۔

بعض مورخوں کا خیال ہے کہ چانکیہ نے خود ہی اپنی تلوار سے مہانند اور اس کے آٹھوں بیٹوں کو ہلاک کیا تھا لیکن اس خیال کی تائید میں کوئی قابل قبول سند دستیاب نہیں ہوتی۔ بہر حال یہ امر تو طے شدہ ہے کہ نند خاندان کی تباہی چانکیہ کے ہاتھوں ہوئی مگر اس کے باوجود چندر گپت کے سر پر تاج شاہی کا رکھنا بھی کوئی آسان بات نہ تھی اس لئے چانکیہ نے دزیرداکشہ

جیوسدّھی کو کھشپنک کے بھیس میں وزیر راکھشس کے پاس بھیجا اور غیر ملکی حکمرانوں سے مدد حاصل کرنے کے لئے خود بھی مختلف مقامات پر گیا۔ اس کوشش میں اس کو خاطر خواہ کامیابی ہوئی، اس نے افغانستان اور اسکے آس پاس والے کچھ پہاڑی حکمرانوں کی مدد حاصل کرلی اور اس امر کے اطمینان دلائے جانے پر کہ فتح حاصل ہونے کی صورت میں مگدھ دلیش کا نصف راج ان کے حوالے کردیا جائے گا۔ ان لوگوں نے مگدھ دیش پر حملہ کردیا۔ ان حملہ آوروں کا سرغنہ تھا۔ پرَوتک اس کا ایک بھائی بیرودھک تھا اور اس کے لڑکے کا نام تھا ملےکیتو۔ پروتک نے جب مگدھ دیس پر حملہ کیا پانچ اور غیر ملکی حکمراں اس کے شریک کار تھے۔

اُدھر نند اور اس کے آٹھ فرزندوں کی ہلاکت کے بعد وزیر اعظم راکھشس نے نند کے بھائی سرارتھ سدھی کو تخت حکومت پر بٹھاکر کاروبار حکومت شروع کردیا ادھر چانکیہ نے پَروتک کی فوج سے مدد لے کر حملہ کردیا۔ اور کسم پور کا محاصرہ کرلیا۔ پندرہ روز تک بڑی خوفناک لڑائی ہوئی۔ جانبیں جان توڑ کر لڑے۔ میدان جنگ میں دونوں طرف کے بہادروں نے داد شجاعت دی مگر آخرکار راکھشس کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی۔ جیوسدھی نے مکاری سے سرارتھ سدھی کو اونچ نیچ دکھائی تو وہ بیچارہ فقیر بن کر راجدھانی سے غائب ہوگیا۔ اور اس طرح ——

تخت حکومت ایکبار پھر خالی ہوگیا۔ راکھشس منتری کو اس شکست سے سخت صدمہ پہونچا۔ ایک جوہری چندن داس کے مکان میں اپنے گھر والوں کو چھپاکر اور شکٹ داس کائستھ نیز دوسرے معتمد مدبروں کو کئی دوسرے ضروری کام سپرد کرکے وہ خود اس خیال سے جنگل کی

طرف چلا گیا کہ سُن کر سردار تھ سدھی کو واپس لے آئے اور تخت حکومت دوبارہ اس کے حوالے کر دے۔

دوسری طرف جیو سدھی کے ذریعہ چانکیہ کو تمام حال معلوم ہوتا رہا۔ اس لئے قبل اس کے کہ راکھشس سردار تھ سدھ تک پہونچے چانکیہ نے اپنے کارندوں کے ذریعہ سردار تھ سدھ کو بھی ختم کر دیا۔ کسی نہ کسی طرح اس کی جان لے لی۔ راکھشس جب جنگل پہونچا اور اس نے سردار تھ سدھی کو مردہ پایا تو اسے بے حد صدمہ پہونچا آخر کار وہ مایوس ہو کر وہیں رہنے بسنے لگا۔

سردار تھ سدھی کی ہلاکت سے چانکیہ کا وہ عہد پورا ہو چکا تھا جو اس نے نند خاندان کی تباہی کے خیال سے کیا تھا مگر اس کی یہ خواہش ابھی تک پوری نہیں ہوئی تھی کہ کسی نہ کسی طرح راکھشس کو قابو میں لاکر اسے چندر گپت کا وزیر اعظم بنا دیا جائے کیونکہ ایسا تا اس کا خیال تھا کہ راکھشس کے بغیر چندر گپت کی حکومت ایک روز بھی نہ چل سکے گی اس لئے اس نے اب اپنے آدمی بھیج کر نہایت ادب و احترام کے ساتھ راکھشس کو طلب کیا مگر اپنے مالک نند کے وفادار راکھشس نے چانکیہ کی دعوت رد کر دی اور چندر گپت کے دربار میں جانے سے انکار کر دیا۔

راکھشس اگرچہ جنگل میں رہتا تھا پھر بھی مخالف کو زک دینے کے لئے اس کی سیاسی سرگرمیاں جاری تھیں۔ اس نے سوچا کہ اگر کسی طرح پرو تک اور چندر گپت کے درمیان ناچاقی ہو جائے اور وہ پرو تک کو اپنی جانب ملا لے تو پالسہ پلٹ سکتا ہے چنانچہ اس مقصد کی تکمیل کے لئے وہ پرو تک کے پاس گیا اور اس کے بوڑھے وزیر کے ذریعہ اس پر

اپنا اثر جمانے کی کوشش کی۔ اس نے چانکیہ کی تمام داستان پردتک سے بیان کردی اور یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ چانکیہ ایک نہایت دغاباز اور مکار قسم کا انسان ہے وہ پردتک کو میٹھی میٹھی باتوں سے بہلاتا رہے گا اور کسی قیمت پر بھی مگدھ دیش کی نصف حکومت پردتک کے حوالے نہ کرے گا۔ راکھشس کی طرف سے یہ لالچ بھی دیا گیا کہ اگر پردتک اس کی طرف مل جائے تو اس کو مگدھ دیش کی نصف حکومت ہی نہیں پورے راج کا مالک بنا دیا جائے گا۔ چنانچہ پردتک کے بوڑھے وزیر نے اسکو ایک خط میں لکھ بھیجا کہ اپنے بڑھاپے کے سبب سے وہ وزارت کا بار اب زیادہ دنوں تک سنبھال نہ سکے گا۔ اور اس منصب سے دستبردار ہو جائے گا۔ اس کے بجائے راکھشس منتری راج کاج کی دیکھ بھال کرے گا حریص پردتک کو وزیر کی چٹھی پہونچی تو مگدھ دیش کی تمام حکومت کے لالچ میں اس نے راکھشس کی بات مان لی۔ اس نے ایک خفیہ معاہدے کے ذریعہ راکھشس کو اپنا وزیر بنا دیا۔ دوسری طرف محض دکھاوے کے لئے وہ چانکیہ کے ساتھ بھی ملا رہا۔

مگر چانکیہ کو اس تمام سازش کی خبر رتی سے ریزے تک ملتی رہی۔ جیون دھی کے ذریعہ اس کو سارا حال معلوم ہو جاتا تھا۔ اس لئے اس نے اب بہت پھونک پھونک کر قدم رکھنا شروع کیا۔ ہر معاملہ میں وہ بڑی احتیاط سے کام لیتا اس نے مختلف زبانوں کے جاننے والے کئی ہوشیار اور چالاک آدمیوں کو اپنے اعتماد میں لے لیا۔ انھیں جاسوسی کے کام پر متعین کیا گویا اس طرح چاروں طرف اس کے جاسوسوں کا ایک جال سا پھیل گیا تاکہ راکھشس کا کوئی جاسوس کسی طریقے سے بھی چندرگپت کو

کوئی نقصان نہ پہونچا سکے۔ چندر گپت کی حفاظت کے لئے اس نے بہت مضبوط اور محتاط بندوبست کیا اور وہ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی سوچنے لگا کہ پروتک کو اس کی دغا بازی کی سزا کس طرح دی جائے، دن رات اسی مقصد کی تکمیل کے لئے تدبیریں سوچا رہتا۔ ہر وقت یہی ادھیڑ بن رہتی۔

راکھشس کی امیدوں کا دار و مدار صرف پروتک ہی پر تھا، اس کو ڈر تھا کہ کہیں پروتک کی حرص اس کی راہ میں پھر نہ حائل ہو جائے اسی لئے اس نے حفظ ما تقدم کے خیال سے تلوت، ملے، کشمیر، سندھ اور ایران کے حکمرانوں کو بھی اپنی طرف ملا لینے کی کوشش کی، ان ملکوں کے حکمرانوں نے نہایت ادب و احترام کے ساتھ راکھشس کا خیر مقدم کیا۔

جب راکھشس کو اپنے مقصد میں کامیابی کی پوری امید ہو گئی۔ تو وہ پھر جنگل سے واپس آ گیا۔ اور اس نے چندر گپت کو ہلاک کرنے کے لئے ایک وش کنیا[1] بھیجی، اس نے جیو سدھی کو معتمد سمجھ کر وش کنیا کو اس کے ہمراہ کر دیا۔ مگر دوسری طرف چانکیہ کو جیو سدھی نے یہ سب راز بتا دیا تھا۔ چانکیہ کو پروتک کی دغا بازی سے بھی الجھن تھی چنانچہ جب وش کنیا اس کے پاس آئی تو اس نے تحفہ و تحائف دے کر بڑی خوبصورتی کے ساتھ اس کو اپنی طرف ملا لیا۔ اور اس خیال سے پروتک کے پاس بھیج دیا کہ پروتک نفسیاتی خواہشات کے زیر اثر اس کے ساتھ مباشرت کرتے ہی ختم ہو جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا بھی۔ وش کنیا کو دیکھ کر پروتک اس پر گرویدہ ہو گیا اس نے فوراً اس کو آغوش محبت میں جگہ دی اور جب اس کے ساتھ

---

[1] وش بمعنی زہر، کنیا بمعنی لڑکی۔ مراد سمیت پوش لڑکی۔

سب باتوں میں مشغول ہوا تو جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔

ادھر چانکیہ یہ سوچ رہا تھا کہ اگر پرونک کا بیٹا ملے کیتو باقی رہ گیا تو معاہدے کے مطابق مگدھ دیس کی حکومت اب پرونک کے بجائے ملے کیتو کو دینا پڑے گی، اسی لئے اس نے ایسی ترکیبیں نکالیں جن سے یہ بلا بھی سر سے ٹل جائے اس نے بھاگو رائن نام کے ایک بہت پڑھے لکھے مدبر کو اس کے پاس بھیجا جس نے بہت جلد ملے کیتو کا اعتماد حاصل کر لیا۔ بھاگو رائن نے سمجھا بجھا کر یہ بات ملے کیتو کے ذہن نشین کر دی کہ جس طرح چانکیہ نے وش کنیا کے ذریعہ پہلے اس کے باپ پرونک کی جان لے لی۔ اسی طرح وہ یعنی چانکیہ اب خود اس کی یعنی ملے کیتو کی جان کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑا ہے ایک نہ ایک روز وہ اس کو بھی ہلاک کر کے چھوڑے گا۔ ملے کیتو نے بھاگو رائن کی گفتگو سنی تو اس پر سناٹا چھا گیا ملے کیتو کو اپنے باپ کی ہلاکت کا علم اب ہوا تھا۔ جب وہ پرونک کی خوابگاہ میں گیا تو وہاں اس کو مردہ پایا یہ منظر دیکھتے ہی ملے کیتو کی روح خشک ہو گئی، اس نے اپنی جان بچانے کے لئے، موقع غنیمت سمجھکر بھاگو رائن سے امداد طلب کی اور اس کے توسل سے وہ کسم پور چھوڑ کر چلا گیا، اس نے سیدھے اپنے دار الحکومت کی راہ لی۔ دوسری طرف چانکیہ کے سکھائے ہوئے کئی دوسرے جاسوس بھدر بھٹ وغیرہ جو چندر گپت کی ملازمت میں بڑے بڑے عہدوں پر مامور تھے بظاہر باغی بن کر ملے کیتو اور بھاگو رائن کے ساتھ ہو لئے۔

جب راکھشس کو ملے کیتو کی زبانی پرونک کی ہلاکت کا حال معلوم ہوا تو اس کو بہت رنج ہوا، اور اب وہ میدان سیاست میں بڑی ہوشیاری اور احتیاط کے ساتھ قدم اٹھانے لگا، اس کا مقصد صرف یہی تھا کہ

کسی نہ کسی طرح چندر گپت اور چانکیہ کو زک پہونچ جائے اور دونوں کا مقصد پورا نہ ہو سکے۔

اُدھر چانکیہ نے کسم پور میں دوسرے ہی دن یہ خبر پھیلا دی کہ پروتک اور چندر گپت دونوں بھائی تھے اسی لئے راکھشس نے وشں کنیا کے ذریعہ پروتک کو ہلاک کرا دیا۔ کسم پور کے باشندوں کو اصل راز معلوم نہ تھا انھوں نے اس خبر پر یقین کر لیا۔

اس کے بعد چانکیہ اور راکھشس ان دونوں کھلاڑیوں کے درمیان بساط سیاست پر جو شطرنج کھیلی گئی اور جیسی جیسی چالیں چلی گئیں ان کا مرقع اس ناٹک میں کھینچا جائے گا۔

مدرا راکھشس کے خاص واقعات

پہلا ایکٹ

(۱) جاسوس کے ذریعہ راکھشس کی انگوٹھی کا چانکیہ کے ہاتھ آجانا، اور چندر گپت کے مخالفوں کا پتہ لگنا۔

(۲) راکھشس کے دوست شکٹ داس سے چانکیہ کا دھوکا دے کر جعلی خط لکھوانا اور اس خط کا زبانی پیغام کے ساتھ سدھارتھک کو سونپا جانا۔

(۳) مہاراجا چندر گپت کا جیو سدھی کو جلا وطنی کی سزا دینا اور شکٹ داس کے لئے پھانسی کا حکم نکالنا۔ چندن داس سے راکھشس کے گھر والوں کے لئے مطالبہ اور اس کے انکار کر دینے سے ہر اس کا قید میں ڈالدیا جانا۔

(۴) سدھارتھک کے ذریعہ شکٹ داس کا پھانسی سے بچایا جانا اور دونوں کا بھاگنا۔

(۵) چندر گپت کے ملازموں یعنی بھاگو رائن وغیرہ کا اس کے دربار سے علیحدہ ہو کر ملے کیتو کی ملازمت اختیار کرنا۔

دوسرا ایکٹ

(۱) راکھشس کا اپنے جاسوس کے ذریعہ کسم پور کا حال پانا۔

(۲) ملے کیتو کا راکھشس کے لئے زیور بھیجنا۔

(۳) شکٹ داس کا سدھارتھک کے ساتھ راکھشس کے گھر پہنچنا۔

(۴) راکھشس کا ملے کیتو سے حاصل کئے ہوئے زیوروں کو شکٹ داس کی جان بچانے کے صلے میں انعام کے طور پر سدھارتھک کو دینا۔

تیسرا ایکٹ

(۱) چانکیہ اور چندر گپت کا بناوٹی جھگڑا۔

چوتھا ایکٹ

(۱) راکھشس کی بیماری کا حال سن کر ملے کیتو کا اس کے گھر جانا اور وہاں باہر کھڑے ہو کر راکھشس اور اس کے جاسوس کی بات چیت سُننا۔ اس طرح سے ملے کیتو کے دل میں راکھشس کی طرف سے "بدگمانی" پیدا ہونا اور چانکیہ کے جاسوس بھاگو رائن کا اس بدگمانی کو اور پختہ کرنا۔

پانچواں ایکٹ

(۱) کسم پور جانے کے لئے جیو سدھی کا بھاگو رائن کے پاس پروانہ راہداری کے لئے جانا اور اس کو یہ بتانا کہ جیو سدھی کے ذریعہ وش کنیا کو بھجوا کر اور وش کنیا کے ساتھ مباشرت کرا کے پرونک کی جان راکھشس نے لی تھی۔ چانکیہ کا اس معاملہ میں بے گناہ بتایا جانا اور ملے کیتو تک اس خبر کا پہونچنا۔

(۲) سدھارتھک کا بغیر پروانہ راہداری کے کسم پور جاتے ہوئے گرفتار ہونا اور پہریداروں کا اس کو بھاگو رائن کے سامنے پیش کرنا۔

(۳) سدھارتھک کے پاس سے خط اور زیوروں کی پیٹی برآمد ہونا (یہ وہی خط تھا جو چانکیہ نے دھوکا دے کر شکٹ داس کا تحریر سے لکھوایا تھا) اور باز پرس نیز سرکوبی کے بعد سدھارتھک کا یہ راز ظاہر کر دینا

کہ خط اور زیور رے کر راکھشس نے اسے چندر گپت کے پاس بھیجا تھا۔

(۴) ملے کیتو کا راکھشس سے اس خط کا حال دریافت کرنا۔ راکھشس کا کشمکش و پیچ میں پڑ کر کچھ جواب نہ دے سکنا اور اس پر ملے کیتو کے یہاں سے اس کا برخاست کیا جانا۔

(۵) ملے کیتو کا تلوت اور دو بڑے ملکوں کے راجاؤں کو چندر گپت کا حامی اور سازشی سمجھکر انھیں قتل کرا دینا۔

(۶) ملے کیتو کا لڑائی کے لئے روانہ ہونا

چھٹا ایکٹ

(۱) ملے کیتو سے علیحدہ ہوکر ادھر اُدھر گھومتے ہوئے راکھشس کا کسم پور کے قریب ایک باغیچے میں پہونچنا اور وہاں ایک شخص (چانکیہ کا جاسوس تھا) کو پھانسی کے لئے تیار ہوتے دیکھنا۔ راکھشس کے دریافت کرنے پر اس کا یہ بتانا کہ چندن داس کو پھانسی دینے کے لئے تیاری ہو رہی ہے۔ اس پر چندن داس کی جان بچانے کے لئے راکھشس کا پھانسی گھر پہونچ جانا۔

ساتواں ایکٹ

(۱) چندن داس کی جان بچانے کا کوئی اور طریقہ نہ دیکھ کر راکھشس کا چندر گپت کی وزارت کا عہدہ قبول کرنا۔

(۲) ملے کیتو کا گرفتار ہو کر چندر گپت کے سامنے پیش کیا جانا۔ اور راکھشس کی تحریک سے اس کا رہائی پانا۔

مدرا راکھشس کے کرداروں کا تجزیہ

کرداروں کی صحیح تصویر پیش کرنے میں مہاکوی وشاکھادت کو کافی دسترس حاصل ہے۔ مدرا راکھشس کا ہیرو ہے موریہ حکومت کا بانی چندر گپت اور اس کا مخالف ہیرو ہے ملکشوں کا راجا ملے کیتو مگر اس ناٹک کے خاص کردار دو ہیں۔ اولاً بازی سیاست کا، ہوشیار اور چالاک کھلاڑی چانکیہ اور دوئم اپنے حکمراں کا وفادار وزیر راکھشس، ان دونوں سیاست دانوں کی طرف سے ایک دوسرے کے خلاف جو چالیں چلی گئی ہیں اس ناٹک میں انھیں کی تصویر کھینچی گئی ہے چنانچہ ناٹک کے خاص خاص کرداروں کے متعلق کچھ اشارے درج ذیل ہیں۔

۱۔ چانکیہ

چانکیہ کا اصلی نام وشنو گپت ہے۔ لیکن رشی چنک کی نسل سے تعلق ہونے کے باعث اس کو چانکیہ کہا جاتا ہے۔ اس کی راج نیتی کٹل یعنے سیاست شاطرانہ تھی اس لئے وہ کوٹلیہ کے نام سے بھی مشہور رہے ہندوستانی سیاسیات میں چانکیہ کا خاص مرتبہ تسلیم کیا گیا ہے اور شمار تمام دنیا کے اہم ترین ماہران سیاست میں ہوتا ہے۔ یوروپین مصنفوں نے چانکیہ کو ہندوستان کا میکیاولی (ملک اطالیہ کا ایک نہایت مشہور سیاستداں) کا خطاب دیا ہے

چانکیہ کی راج نیتی کا خاص اصول یہ ہے کہ کسی شخص کو بھی اپنے راز سے آگاہ نہ کیا جائے خواہ وہ اپنا معتبر ترین دوست ہی کیوں نہ ہو جو کام دل میں سوچ لیا جائے اسے زبان پر لانا راج نیتی کے اصولوں میں داخل نہیں وشاکھا دت نے ناٹک میں چانکیہ کے جو خدوخال دکھائے ہیں ان سے چانکیہ کے کردار کا بدیہی ثبوت ملتا ہے۔

ناٹک کے شروع ہی میں چانکیہ کا ذاتی جاسوس حیدرگیت کے جن تین مخالفوں کے نام لیتا ہے ان میں ایک شخص جیوسدھی کھشپنک بھی تھا۔ حقیقت میں وہ بھی خود چانکیہ کا جاسوس تھا لیکن آخر تک اس کو راکھشش کے معتمد دوستوں میں جگہ ملتی رہی۔ یہ راز چانکیہ کے حمائتیوں کو بھی نہیں معلوم تھا علاوہ بریں چانکیہ کے جاسوس شروع سے آخر تک ملے کیتو اور سکٹ داس کے گرد پھرتے رہے پھر بھی کسی کو ان پر چانکیہ کے جاسوس ہونے کا گمان نہ ہوا اور آہستہ آہستہ چانکیہ کے سب کام بنتے چلے گئے۔ چانکیہ کی اس عیارانہ سیاست یعنی کٹل نیتی کے دام میں گرفتار ہو کر آخرکار راکھشس ایسے عالی دماغ مدبر کو یہ بھی تسلیم کرنا پڑا کہ واقعی چانکیہ کا رچایا ہوا یہ سیاسی کھیل ایک عجیب و غریب معمہ تھا۔ جو آخر تک سمجھ میں نہ آسکا۔

چانکیہ عیارانہ سیاست کے ماہر ہونے کے علاوہ ایک دوراندیش اور مضبوط ارادے والا انسان ہے اور اس کو اپنی شخصیت پر مکمل اعتماد ہے یہی وجہ ہے کہ ناٹک کے تمام پلاٹ میں ہمیں ایک باقاعدہ تسلسل نظر آتا ہے۔ ہر بات چانکیہ کی مرضی کے مطابق ہوتی جاتی ہے کسی مقام پر بھی کوئی فرق نہیں آنے پاتا۔ اس کے ارادے اتنے پختہ اور محکم ہیں کہ ایک بار جس کام کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے پھر اسے پورا کر کے چھوڑتا ہے اس کی تکمیل کے بغیر اس کو دم بھر کے لئے بھی آرام نہیں ملتا۔ اس کی

خود اعتمادی بعض اوقات خود آرائی کی حد سے بھی آگے نکل جاتی ہے۔ اس کو غصہ بہت آتا تھا۔ اور اس کے دل میں انتقام کا جذبہ بھی بدرجہ اتم موجود تھا۔ چانکیہ کا خاص وصف ہے اس کی سادگی اور بے لوثی۔ اگرچہ شمال میں ہمالیہ سے لے کر جنوب میں راس کماری تک اور مشرق میں برہم پتر سے لے کر مغرب میں سندھ تک کے حکمراں اس کا لوہا مانتے تھے۔ لیکن چانکیہ کی گزر بھی روکھی سوکھی روٹیوں پر اس کے چیلے جو کچھ بھیک مانگ کر لے آتے بس وہ اسی سے اپنا پیٹ بھر لیتے تھے اس کا قیام فلک بوس عمارتوں کے بجائے پھوس کی ان جھونپڑیوں میں رہتا تھا۔ جو اپنی خشک لکڑیوں کے بوجھ سے جھکی جاتی تھیں۔ اس کے علاوہ حزب مخالف کو پامال کر دیتے اور انتہائی جد وجہد کے ساتھ حکومت حاصل کرنے کے بعد وہ ایک منٹ کے لئے بھی حکومت کا وزیر خود نہیں بننا چاہتا تھا۔ اس کو حکومت کے مفاد کی حفاظت میں سب کچھ گوارا تھا۔ اسی لئے اس نے حکومت کی باگ ڈور اپنے مخالف کے ہاتھوں میں دیدی۔

وزیر راکھشس

تاریخ کے اوراق میں راکھشس کے وجود کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ اس کردار کی تخلیق خود شاعر کے دماغ کی اپج ہے یا نہیں۔ راکھشس اپنے آقا کا مخلص ترین وفادار وزیر ہے، اس میں راج بھگتی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ ذاتی غرض کا شائبہ اس میں بھی نہیں پایا جاتا۔ ننداں کے ختم ہو جانے پر اس کو چندر گپت کی طرف سے دعوت دی جاتی ہے اور محض اس لئے کہ وہ اس کی وزارت قبول کرلے

مگر راکھشس اس دعوت کو ٹھکرا دیتا ہے کیونکہ چندر گپت کو وہ اپنے مرحوم آقا کا دشمن سمجھتا ہے۔

راکھشس میں دوست کے لئے قربانی کا جذبہ بھی بہت شدید ہے جب اس کے رفیق کار چندن داس پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا ہے تو اس کی جان بچانے کے لئے راکھشس اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ اور آخر میں بادل ناخواستہ چندر گپت کی طرف سے پیش کیا ہوا عہدہ وزارت قبول کر لیتا ہے چانکیہ کو بھی اس کی عظمت کا راز معلوم تھا۔ اس کی اس کمزوری سے آگاہی تھی۔ اسی لئے چانکیہ نے راکھشس کے جذبہ دوست پرستی سے فائدہ اٹھا کر اس کو اپنے قابو میں کر لیا۔

راکھشس علم سیاسیات کا ماہر ہے اور اس سے زیادہ وہ ایک ہوشیار سپاہ سالار بھی ہے اس کے دل میں بے پایاں وسعت ہے۔ طبیعت بھی بہت نازک ہے۔ دل پر ہر بات کا اثر بہت جلد ہوتا ہے اس میں چانکیہ کی سی عیاری بالکل نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں چانکیہ معتمد سے معتمد انسان پر بھی اعتبار نہیں کرتا وہاں راکھشس کو ہر شخص پر بہت آسانی سے اعتبار آجاتا ہے اس کی یہی کمزوری آخر میں اس کی شکست کا باعث ثابت ہوتی ہے۔ ہر موقع پر اس نے اپنے ہی اعتبار والے لوگوں مثلاً جیوسدھی اور سدھارتھک کے ہاتھوں دھوکا کھایا۔ راکھشش ان کے چکے میں آگئے۔ چانکیہ کی طرح وہ اپنے دل کے جذبات اور ارادوں کو کبھی مخفی نہیں رکھ سکتا تھا۔ وہ جذبات سے فوراً مغلوب ہو جاتا ہے ایک طرف اگر چانکیہ اپنے جاسوس کی زبانی جیوسدھی کا نام چندر گپت کے مخالفوں کی ذیل میں سنکر خاموش رہتا ہے اس کے کسی عمل یا گفتگو سے یہ نہیں ظاہر ہونے پاتا کہ جیوسدھی خود

اسی کے معتمد اہلکاروں میں ہے تو دوسری طرف راکھشس خود اپنے جاسوس کی زبانی کسم پور کے حالات سن کر طیش میں آجاتا ہے، اور نیام سے تلوار نکال کر مارنے مرنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ راکھشس میں خود اعتمادی کی بھی کمی ہے، وہ ہر بات کو تقدیر سے منسوب کرتا ہے اور اسی ایک بات سے اسے کو صبر حاصل ہوتا ہے۔

مگر معلوم ہوتا ہے کہ ناٹک کے خاص ہیرو اور اس کے مخالف کا کردار دکھلانے میں وشاکھادت نے زیادہ توجہ نہیں کی ہے۔ مہاراجا چندر گپت صرف ایک یا دو بار ناٹک میں نمودار ہوتا ہے۔ خاکساری اور گورو بھگتی یہ دونوں اوصاف اس کردار میں دکھائے گئے ہیں۔ چانکیہ کی شخصیت میں چندرگپت کو بے حد اعتماد ہے اسی لئے اس کو اپنے لئے کسی بات کی فکر نہیں ہوتی۔ ہر معاملہ چانکیہ ہی پر چھوڑ دیا جاتا ہے

دوسری طرف ملے کیتو کو اپنے وزیر راکھشس پر پورا اعتماد نہیں وہ دل ہی دل میں ان کی طرف سے خائف رہتا ہے۔ چانکیہ کے جاسوس بھاگورائن وغیرہ اس کو راکھشس کی طرف سے بدگمان کر دیتے ہیں خود ملے کیتو کا دل راکھشس کی طرف سے صاف نہیں۔ ہر کام سوچے سمجھے بغیر کر بیٹھتا ہے اس کی اس کمزوری کی وجہ سے تلوت وغیرہ دوسرے ملکوں کے حکمرانوں کو موت کے گھاٹ اترنا پڑا۔

چندن داس اور شکٹ داس کے کرداروں سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں رفاقت کا جذبہ کافی ہے۔ چندن داس اپنے دوست کے لئے جان تک دینے کو تیار ہو جاتا ہے لیکن دوست کے گھر والوں کو دشمن کے حوالے کر دینا اس کے لئے ناممکن ہے۔ چندن داس کا

کردار ہر طرح قابل ستائش ہے اس کے اس جذبہ ایثار کی قدر اس کے دشمنوں نے بھی کی ہے۔

بھاگورائن اور سدھارتھک اپنے مالک کے وفاداروں میں ہیں۔ اس کے حکم کی تعمیل میں ان کو جائز اور ناجائز کسی بات کا لحاظ نہیں ہوتا۔ سدھارتھک کو تو راکھشس کے سامنے بھی جھوٹ بولنے میں تامل نہ ہوا۔

مدرا راکھشس کے کردار

مرد افراد

چندر گپت (جے چندر - چندر سس - موریہ اور برکھل کے ناموں سے بھی مخاطب کیا گیا ہے)، مگدھ دیس کا راجا۔

چانکیہ (جس کا اصلی نام وشنو گپت ہے اور جسے کوٹلیہ بھی کہتے ہیں۔ چندر گپت کا گرو اور مشیر کار۔ راکھشس کے عہدہ وزارت قبول کرنے کے پہلے چندر گپت کا عارضی وزیر۔

جیو سدھی (بھیس بدلے ہوئے اندوشرمن)۔ چانکیہ کا دوست اور کارپرداز جس نے راکھشس سے دوستی پیدا کر کے اس کو دھوکہ میں رکھا۔

بھاگورائن۔ چانکیہ کا ایک اور کارندہ جس نے ملے کیتو کے باپ پر دشک کے دوست کا بہروپ بھرا۔

سدھارتھک۔ چانکیہ کا ایک اور مشیر کار جو بہروپ بھر کر شکٹ داس کا دوست بنا۔ چندن داس کو پھانسی دینے کے لئے جلادی کا کام اسی کے سپرد کیا گیا تھا۔ اور اس حالت میں اس کا نام وجرلومن یا وجرلومک تھا۔

سمرد ھارتھک ۔ سدھارتھک کا دوست جس نے دلودکتر کے نام سے دوسرے جلاد کا بہروپ بھرا تھا۔

کھشنیک ۔ چانکیہ کا ایک جاسوس جو ایک جوتشی کے بھیس میں تھا اس کے ہاتھ میں یم راج کا ایک مرقع تھا۔

شارنگ رد ۔ چانکیہ کا ایک شاگرد۔

دیہی نر ۔ چندرگپت کا ایک دیوان جسے ناٹک میں کنچکی کہا گیا ہے۔ لفظ کنچکی کا ترجمہ انگریزی میں چیمبرلین کیا گیا ہے۔ اس سے مراد ہے دیوان، ناظر یا حاکم خزانہ۔

ملے کیتو ۔ پروت دیس (پہاڑی علاقے) کا حکمراں جس نے اپنے باپ پروتک کی ہلاکت کا بدلہ لینے کے لئے پاٹلی پتر (پٹنہ) پر حملہ کیا تھا۔

راکھشس ۔ مگدھ دیس کے مقتول مہاراجا نند اور اس کے بیٹوں کا وزیر بعدہ سدھارتھ سدھ کا وزیر جس نے ملے کیتو کی حمایت کی تھی۔ راکھشس نے اپنے دوست چندن داس کی رہائی حاصل کرنے کے لئے آخر میں چندرگپت کی وزارت قبول کر لی تھی۔

چندن داس ۔ جوہریوں کا چودھری اور راکھشس کا جگری دوست جیرورتش (جس نے ورادھ گپت کا بھیس رکھا تھا) یہ راکھشس کا دوست اور خفیہ کارپرداز تھا۔ اسی نے سپیرے کا بہروپ بھرا تھا۔

شکٹ داس ۔ راکھشس کا دوست اور منشی

کربھک ۔ راکھشس کا ایک مصاحب

پریم ودک ۔ راکھشس کا ایک خدمتگار۔

جاجلی ۔ ملے کیتو کا کنچکی۔

بھاسورک ۔ بھاگو رائن کا ایک خدمتگار۔

نسوانی کردار

شونوترا۔ چندرگپت کی زنانہ دربان

وجیا۔ ۔ ملے کیتو کی زنانہ دربان

دوسرے کردار

چندن داس کی بیوی اور اس کا لڑکا۔ پھانسی سے جانے والا آدمی

بھاٹ اور دوسرے درباری اور ملازم وغیرہ۔

سین

پہلے، تیسرے، چھٹے اور ساتویں ایکٹ میں پاٹلی پتر (پٹنہ)، دوسرے

اور چوتھے ایکٹ میں پروت دیس (پہاڑی علاقہ) کی راجدھانی

پانچویں ایکٹ میں ۔ ملے کیتو کا فوجی پڑاؤ۔

صُلّہ ہَا ہَا آکِھِشیس

(اصلی ڈرامہ)

مدرا رِ اکھشس

ابتدائیہ یا کلمۂ برکت

کس کی تقدیر ہوئی روشن ماتھے میں چمک یہ کس کی ہے
وہ خیدرہ کلا[1] ہے خیدر بدن[2] ماتھے میں چمک یہ جس کی ہے
اس کی تو بڑی ہی عظمت ہے

کیا سچ مچ کیا سچ مچ ہاں ہاں سچ مچ ہاں ہاں سچ مچ
تم تو خود اس سے واقف ہو کیا بھول گئیں کیا بھول گئیں
یہ آپ کی ہے جو خیدرہ کلا میں اس کا ذکر نہیں کرتی
مجھ سے تو آپ یہ فرمائیں ماتھے میں کون چمکتا ہے
(ماتھے کی طرف اشارہ کر کے)

---

[1] خیدرہ کلا یعنی چاند کی کلاؤں (مدارج) کی رکھنے والی۔
[2] خیدر بدن یعنی چاند کا سا منہ رکھنے والی ماہرو۔

میرا وشواس[1] نہیں ہے تو
تم اپنی دھیا سے پوچھو
یہ نہیں بس بات بنا کر گنگا کو سر میں چھپا کر
پاربتی کو چھلنے والے
مہادیو کی بجے بولو
بھولا پا کے اس چھل سے
تم پر آنچ نہ آئے کبھی (منور لکھنوی)

دوسرا کلمہ برکت[2]

زمیں جھک نہ جائے کہیں دب نہ جائے
اسی ڈر سے پیروں کی جنبش ہے مشکل
نہ آ جائیں چکر میں اوپر کے عالم
یہی سوچ کر ہاتھ پھیلے نہیں ہیں
پھر اس پر یہ حالت ہے!
کہ غصے بھری دونوں آنکھوں سے
پیدا حرارت
غضب کی شرارت
جسے دیکھ لیں اک نظر وہ بھی رہ جائے فوراً جھلس کر

لہ ۔ وشواس معنی یقین ۔

اسی ڈر سے وہ آنکھ اُٹھاتے نہیں ہیں
ترِپُرراکھشس کو فنا کرنے والے مہادیو کی جے
وہ رقص مسلسل
کرے گا ہمیشہ حفاظت تمھاری
زمیں جھک نہ جائے کہیں دب نہ جائے
(منوّر لکھنوی)

(ناندی پاٹھ یا کلمہ برکت کے بعد)

سوتر دھار یا منیجر :- ناندی پاٹھ تو ہو چکا۔ اب سنئے یہاں جو لوگ حاضر ہیں ان کا تقاضا ہے کہ آج ہم سامنت بٹیشور کے پوتے اور مہاراج پرتھو کے بیٹے وشاعر اعظم وشاکھادت کا بنایا ہوا ناٹک مدراراکھشس کھیلیں اور سبھا والوں سے خراج تحسین لے لیں سبھا میں جو لوگ شامل ہیں سخن فہمی میں کامل ہیں، شاعری کا ہنر جانتے ہیں، اسکے عیبوں کو پہچانتے ہیں، ایسی سبھا میں اگر ہمارا کھیل ہوگا، فن کاروں اور جوہر پرکھنے والوں کا میل ہوگا تو اس سے مجھے بھی خوشی ہوگی اور سبھا والوں کی خواہش بھی پوری ہوگی۔ ؎

ہو زمیں زرخیز تو ہوتی ہے پیداوار خوب
کچھ اثر پڑتا نہیں اس سے جو احمق ہو کسان
کھیت والے کے ہنر پر منحصر ہے کب اُپج
لہلہا اٹھتی ہے کھیتی خود اگر اچھا ہو دھان
منوّر لکھنوی

اچھا اچھا اب میں گھر والی کو بلاتا ہوں، کچھ گانے بجانے کا رنگ جماتا ہوں۔

(گھوم کر)

آج تو معلوم ہوتا ہے کہ میرے گھر میں کوئی تقریب ہے، معاملہ کچھ عجیب ہے۔ سب اپنے اپنے کام میں مست ہیں، نئے نئے بندوبست ہیں۔ ؎

چندن کوئی گھستی ہے تو کوئی پانی لاتی ہے
رنگ رنگ کی بدھی کوئی کوئی ہار بناتی ہے
کتنی دلکش کتنی اچھی واہ دمک ہے موسل کی
کوٹنے والی اپنی دھن میں مست ہے وہ دیکھو کیسی

(منور لکھنوی)

خیر کچھ بھی ہو میں اپنی گھر والی کو بلا کر پوچھتا ہوں۔

(پردے کی طرف دیکھ کر) ؎

ارے کہاں ہے ارے کہاں ہے میرے دل کی رانی
میرے دل کی رانی ہے تو میرے گھر کی بانی
رانی تیرا راج ہے گھر میں سارا ساج ہے تیرا
تو ہے اس کے سر کی کلغی جو سرتاج ہے تیرا
میری دل جو میری دلبر تجھ پہ ناز ہے مجھ کو
تو ہے میرے ساز کا نغمہ تجھ سے ساز ہے مجھ کو
اے دھن والی اے گُن والی میرا مان[1] بڑھا دے
آجا پیاری رنگ[2] منچ پر ناٹک نیا دکھا دے

---

[1]۔ مان یعنی عزت [2] رنگ منچ یعنی اسٹیج۔ تختۂ تماشا۔

(نٹی آتی ہے اور کہتی ہے)

نٹی - آریہ پُتر - میں حاضر ہوں، کہیئے کیا حکم ہے کیا ارشاد ہے۔

سُوتر دھار - حکم (حکم) تو پیچھے بتاؤں گا پہلے تم یہ بتاؤ کہ آج گھر میں یہ بھیڑ بھاڑ کیسی ہے، یہ برہمن لوگ کیسے اکٹھے ہیں۔ کیا کوئی تقریب ہے، کوئی جلسہ ہے، تم نے میرا اور میرے خاندان کا مرتبہ دوبالا کر دیا ہے، کیا آج کچھ مہمان آنے والے ہیں۔ آخر ان پکوانوں کی تیاری کا سبب۔

نٹی - جی ہاں میں نے برہمنوں کو دعوت دی ہے

سوتر دھار - آخر بات کیا ہے؟

نٹی - کیا آپ نے نہیں سُنا؟ تھوڑی دیر میں چندر گرہن لگنے والا ہے

سُوتر دھار - یہ تم سے کس نے کہہ دیا؟

نٹی - شہر بھر میں چرچا ہے۔

سوتر دھار - مگر میری رانی - میں نے تو جوتش شاستر[1] کے چونسٹھوں حصّے پڑھ رکھے ہیں، میرے خیال میں تو آج کسی حساب سے بھی چندر گرہن نہیں ہے، تم کو کسی نے بہکا دیا ہے۔ خیر اس کی کچھ فکر نہ کرو۔ کھانا تو تیار ہی ہونے دو -

کیتو[2] کی کجروی سے شاید آج

چاند سارا گہن میں آجائے (شنور لکھنوی)

---

[1] جوتش شاستر - یعنی علم نجوم

[2] - کیتو سے ناٹک میں مراد ہے ملے کیتو سے اور چاند سے مراد ہے چندر گپت۔

(اتنے میں ایک آواز آتی ہے)

میرے ہوتے کس کی مجال ہے کہ چاند میں زبردستی گرہن لگادے

سوتردھار۔ مگر بدھ[1] ایسے گرہ[2] میں ہے جس سے گرہن لگ ہی نہیں سکتا۔

نٹی۔ یہ کون ہے جو زمین پر رہ کر چاند کو گرہن لگنے سے بچاسکتا ہے؟

سوتردھار۔ مجھے کچھ نظر نہیں آیا۔ اچھا میں پھر سے اپنی بات کہتا ہوں، جواب سن کر پہچان لوں گا کہ یہ کس کی آواز ہے

کیتو کی پھر دی سے شاید آج

چاند سارا گہن میں آجائے — منور لکھنوی

(پھر آواز آتی ہے)

کون ہے جو میرے جیتے جی چندر کو گرہن لگاسکتا ہے؟

سوتردھار۔ اوہو، اب پتہ چلا۔ یہ آواز تو کوٹلیہ[3] کی ہے۔

{یہ سن کر نٹی گھبرا جاتی ہے اور جانے کا ارادہ کرتی ہے۔ سوتردھار پھر کہتا ہے}

ارے یہ تو انھیں کوٹ نیتی کے ماہر کوٹلیہ کی آواز ہے جو اپنے غصے کی آگ سے نند منش والوں کو خاک وسیاہ کرچکے ہیں اور ابھی میری زبان سے چندر گرہن کا ذکر سنکر ان کو معلوم ہوگیا ہے کہ اُن کے چندر گپت پر دشمن کی طرف سے کوئی حملہ ہونے والا ہے۔

---

[1] بدھ یعنی عطارد۔ [2] گرہ یعنی بُرج۔ [3]۔ کوٹلیہ سے مراد ہے کٹل نیتی (سیاسات شاطرانہ) کے ماہر یعنی چانکیہ)

اسی لئے ان کے تن بدن میں آگ لگ گئی ہے۔"
اچھا اب ہم دونوں کو یہاں سے چلنا چاہیئے۔
(دونوں جاتے ہیں)

پہلا ایکٹ

انگوٹھی یا مُہر کی دستیابی

مقام
چانکیہ کا گھر

(چانکیہ کی چوٹی کھلی ہوئی ہے وہ غصّہ کی حالت میں جھپٹ کر
آتا ہے اور کہتا ہے)

"کون ہے جو میرے جیتے جی چندر گیت کو مٹا دینے پر آمادہ
ہے کس کی اتنی مجال ہے کہ اس کی طرف نظر قہر اٹھا کر دیکھ بھی سکے سہ
خون ہاتھی کا جھلکتا ہو دہن سے جس کے
شام کے چاند کی مانند ہے سرخی جس میں
شیر سوتے سے جو اٹھا ہو جماہی لے کر
اس کی داڑھوں کو اکھاڑے یہ سکت ہے کس کی.

اور پھر سہ

جان سے اپنی جا رہا ہے یہ کون — موت اپنی بلا رہا ہے یہ کون
میری چوٹی کھبی کی بندھ چکی — اک جو ناگن ہے نند کے کل[۱] کی
مثل سنبل یہ ہر طرف جنباں — میرے غصّے کی آگ کا ہے دھواں
اس میں اک اشتعال اتبک ہے
اس کا بندھنا محال اتبک ہے — (منور لکھنوی)

---

[۱] کُل یعنی خاندان۔

(چیلے کو آواز دیتا ہے)

شارنگ رو۔ شارنگ رو۔

شارنگ رو۔ گروجی کیا حکم ہے۔ حاضر خدمت ہوں۔

چانکیہ۔ بیٹا۔ میں بیٹھنا چاہتا ہوں۔

شارنگ رو۔ مہاراج دالان میں آسن بچھا ہوا۔ تشریف رکھئے۔ براجیے۔

چانکیہ۔ اوہ میں نے دیکھا نہیں۔ تم کچھ خیال نہ کرنا بیٹا۔ یہ نہ سمجھنا کہ تمہارا گرو ہمیشہ اپنے چیلوں کے ساتھ بے رخی سے پیش آتا ہے دراصل میرے سر پر تو ایک جنوں سوار ہے جنوں۔ میں کام چاہتا ہوں کام، ایک منٹ کے لئے بھی چین سے نہیں بیٹھ سکتا اسی لئے بعض مرتبہ بوکھلا جاتا ہوں۔

(آسن پر بیٹھ کر چانکیہ خود بخود کہنے لگتا ہے)

کیا یہ بھید سب پر کھل گیا کہ نند خاندان کی تباہی کا باعث میں ہوں اور اسی لئے راکھشس مجھ سے ناراض ہو کر ملے کیتو سے مل گیا ہے جو اپنے باپ کے قتل سے آگ بگولہ ہو رہا ہے اور ملچھ راجاؤں کی مدد سے چندر گپت پر چڑھائی کرنا چاہتا ہے (کچھ سوچ کر) اگر ایسا ہے بھی تو کچھ مضائقہ نہیں۔ میں نے تو اپنا کام پورا کر ہی لیا۔ دنیا کے دیکھتے دیکھتے میں نے نند خاندان کو تباہ کر کے رکھ دیا۔ اب اگر یہ راز کھل ہی گیا تو اس کو چھپانے سے فائدہ؟ میں راکھشس سے بھی نمٹ لوں گا ؎

یہ چیخ رنڈ اس کی دیتی ہے گواہی غم کی
پھیر دی ہے رُخِ دشمن یہ سیاہی غم کی

ہو گئی ختم کمینوں کی شرارت ساری ———— بھسم ہے آگ کے شعلوں سے وزارت ساری
تھے جو خونخوار سے خونخوار درندوں کی طرح ———— ٹھہر وکے ہوئے کافور پرندوں کی طرح
سرکشی جس نے بھی کی اس کا وہیں سر توڑا ———— ایک بچہ بھی رذیلوں کا نہ باقی چھوڑا
کس کی گردن پہ رواں خنجر فولاد کروں ———— کوئی باقی ہی نہیں اب کسے برباد کروں

خون دشمن سے ابھی تک میری سیری ہی نہیں
دل میں جو آگ بھڑکتی ہے وہ بجھتی ہی نہیں (منور لکھنوی)

اس کے علاوہ ؎

جب یگیہ کے آسن سے اٹھا یاں گیا تھا
رسواسر دربار بنایا میں گیا تھا
جو ہیبت شاہی سے تھی اسوقت زباں بند
جنبش نہ لبوں کو ہوئی تھا قفل دہاں بند
اک لفظ مذمت بھی زباں پر نہیں آیا
غصہ مری حرمت کے زیاں پر نہیں آیا
اب ان کو دکھا دوں گا قیامت کا نظارہ
دیکھیں گے وہ اب قتل کا غارت کا نظارہ
باقی نہ رہے گا کوئی جب نند کا غمخوار
جب خاک میں مل جائیں گے دشمن کے مددگار
جب تخت شاہی سے انھیں معزول کر دوں گا
ٹھکراؤں گا اس طرح سے دھکا انھیں دوں گا
جس طرح کوئی شیر زیاں ہوش اڑا دے
پربت سے زمیں پر کسی ہاتھی کو گرا دے (منور لکھنوی)

اگرچہ میرا عہد پورا ہو چکا ہے پھر بھی چندر گپت کے لئے میں اپنی سیاسی چالوں سے ایک عجیب ہلچل مچا دوں گا۔ اور اس مقصد کے لئے اگر مجھے دوبارہ میدان جنگ میں بھی جانا پڑے، خنجر آزمانا پڑے تو میں اس کے لئے تیار ہوں ؎

کوئی بتائے مجھے۔ کیا کیا نہیں میں نے
ثبوتِ عزم و عمل کب دیا نہیں میں نے
جو نند بنس کے نو سورما تھے مار دیئے
اجل کے گھاٹ سفینے یہ سب اتار دیئے
ہر ایک نند میں تیروں کا سا قرینہ تھا
چھدا انھیں سے ہمیشہ زمیں کا سینہ تھا
ہلا چکا ہوں مگر میں جڑیں تمام اس کی
سپرد خاک ہوئی بنائے خام اس کی
ہے چندر گپت کے قبضے میں لکشمی ایسے
سدا بہار ہوں تالاب میں کنول جیسے
میں لطف و قہر سے ہر کام لے ہی لیتا ہوں
صلہ جو دوست کا دشمن کا ہے وہ دیتا ہوں

(منور لکھنوی)

مگر نہیں شاید ابھی کچھ کسر باقی ہے۔ نند کا خاندان برباد ہو گیا تو بھی کچھ کام نہ بنا۔ چندر گپت کے قبضے میں حکومت آ گئی۔ اس سے بھی کیا نتیجہ! بات تو جب ہے کہ راکھشس بھی گرفت میں آ جائے۔ اگر اس کو قابو میں نہ کیا تو یہ ساری جیت یہ سب

کامیابی بے کار ہے اگر چندر گپت کے ایوان میں مستقل طور پر لکشمی کے قدم نہ جمے تو بات ہی کیا رہی۔

(پھر کچھ سوچ کر)

نند بنس کے ساتھ راکھشس کو کتنی عقیدت ہے مجھے معلوم ہے کہ جب تک نند بنس میں ایک بھی فرد باقی رہے گا اس وقت تک وہ کسی شودر راجا کا وزیر بننا منظور نہیں کریگا اسی لئے تو راکھشس کی گرفتاری بہت ضروری ہے۔ اس کی طرف سے غافل نہیں رہنا چاہئیے۔ نند بنس کے حامی بے چارے سردار تھ سدّھ نے تپو بن کی راہ لی۔ پھر بھی ہم نے اس کی جان لے لی۔ مگر راکھشس ہے کہ ملے کیتو سے سازش کر کے ہمیشہ ہماری تباہی کے درپے رہا کرتا ہے۔

(پھر آسمان کی طرف دیکھتا ہے اور کہتا ہے)

"واہ راکھشس واہ، تیرا کیا کہنا۔ میں تیری عظمت کا قائل ہوں تو برہسپت دیوتا کا مرتبہ رکھتا ہے ؎

مشکل ہے جہاں میں کوئی ہوگا	میدانِ عمل کا مرد تجھ سا
مالک حالانکہ مرچکا ہے	اس دنیا سے گذر چکا ہے
تازہ رکھنے کو یاد اس کی	ہے پیشِ نظر مراد اس کی
اب تک تو اسے مجسّم ایثار	ہے تاج کا بے غرض وفادار
ہونے کو تو اور بھی ہیں انسان،	ہے خدمتِ تاج جنکا ایمان
منشا لیکن ہے اور ان کا	بے لوث نہیں ہے طور ان کا
جب تک رہتی ہے شان و شوکت	جب تک دیتی ہے ساتھ قسمت

جب تک رہتا ہے اوج اقبال — جب تک رہتا ہے جاہ و جلال
اپنا مطلب نکالنے کو — قالب ہیں غرض کے ڈھالنے کو
بھرتے ہیں وفا کا دم نہایت — کرتے ہیں وہ تاج کی حمایت
آتے ہیں بُرے دنوں میں بھی کام — ہوتے ہیں گو شریک آلام
ہوتی ہے مگر یہ نیت ان کی — چمکے گی کبھی تو قسمت ان کی
جب پھر حاصل فراغ ہو گا — دل عیش سے باغ باغ ہو گا

ان کا بھی بنے گا اس سے ہر کام
پائیں گے وہ خدمتوں کا انعام (منور لکھنوی)

اسی لئے تو میں چاہتا ہوں کہ مجھے تیرے دل و دماغ کے جوہروں سے فائدہ اٹھانے کا موقع ہاتھ آ جائے۔ میری طبیعت تو اس روز باغ باغ ہو گی جب چندر گپت کے دربار میں وزارت کی کرسی پہ تجھ کو جگہ ملے گی۔ کیونکہ ؎

نہ جس میں نام کو مردانگی ہو — نہ جس میں نام کو فرزانگی ہو
وفادار حکومت ہے تو کیا ہو — اگر جوش رفاقت ہے تو کیا ہے
ہے کیا حاصل اگر ہے کوئی دانا — توانائی میں طاقت میں یگانا
وفاداری سے ہے لیکن جو محروم — ہے جیسے راج بھگتی حرف معدوم
ہے راجاؤں کو ایسوں کی ضرورت — جو ہوں دل سے وفادار حکومت
مگر ساتھ اس کے ہو فرزانگی بھی — میسر ہو جنھیں مردانگی بھی
سمجھ کر ان کو انلاد مقدم — کیا کرتے ہیں رزق انکو فراہم
انھیں وہ دیکھتے ہیں بھالتے ہیں — ہمیشہ پوستے ہیں پالتے ہیں
بہت ہوتے ہیں یوں تو ایسے خادم — جنھیں رہتا ہے اپنے کام ہی کام

ہوا خواہی ہے بس اک اِکا بیشہ ہیں وابستہ حکومت سے ہمیشہ
فراغت ہو کہ عہد تنگدستی
حکومت پر ورش کرتی ہے ان کی (منور لکھنوی)

مگر میں بھی تو اس معاملہ میں غافل نہیں ہوں، اس کو اپنے قابو میں لانے کے لئے مجھے سب کچھ کرنا ہے۔ جو کچھ بھی بن پڑے گا اٹھا نہ رکھوں گا۔ اور اسی لئے یہ تمام باتیں کی گئی ہیں۔ لوگوں میں یہ خبر پھیلا دی ہے کہ ہمارے حریف مہا راجہ پر وتک کو جنھوں نے ہم پر اس قدر احسانات کئے ہیں، راکھشس نے وش کنیا کے ذریعہ اس خیال سے ہلاک کرا دیا کہ چندر گپت یا پر وتک دونوں میں سے کسی ایک کی موت سے مجھ چانکیہ کی ساری محنت پر پانی پھر جائے گا۔ اور اس خبر کو پختہ کرنے کے لئے تاکہ لوگ اس پر یقین لے آئیں۔ میں نے بھاگو راین کے ذریعہ پر وتک کے بیٹے ملے کیتو کے کان میں یہ بات ڈلوا دی کہ پر وتک کی جان مجھ چانکیہ ہی کے ہاتھوں گئی ہے اور اسی لئے ملے کیتو مجھ سے بر سر پرخاش ہے، یہاں سے بھاگ گیا ہے۔ بہر حال جو کچھ بھی ہو اگر راکھشس لڑائی پر آمادہ ہو جائے گا تو پکڑا جائے گا۔ لیکن اگر ہم ملے کیتو کو گرفتار کریں گے تو لوگوں کے دل میں یہ بات جم جائے گی کہ ضرور چانکیہ ہی نے اپنے دوست اور ملے کیتو کے باپ پر وتک کی جان لی ہے اور اب وہ اپنے دوست کے بیٹے ملے کیتو کو قتل کرنا چاہتا ہے۔

اور میرے جاسوس بھی تو وہ کام کر ہی رہے ہیں۔ سارے دوسرے ملکوں کے رسم و رواج پوشاک اور چال ڈھال سے

واقف ہیں ان کو کسی نہ کسی مجلس میں یہ پتہ لگ ہی جائے گا کہ کون ہمارا دوست ہے اور کون دشمن۔

میرے جاسوس کسم پور کے رہنے والے نند کے وزیر اور دوسرے رشتہ داروں کے متعلق حالات دریافت کر رہے ہیں دوسری طرف بھدر بھٹ ایسے کارکنوں کو اعلیٰ اعلیٰ مراتب دے کر انھیں چندر گپت کی قربت میں رکھ لیا گیا ہے اس کے علاوہ کئی حیثیت و چالاک آدمیوں کی وفاداری کا امتحان لے کر انھیں دشمن کے ہاتھوں سے چندر گپت کی حفاظت کے لئے مقرر کر دیا گیا ہے۔

اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ میرا اسکولی دوست دشنو شرما[1] بھی تو جیوتش شاستر میں بہت ہوشیار ہے۔ تسکر نیتی[2] میں بھی اسے مہارت حاصل ہے وہ ہوا میں اڑتی چڑیا کے پر گن سکتا ہے۔ میں تو پہلے ہی اس کو جین[3] سنیاسی کے بھروپ میں کسم پور روانہ کر چکا ہوں۔ وہاں جا کر وہ نند کے وزیروں سے سانٹھ گانٹھ کر کے اور انھیں جھکپے میں لا کر ان سے دوستی پیدا کرے گا۔ راکھشس سے ملکر اس پر اپنا اعتبار بٹھائے گا اور اس طرح سارا کام بن جائے گا۔

مگر کتنے مزے کی بات ہے کہ میں تو چندر گپت کے لئے یہ ساز باز کر رہا ہوں، ساری ذمہ داری میں نے اپنے اوپر لے لی ہے،

۱؎ پروفیسر دھروو نے وشنو شرما کے بجائے اندو شرما اسی شخص کا نام لکھا ہے۔

۲؎ تسکر نیتی یعنی سیاسیات شاطرانہ۔ ۳؎ پروفیسر دھروو نے جین کے بجائے بودھ سنیاسی لکھا ہے

اور اس کو جیسے کسی بات سے کوئی مطلب ہی نہیں وہ بالکل بے پرواہ ہے۔ بچو۔ اس طرح چین کی نیند سوتے ہیں۔ اور میں راتوں کو جاگ جاگ کر اپنی نیندیں حرام کر رہا ہوں۔

اور اس میں کوئی شک بھی نہیں کہ اپنی طاقت خرچ کئے بغیر اور تکلیف اٹھائے بغیر جو حکومت حاصل ہوتی ہے اسی میں عیش و آرام کی سوجھتی ہے کیونکہ ؎

صاحب جاہ و حشم خواہ ہو راجا کوئی خواہ ہاتھی ہو تنومند و توانا کوئی
یوں تو کرتے ہیں ہم عیش کے ساماں دونوں پھر بھی رہتے ہیں پریشان سے پریشاں دونوں

دورِ عشرت میں بھی کلفت ہی رہا کرتی ہے
کچھ نہ کچھ رنج کی صورت ہی رہا کرتی ہے (منور لکھنوی)

(اُدھر سے ایک دوت یم[1] کی تصویر ہاتھ میں لئے ہوئے یوگی کے بھیس میں داخل ہوتا ہے اور گاتا ہے ؎)

دیوتا موت کا ہے سب سے بڑا
اسکے آگے جھکاؤ سر اپنا
دوسروں کا جو نام لیتے ہیں
اُن کی بھگتی سے کام لیتے ہیں
روح ان کی یہ قبض کرتا ہے
سلب سی سلب، بغض کرتا ہے
جب کبھی قابو میں اسکے آتے ہیں
تلملاتے ہیں، پھڑپھڑاتے ہیں منور لکھنوی

---

[1] - یم یعنی موت کا دیوتا۔

اس کے علاوہ ؎

ہے جو کچھ بھی ابدی عمر کی خواہش تم کو
ملک الموت کی لازم ہے پرستش تم کو

ملک الموت کو ہم اپنا خدا مانتے ہیں
ٹل ہی سکتا نہیں فرمانِ قضا جانتے ہیں

اس لئے غم نہیں کچھ ہم کو مزے کرتے ہیں
دوسروں کے جو پجاری ہیں وہی مرتے ہیں

(منور لکھنوی)

(پھر کہتا ہے)

اچھا ذرا چل کر اس گھر میں اپنا کچھ کرشمہ دکھانا چاہئیے۔

(گھومتا ہے)

چانکیہ کا چیلا (سامنے دیکھکر) راول جی۔ ڈیوڑھی کے اندر قدم نہ رکھنا

دوت۔ برہمن دیوتا۔ آخر یہ گھر ہے کس کا؟

چیلا۔ ہمارے گرو آریہ چانکیہ کا۔ ان کا نام تو دنیا بھر میں مشہور ہے تم اتنا بھی نہیں جانتے۔

دوت (قہقہہ لگاکر) چانکیہ۔ ارے یہ چانکیہ کا گھر ہے۔ چانکیہ تو میرے گورو بھائی ہیں، میرے بڑے بھائی۔ پھر تم مجھ کو اندر کیوں نہیں جانے دیتے۔ مجھے رد کو مت، جانے دو۔ میں اپنے گورو بھائی کو دھرم اُپدیش دوں گا۔

چیلا (غصّے سے جھلّاکر) احمق کہیں کے۔ تم میرے گورو جی کو اپدیش دو گے؟؟

دوت۔ برہمن دیوتا۔ جامے سے باہر نہ ہو۔ یاد رکھو۔ ہر شخص ہر بات

نہیں جانتا سب کا علم ادھورا ہوتا ہے۔ کچھ باتیں تمہارے گورو
کو معلوم ہیں تو کچھ باتوں سے میں واقف ہوں۔"

چیلا۔ پھر وہی بے وقوفی کی باتیں۔ تمھاری بکواس جاری ہے۔ بڑے آئے
ہمارے گرو کی طرح سرو گیانی[1] بننے والے، تمہاری اس
بکواس سے ان کی عظمت میں کوئی فرق نہیں آسکتا۔

دوت اچھا ٹھہرو۔ ابھی اس بات کا امتحان ہوا جاتا ہے۔ اگر تمہارے
گورو کو ہر بات کا علم ہے تو بتاؤ کہ چاند کس کو اچھا نہیں
معلوم ہوتا۔

چیلا۔ تم تو نرے بے دال کے بودم ہو۔ گروجی کو ان لغویات سے
مطلب؟

دوت۔ اسی لئے تو میں کہتا ہوں کہ میری باتیں تمہاری سمجھ سے باہر
ہیں۔ جو کچھ میں کہتا ہوں وہ تمہارا اگر وہی سمجھ سکتا ہے، اس
بات کے جاننے یا نہ جاننے سے کیا ہوتا ہے یہ انھیں کو معلوم
ہے، کتنے بھولے انسان ہو تم بھی، تم تو صرف اتنا جانتے ہو
کہ کنول کو چاند پیارا نہیں ہوتا ہے نہ میرا خیال ٹھیک ہے

کنول کے پھول یوں تو غرق ہوتے ہیں لطافت میں
نظر آتا نہیں یہ حسن لیکن ان کی فطرت میں
یہ اپنے دل کے اندر جو دشمنی کی آگ رکھتے ہیں
مکمل چندر منڈل[2] سے ہمیشہ لاگ رکھتے ہیں

---

[1] سرو گیانی یعنی دانندہ کل۔ [2] چندر منڈل یعنی نظام قمری کے اشارہ
ہے۔ چندر گپت کی حکومت کی جانب۔

(یہ باتیں سنکر چانکیہ دل ہی دل میں کہتا ہے)۔

"آہا۔ یہ تو کوئی پتے کی بات کہہ رہا ہے۔ کہتا ہے میں چندر گپت کے مخالفوں سے واقف ہوں۔

چیلا (دوت سے) پھر وہی اُول جلول باتیں، تم پرلے درجہ کے بھوندو ہو۔

دوت۔ برہمن دیوتا میری باتوں کو اُول، جلول نہ سمجھو۔ یہ بڑے کام کی، بڑے پتے کی باتیں ہیں لیکن اگر۔۔۔۔

چیلا۔ لیکن اگر سے کیا مطلب؟

دوت۔ بس یہی کہ اگر کوئی میری باتوں کو سننے اور سمجھنے والا ہو تو۔۔۔۔

(چانکیہ دوت کی طرف دیکھتا ہے اور کہتا ہے)۔

راول جی آپ بے کھٹکے اندر چلے آئیے۔ آپ کی باتوں کو سننے اور سمجھنے والے یہاں موجود ہیں۔

چانکیہ (خود بخود) ارے یہ تو نپونک ہے لیکن کام کی کثرت میں یہ یاد نہیں کہ نپونک کو کس بات کا پتہ لگانے کے لئے بھیجا تھا۔ ہاں، ہاں یاد آگیا۔ اسے تو رعایا کے دل کا حال جاننے کے لئے بھیجا گیا تھا، (پھر دوت سے بولا)

اچھا، اچھا۔ آؤ۔ کہو خیریت تو ہے۔ آؤ بیٹھو۔

(دوت، جو حکم، کہہ کر فرش پر بیٹھ جاتا ہے اور چانکیہ کہتا ہے)۔

چانکیہ۔ کہو جس کام کے لئے گئے تھے۔ اُس کا کیا رہا؟ چندر گپت کو لوگ پسند کرتے ہیں یا نہیں؟

دوت۔ مہاراج آپ نے تو پہلے ہی سے ایسا سلج سجا رکھا ہے کہ کوئی
مہاراج چندر گپت کو نا پسند کر ہی نہیں سکتا۔ آپ نے ایسی کوئی
کسر اٹھا ہی نہیں رکھی۔ تمام رعایا چندر گپت پر جان چھڑکتی ہے
لیکن اس پاٹلی پتر (پٹنہ) میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنھیں مہاراج
کا درج پھولی آنکھوں نہیں سہاتا۔ وہ ان کی ترقی برداشت
نہیں کرسکتے۔ یہ لوگ بہت پہلے سے مہامنتری راکھشس کے
چیڑ قنائی ہیں۔

چانکیہ۔ (غصّہ سے) کون ہیں ایسے اپنی جان کے دشمن، کیا تم ان کا نام
بتا سکتے ہو؟

دوت۔ نام ہی نہ بتا سکتا، تو پھر ایسی باتیں زبان پر لاتا کیوں؟

چانکیہ۔ اچھّا، اچھا، بتاؤ۔ جلد بتاؤ۔

دوت۔ سب سے پہلے تو دشمن کا ایک حامی کھشپنک ہے۔

چانکیہ (خوش ہوکر) اچھا کھشپنک۔ اس کا نام کیا ہے؟

دوت۔ جیوسدھی۔

چانکیہ۔ مگر تم کو یہ معلوم کیسے ہوا کہ کھشپنک میرے دشمنوں کا دم بھرتا ہے
ان کا حامی ہے۔

دوت۔ اسی نے تو راکھشس منتری کے اشارے سے دیو پربتیشور کی
ہلاکت کے لئے وِش کنیا کو بھیجا تھا۔

لہ۔ وِش کنیا یعنی وہ لڑکی جس کے ذریعہ زہر دلواکر پربتیشور
کو ہلاک کرایا گیا تھا۔

چانکیہ (دل میں) مگر جیوسدھی تو ہمارا جاسوس ہے۔ (دوت سے) اچھا تو اور کون کون ہمارے دشمنوں کا حامی ہے۔

دوت۔ دوسرا حامی شکٹ داس کائستھ۔ یہ تو راکھشس کا نہایت ہی قریبی دوست ہے۔ دونوں یکجان دو قالب ہیں۔

چانکیہ (ہنس کر) کائستھ ہے ہونہہ خیر تو کوئی بڑی بات نہیں پھر بھی دشمن کتنا ہی حقیر کیوں نہ ہو اس کو کسی طرح سے بھی کم نہ سمجھنا چاہیئے۔ اسی لئے تو میں نے سدھارتھ کو اس کا دوست بنا کر اس کے پاس رکھا تھا۔ اچھا وہ تیسرا شخص کون ہے؟

دوت۔ (ہنس کر) وہ پاٹلی پتر کا سب سے بڑا جوہری چندن داس ہے ان دونوں میں بھی بڑی گہری دوستی ہے۔ دونوں کے تعلقات اٹوٹ ہیں اور اسی کے گھر میں تو راکھشس اپنے گھر والوں کو چھوڑ کر باہر چلا گیا ہے۔

چانکیہ (خود بخود) ہاں، ہاں چندن داس واقعی اس کا معتبر دوست ہوگا ورنہ وہ اپنے گھر والوں کو اس کے گھر نہ چھوڑتا۔ مگر یہ تو بتاؤ تمھیں یہ خبر کیسے ملی۔ کہ چندن داس کے گھر میں راکھشس اپنے بال بچوں کو چھوڑ گیا ہے۔

دوت (ایک انگوٹھی پیش کرتے ہوئے) لیجئے اس انگوٹھی سے آپ کو سب پتہ چل جائے گا۔

چانکیہ نے انگوٹھی ہاتھ میں لے کر دیکھی تو اس پر راکھشس کا نام کندہ پایا۔ انگوٹھی دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا اور بولا بس اب تو راکھشس ہمارے قابو میں آگیا ہے۔ لیکن یہ تو بتاؤ

کہ یہ انگوٹھی تمھیں مل کیونکر گئی۔

دوت۔ مجھے تو پاٹلی پتر کے لوگوں کے خیالات کا پتہ لگانے کے لئے جاسوسی کے کام پر بھیجا ہی گیا تھا۔ میں نے سوچا کہ بھیس بدلے بغیر کسی کے گھر میں قدم نہیں رکھ سکوں گا۔ اسی لئے میں نے اپنا کام جوگی کا بہروپ بھر کر نکالا۔ اور جم راج کی تصویر ہاتھ میں لیکر گھومتا گھامتا چندن داس جوہری کے یہاں جا پہونچا اور تصویر دکھا کر گیت گانے لگا۔

چانکیہ۔ پھر کیا ہوا؟

دوت۔ اسی وقت یہ تماشا دیکھنے کے لئے پانچ برس کا ایک بہت خوبصورت چھوکرا پردے کی آڑ سے باہر نکل آیا۔ اس کی آنکھوں میں بچپن کی معصومیت کنول کی طرح کھلی جا رہی تھی۔ لڑکے کے باہر نکلتے ہی اندر عورتوں میں گھبراہٹ پیدا ہو گئی۔ وہ لڑکے کو ڈھونڈھنے لگیں اتنے میں ایک عورت نے دروازے سے جھانک کر دیکھا تو وہ ڈانٹتی پھڈکارتی اسے فوراً ہاتھ پکڑ کر اندر کھینچ لے گئی۔ لیکن عورت کی انگلی مرد کی انگلی سے پتلی ہوتی ہے۔ اسی لئے اتفاق سے دروازے پر ہی یہ انگوٹھی زمین پر چوکھٹ کے پاس گر پڑی۔ اس عورت کو تو گھبراہٹ میں انگوٹھی کے گرنے کا علم ہوا نہیں لیکن انگوٹھی میرے پاؤں کے پاس ایسے آکر گر پڑی جیسے سر جھکائے ہوئے کوئی حسینہ۔ میں نے انگوٹھی فوراً اٹھالی۔ اور دیکھا تو اس پر راکھشس کا نام کھدا ہوا پایا۔ بس میں نے انگوٹھی لے لی۔ اور اسے لیکر آپ کے پاس چلا آیا۔ یہ ہے تفصیل اس راز کی

کہ یہ انگوٹھی میرے قبضے میں کیونکر آئی؟"

چانکیہ۔ شاباش، شاباش، تم نے بڑا اچھا کام کیا۔ تمھیں اس کا انعام جلد ہی ملے گا۔"

(دومت، جو حکم، کہہ کر جاتا ہے اور چانکیہ شارنگ رو کو آواز دیتا ہے)

شارنگ رو، شارنگ رو۔

چیلا۔ "کیا حکم ہے مہاراج؟"

چانکیہ۔" ذرا قلم دوات کاغذ تو لانا۔

(چیلا جاتا ہے اور قلم دوات کاغذ لے کر چانکیہ کو دیتا ہے)

چانکیہ (قلم دوات ہاتھ میں لیکر) مگر لکھوں تو کیا لکھوں، میری ساری کامیابی کا دارومدار اسی خط پر ہو گا۔ اسی خط کے ذریعہ میں راکھشس کو قابو میں لاؤں گا۔"

(پرتی ہاری[1] کا آنا)

پرتی ہاری، جے ہو مہاراج کی

چانکیہ (خوشی سے خود بخود) واہ بھئی واہ آج تو بڑا اچھا شگون ہو گیا! ابھی میرا کام شروع بھی نہیں ہوا تھا کہ جے کا نعرہ سنائی دینے لگا۔ جو لڑائی لڑنے جا رہا ہوں اس کی جیت کی خوشخبری پہلے ہی مل گئی۔ شونوترا۔ تم اس وقت کیسے آگئیں؟

پرتی ہاری۔ سرکار مہاراج چندر گپت نے کنول کی کھلی ہوئی تازہ تازہ

---

[1] ۔ پرتی ہاری یعنی دربان

کلی کی طرح سر جھکا کر آپ کو پرنام کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر آپ کی بھی رائے ہو تو پربتیشور کا کریاکرم کر ڈالا جائے ان کے پہنے ہوئے کپڑے برہمنوں کو دان دے دیئے جائیں۔

چانکیہ (خوشی کے زیر اثر خود بخود) واہ کیوں نہ ہو! چندر گپت نے تو گویا میرے دل کی بات کہہ دی۔ (شونوترا کو مخاطب کر کے) شُون میری طرف سے چندر گپت کو شاباش کہنا، کتنی اچھی بات ان کے ذہن میں آئی ہے۔ واقعی چندر گپت دنیا کے کاموں میں بہت ہوشیار ہیں۔ ان کو میرا یہ پیغام پہونچا دو کہ یوں تو جو کچھ ان کے جی میں آئے کریں لیکن پربتیشور کے پہنے ہوئے کپڑے بہت قیمتی ہیں اور وہ دان میں صرف ایسے برہمنوں کو دیئے جائیں جو واقعی برہمن ہوں۔ اسی لئے میں اچھی طرح چھان بین کر کے خود ہی برہمنوں کو یہ کپڑے بھجوا رہا ہوں۔

(ریتی ہاری' جو حکم' کہہ کر چلی جاتی ہے۔ اور چانکیہ اپنے چیلے کو مخاطب کر کے کہتا ہے)

شارنگ رو۔ دشواوس اور اس کے بھائیوں سے جا کر کہو کہ انھیں چندر گپت کے پاس جانا ہے، وہاں سے دان رکھشنا میں جو کپڑے ملیں انھیں لے کر میرے پاس آجائیں۔

(شارنگ رو "جو آگیا مہاراج" کہہ کر جاتا ہے اور چانکیہ خود بخود کہتا ہے)۔

ارے یہ تو خط کا آخری حصّہ ہے لیکن شروع میں کیا

لکھا جائے۔ (کچھ سوچکر) ادہو۔ دُوتوں کے ذریعہ تو یہ معلوم ہوا کہ ملیچھوں کی اس شاہی فوج کے پانچ راجا بڑی بھگتی کے ساتھ راکھشس کی خدمت میں دن رات لگے رہتے ہیں۔
مجھے معلوم ہے یہ کون لوگ ہیں ؎

چتر ورما ہے تاجدار قلوت — سب سے پہلے لکھوں گا اس کا نام
پھر کروں گا ملے[1] زلیش کا ذکر — ہے صدا جس کی نعرۂ ضرغام
اس کے بعد آئے والی کشمیر — یعنی وہ پشکر رکھشس نا فرجام
سندھو یت سندھ سین کا پھر ذکر — بحر زخار جس کے زیر لجام
پارس کا حکمراں وہ پھر سوگھاکش — شہسواروں پہ جس کو ناز مدام
لکھنے والا ہوں نام ان سب کا — ہے نہایت عظیم میرا کام
شُدھی اب تو ٹل نہیں سکتی — کس کو میرے کلام میں ہے کلام
اب نہیں چتر گپت کی بھی مجال — کہ نہ مانے کوئی مرے احکام
نام کوئی بھی مٹ نہیں سکتا
خرچ کر دیں وہ خواہ زورِ تمام (منور لکھنوی)

(پھر کچھ سوچ کر) کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ قلم اٹھتے اٹھتے رک جاتا ہے، میرا کچھ لکھنا مناسب بھی ہے یا نہیں۔ مگر لکھوں بھی تو اس طرح کہ ؎
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی
(پھر شارنگ، رو کو آواز دیتا ہے اور شارنگ، رو آتا ہے)

---

[1] ملے زلیش۔ یعنی ملک ملیا کا راجا۔

کہیئے۔ گوروجی کیا ارشاد ہے؟

چانکیہ۔ بیٹا میں ٹھہرا سروترِ[1]۔ میری تحریر خواہ کتنی ہی عمدہ کیوں نہ ہو دوسروں کے پڑھنے میں نہیں آسکتی۔ اسی لئے دکان میں چپکے سے کہتا ہے) سدھارتھک کے پاس جاؤ اس سے کہہ دو کہ فوراً شکٹ داس کائستھ کے پاس جائے اور یہ تمام باتیں اس سے لکھوالے۔ تحریر کو لفافے میں بند کرکے اس پر ملنے والے کا پتہ نہ لکھے۔ اس کے بجائے یہ الفاظ تحریر کرے۔ "کسی کا لکھا ہوا کوئی خود ہی پڑھ لے"۔ یہ لفافہ لے کر پھر ہمارے پاس آجائے۔ شکٹ داس کو خبر نہ ہونے پائے کہ یہ تحریر میں نے لکھوائی ہے اس کو صرف یہ پتہ چلے کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے پاس بیٹھ کر کسی امر کے متعلق کچھ تحریر کر رہا ہے۔

شارنگ رو۔ ایسا ہی ہوگا مہاراج۔

(یہ کہکر شارنگ رو سر تسلیم جھکا کر جاتا ہے اور ادھر سے چھٹی لے کر سدھارتھ آتا ہے)

چانکیہ۔ (خود بخود) اہا ہا۔ ملے کیتو تو اب ہمارے پھندے میں پھنس گیا، اب کہاں بچ کر جاتا ہے۔

سدھارتھک (ہاتھ سے ایک تحریر پیش کرتے ہوئے) جے ہو مہاراج کی جے ہو۔ یہ ہے شکٹ داس کے ہاتھ کی تحریر۔

---

[1] سروترِ یعنی ویدوں کا پنڈت یا عالم

(چانکیہ تحریر ہاتھ میں لے کر دیکھتا ہے اور کہتا ہے۔)

"درحقیقت یہ بہت خوبصورت تحریر ہے۔ ہر حرف نگینے کی طرح جڑا ہوا ہے۔ اچھا بیٹا۔ اس پر انگوٹھی کا نشان بھی لگا دو۔

سدھارتھک۔ لیجئے مہاراج یہ انگوٹھی کا نشان بھی لگ گیا"

چانکیہ۔ میں تم کو ایک نجی کام کے سلسلے میں بھیجنا چاہتا ہوں۔ دراصل یہ کام مجھے خود کرنا چاہیئے۔

سدھارتھک۔ آپ کا حکم بجا لانا میرا فرض ہے۔ زہے قسمت اگر میں سرکار کی کچھ خدمت انجام دے سکوں۔

چانکیہ۔" دیکھو سدھارتھک۔ تمہیں قتل گاہ جاکر جلادوں کو اشارے سے یہ سمجھا دینا ہے کہ جوں ہی شکٹ داس کو قتل کرتے وقت تم ان پر جھپٹو۔ آنکھیں نیلی پیلی کرو۔ اور اپنی دائیں آنکھ دباؤ۔ وہ گھبراہٹ میں وہاں سے بھاگ کھڑے ہوں اور یہ سب ہو چکنے کے بعد تم شکٹ داس کو قتل گاہ سے بھگا کر راکھشس کے پاس لے جانا وہ اپنے دوست کی جان بچانے کے عوض میں تم سے بہت خوش ہو گا۔ تمھیں انعام دے گا۔ منھ مانگی مراد بخشے گا۔ تم اس کو لیکر کچھ دنوں تک راکھشس کے پاس رہنا اور جس وقت دوسرے لوگ اس کے پاس پہونچ جائیں تو (کچھ کان میں کہہ کر) یہ کرنا

سدھارتھک۔" جو حکم سرکار کا"

(چانکیہ پھر شارنگ رو کو پکارتا ہے)

شارنگ رو۔ شارنگ رو۔

شارنگ رو (واپس آکر) فرمایئے کیا حکم ہے؟

چانکیہ۔ گال پاشک اور ڈنڈ پاشک سے کہہ دو کہ خیدر گپت نے انھیں یہ اطلاع دی ہے کہ جیو سدھ کشینک نے راکھشس کے کہنے کے مطابق وش کنیا سے کام لے کر پرتبشور کی جان لے لی اسی لئے اس الزام میں اس کی تشہیر کرکے اس کو دیس نکالا کی سزا دی جائے۔

شارنگ رو (رخ پلٹ کر) جو سرکار کا حکم۔

چانکیہ ایک بات اور بھی سنو۔ وہ جو شکٹ داس کائستھ ہے نا وہ راکھشس کے اشارے سے آئے دن ہم لوگوں کی جان کا گاہک بنا رہتا ہے، اس الزام میں شکٹ داس کو پھانسی کی سزا دے دی جائے اور اس کے خاندان والوں کو قید خانے میں ڈال دیا جائے۔

شارنگ رو۔ ایسا ہی ہوگا سرکار (یہ کہکر چلا جاتا ہے)

چانکیہ۔ (فکرمندانہ) مگر کیا اب بھی راکھشس ہمارے قابو میں نہ آئے گا۔

سدھارتھک۔ وہ تو قابو میں کب کا آچکا۔

چانکیہ، کیا واقعی مگر کیسے؟

سدھارتھک۔ آپ جو کچھ کہتے ہیں سب میری سمجھ میں آگیا، اب حکم کی تعمیل کرنے کے لئے جاتا ہوں۔

چانکیہ۔ (انگوٹھی کا نشان لگا ہوا خط سپرد کرتے ہوئے) جاؤ، اپنا کام پورا کرو۔

(سدھارتھک پرنام کر کے جاتا ہے۔ اتنے میں شارنگ رو آکر کہتا ہے)۔

سرکار، کال پاشک اور دنڈ پاشک نے کہا ہے کہ وہ دونوں
مہاراج چندن رگدپت کے حکم کی تعمیل کرنے جا رہے ہیں۔
چانکیہ۔ اچھا، بہت اچھا۔ مگر دیکھو ذرا چندن داس جوہری سے ملنا
چاہتا ہوں اُسے بلواؤ
شارنگ رو۔ بہت اچھا۔ (باہر جاکر چندن داس کو لاتا ہے اور
کہتا ہے۔)
ادھر آیئے سیٹھ جی مہاراج
چندن داس (خود بخود) یہ چانکیہ بڑا بے رحم ہے، بے مروت کہیں کا۔
جہاں کسی کو دفعتاً بلا بھیجتا ہے بس اس کی خیریت نہیں رہتی کوئی
نہ کوئی مصیبت اس کے لیئے تیار ہو جاتی ہے۔ میرے لیئے تو
گویا موت آگئی ہے۔ آئے دن اس کی نگاہ میں کھٹکتا رہتا
ہوں، میں نے اپنے دوستوں سے پہلے ہی کہہ رکھا ہے کہ چانکیہ
ہاں یہ چانکیہ اگر میرے گھر بار کے لوٹے جانے کا حکم دے
دے تو کچھ حیرت کی بات نہیں۔ اچھا یہی ہے کہ اپنے مالک
راکھشس منتری کے گھر والوں کو کہیں اور ہی پہونچا دوں پھر
میرا چاہے جو کچھ انجام ہو۔
شارنگ رو۔ (چندن داس سے) سیٹھ جی ادھر تشریف لائیے۔
چانکیہ (چندن داس کی طرف نظر اٹھاکر) آیئے لالہ جی۔ مزاج تو اچھا
ہے۔ تشریف رکھیئے، آسن حاضر ہے۔
چندن داس (پرنام کرکے) مہاراج شاید آپ کو یہ معلوم نہیں کہ
بعض مرتبہ ضرورت سے زیادہ خاطر تواضع بھی ناحق تکلیف کا

باعث ہو جاتی ہے۔ اس کی تکلیف حقارت اور نفرت کی تکلیف سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے میرے بیٹھنے کے واسطے یہ زمین کا فرش ہی کافی ہے۔

چانکیہ۔ واہ سیٹھ جی۔ یہ آپ نے کیا کہا۔ آپ تو اسی تعظیم اور احترام کے قابل ہیں۔ آئیے آپ میرے پاس ہی آسن پر قدم رنجہ فرمائیے۔

(چندن داس نے دل ہی دل میں کہا، بات تو اس کمینے کو معلوم ہی ہوگئی ہے اور پھر بولا۔)

بہت اچھا۔ لیجئے بیٹھا ہی جاتا ہوں۔ میرے لئے آپ کے حکم کی تعمیل ضروری ہے۔

چانکیہ۔ سیٹھ جی۔ آپ کا کاروبار ترقی پر ہے نا؟

چندن داس (دل میں) یہ خاطر داری ضرور کچھ نہ کچھ رنگ لائے گی کوئی نہ کوئی گل ضرور کھلائے گی۔ (پھر چانکیہ سے) آپ کی دعا سے سٹم سٹم کام چل ہی جاتا ہے۔

چانکیہ۔ اچھا یہ بتائیے کہ کبھی چندر گپت کے عیبوں کو دیکھکر پرانے مالکوں کی خوبیاں بھی یاد آجاتی ہیں یا نہیں!

چندن داس (کانوں پر ہاتھ رکھکر) لوگ چندر گپت کو دیکھکر بالکل اسی طرح خوش ہوتے ہیں جیسے شرد رُت[1] کے پورے چاند کو دیکھکر طبیعت مسرور ہو جاتی ہے۔

چانکیہ۔ رعایا خوش ہے تو پھر اگر راجا بھی رعایا سے کچھ بھلائی کی توقع کرے تو غالباً کچھ بیجا نہ ہوگا۔

---

[1] شرد رت یعنی آغاز سرما کا موسم۔

چندن داس ۔ یہ بات آپ نے کیا کہی؟ آپ کا حکم ٹالوں تو گنہگار۔
آخر آپ مجھ سے کون خدمت لینا چاہتے ہیں ۔ میں ہر طرح سے
حاضر ہوں ۔

چانکیہ ۔ چندن داس جی ۔ دیکھئے اب یہ حکومت چندر گپت کی ہے ۔ نند
کی نہیں ۔ روپے پیسے سے تو لالچی نند ہی کو خوش رکھا جا سکتا تھا ۔
یہاں معاملہ ہے چندر گپت کا ، وہ تو انہیں باتوں سے خوش
ہوتے ہیں جن سے آپ کی بھلائی ہوتی ہے ۔

چندن داس ۔ یہ سب آپ کی عنایت ہے

چانکیہ ۔ لیکن چندن داس جی ، آپ کا فائدہ کس طریقے سے ہوگا
یہ سوال بھی تو مجھ سے پوچھئے ۔

چندن داس ۔ آپ خود ہی ارشاد فرمائیں ۔

چانکیہ ۔ بھائی سو باتوں کی ایک بات یہ ہے کہ آپ تاجدار وقت
کے خلاف بغاوت کرنا چھوڑ دیں ۔

چندن داس ، مہاراج ، آپ کی نظر میں کون ایسا ہے ، جو مہاراج
چندر گپت کے خلاف بغاوت کرتا ہے ۔

چانکیہ ۔ سب سے پہلے تو یہ شرارت آپ ہی کرتے ہیں ۔

چندن داس ۔ (کانوں پر ہاتھ رکھکر) رام ، رام ، رام ۔ کہاں میں
کہاں مہاراجا چندر گپت اور کہاں بغاوت ، کہیں تنکا بھی
آگ کے خلاف کوئی شرارت کر سکتا ہے ۔ آپ کو یہ خیال کیسے پیدا
ہو گیا ۔

چانکیہ ، بے شک ، آپ باغی ہیں ، گنہگار ہیں ۔ آپ نے مہاراجا چندر گپت

کے دشمن نند کے گھر والوں کو اپنے گھر میں پناہ دے رکھی ہے۔

چندن داس۔ یہ جھوٹ ہے، بالکل جھوٹ ہے کسی کمینے نے یہ بے پر کی اڑائی ہے۔

چانکیہ۔ چندن لالہ، شاید آپ ڈر گئے۔ ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں، جو اصل بات ہے صاف صاف کہہ دیجئے۔ واقعی بات ہی کچھ عجیب سی ہے۔ یعنی نند کے بزدل کارندے رعایا کی مرضی کے خلاف لوگوں کے گھروں میں اپنے گھر والوں کو چھوڑ کر خود ادھر اُدھر بھاگتے پھرتے ہیں۔ آپ کی خطا صرف یہ ہے کہ آپ بات چھپاتے ہیں۔

چندن داس۔ ہاں، مہاراج بات تو کچھ ایسی ہی ہے۔ پہلے راکھشس منتری کے گھر والے میرے ہی یہاں پناہ گزیں تھے۔

چانکیہ۔ دیکھا نا۔ پہلے تو آپ مکر گئے تھے۔ اب حقیقت کھل گئی۔ پردہ فاش ہو گیا۔ آخر اس دروغ گوئی سے ہاتھ کیا آیا؟

چندن داس۔ میرے کہنے میں کچھ غلطی ہو گئی۔

چانکیہ۔ دیکھیے، لالہ جی، یہ چندر گپت کی حکومت ہے اس میں باتیں بنانے سے کام نہیں چل سکتا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ آپ کے کہنے میں کچھ غلطی ہو گئی تو اس کا تدارک صرف یہ ہو سکتا ہے کہ آپ کسی نہ کسی طرح راکھشس کے گھر والوں کو ہمارے حوالہ کر دیں۔

چندن داس۔ کہتا تو ہوں کہ ہاں پہلے میرے یہاں راکھشس کے گھر والوں نے پناہ لی تھی۔

چانکیہ۔ پھر اب کہاں چلے گئے؟
چندن داس۔ مجھے کچھ پتہ نہیں۔
چانکیہ۔ (ہنس کر) سیٹھ جی ابھی آپ قابو میں آنے والے نہیں معلوم ہوتے۔ پتہ تو ابھی لگا جاتا ہے۔ یاد رکھئے سانپ سر پر، بوٹی پہاڑ پر جس طرح چانکیہ نے نند کو...... (اتنا کہکر چپ ہو جاتا ہے)۔
چندن داس ؎

پھن نکالے ہے سانپ کی صورت
اور بوٹی ہمالیا پر ہے
سر پہ ہے بادلوں کا شور بپا
اور ادھر دور دوست کا گھر ہے (منور لکھنوی)

(آخر ان سب باتوں کا مطلب؟
چانکیہ۔ مطلب کیا ہے۔ سنئے اور یاد رکھئے۔ کہ اب یہ ناممکن ہے کہ اماتیہ راکھشس چندرگپت کا بال بھی بیکا کر سکیں۔ چندرگپت الگ رہا میں بھی تو دیکھوں کہ ؎

نند کی وہ نہ آن بان رہی ۔۔ نہ وہ شوکت رہی نہ شان رہی
لاکھ سر بکر ناس نے مارا ۔۔ اس کی دولت کو وہ بچا نہ سکا
اب وہ دولت ہے چندرگپت کا مال ۔۔ اب وہ ثروت ہے چندرگپت کا مال
اوج و اقبال اب ہے ساتھ اس کے ۔۔ دولت و مال اب ہے ساتھ اس کے
شان و شوکت تمام اس کی ہے ۔۔ اب یہ عظمت تمام اس کی ہے
چاند کی چاندنی اسے کہئے ۔۔ راج کی لکشمی اسے کہئے
روشناس جمال ہوتی ہے ۔۔ اس سے دنیا نہال ہوتی ہے

ہاتھ صاف اس پہ کیا کریگا کوئی   دم بھی مارے، مجال ہے کس کی
آنکھ اس کی طرف اٹھائیگا کون؟
زور بیکار آزمائے گا، کون؟   (منور لکھنوی)

اور پھر وہی بات سے
خون ہاتھی کا جھلکتا ہو دہن سے جس کے
شام کے چاند کی مانند ہے سرخی جس میں
شیر سوتے سے جو اٹھا ہو جماہی لیکر
اس کی ڈاڑھوں کو اکھاڑے یہ سکت ہے کس میں
(منور لکھنوی)

چندن داس۔ اس وقت آپ کی چڑھ بنی ہے جو چاہے کہہ لیں۔
(پردے کے اندر سے آواز آتی ہے)
ہٹو، ہٹو۔

چانکیہ۔ نشارنگ رو۔ کیا غل غپاڑا ہے۔ دیکھو ذرا۔
(نشارنگ رو باہر جاتا ہے اور پھر واپس آکر کہتا ہے)
مہاراج چندر گپت کے حکم سے باغی جیوسدھی کھشنیک کو بے عزتی کے ساتھ وطن سے خارج کیا جا رہا ہے۔ ہر طرف سے اس پر لعنت ملامت کی بوچھار ہو رہی ہے۔

چانکیہ۔ اچھا کھشنیک کی یہ درگت بن رہی ہے۔ نامراد باغیوں اور نمک حراموں کی یہی سزا ہونی چاہیئے۔ لالہ چندن داس، دیکھئے حکومت کی طرف سے باغیوں کو کتنی سخت سزا دی جا رہی ہے میں نے آپ سے جو کچھ کہا ہے۔ ازراہ دوستی کہا ہے۔ آپ کی

بھلائی کے لئے کہا ہے۔ اب آپ جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ بولیے کیا خیال ہے؟ راکھشس کے گھر والوں کو ہمارے سپرد کر دیجئے۔ اور پھر چین سے بسر کیجئے۔ مزے اڑائیے۔ منھ مانگی مراد ملے گی۔

چندن داس۔ میں کہہ چکا ہوں کہ راکھشس کے گھر والے اب میرے یہاں نہیں ہیں۔ (پھر شور و غل ہونے لگتا ہے اور چانکیہ کہتا ہے)

چانکیہ۔ شارنگ رو دیکھو اب یہ غل کیسا ہے۔ (شارنگ رو باہر جاتا ہے اور واپس آکر کہتا ہے)
"سمراٹ چندر گپت کے حکم سے شکٹ داس کا لستھ گرفتار ہو کر پھانسی کے لئے لے جایا جا رہا ہے"

چانکیہ۔ اچھا ہے۔ حکومت کی مخالفت کا مزا چکھے۔ بغاوت کی سزا بھگتے۔ (چندن داس سے) دیکھئے سیٹھ جی۔ دیکھا آپ نے حکومت کے باغیوں کو حکومت کی طرف سے کتنی سخت سزا ملتی ہے۔ آپ نے راکھشس کے گھر والوں کو چھپا رکھا ہے، آپ کی یہ حرکت کسی طرح سے بھی برداشت نہیں کی جا سکتی، اگر آپ کو اپنی اور اپنے بال بچوں کی خیریت منظور ہے تو راکھشس کے گھر والوں کو ہمارے حوالے کر دیجئے۔

چندن داس۔ یہ بار بار آپ مجھ کو ڈراتے دھمکاتے کیوں ہیں، میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ راکھشس کے گھرانے کی ایک کانی چڑیا بھی میرے یہاں نہیں ہے اور اگر ہوتی بھی تو میں ہر گز آپ کے حوالے نہ کرتا۔

چانکیہ۔ ایک مرتبہ پھر سوچ لیجئے کہ آپ کیا کہہ رہے۔ کیا آپ کا

یہی فیصلہ ہے؟

چندن داس۔ جو کچھ سوچنا تھا، سوچ لیا۔ میں نے جو کچھ کہہ دیا، اس میں رتی بھر فرق نہیں آسکتا۔

چانکیہ۔ واہ کیوں نہ ہو۔ (طنز سے) ؎

کسی کی جان بچانے کو خود فنا ہونا
خدا کی شان یہ بس آپ ہی کا جوہر ہے
شعری نے کی تھی کسی دور میں یہ قربانی
یہ فخر آج مگر آپ کو میسّر ہے (منوّر لکھنوی)

لیکن سیٹھ جی، میں ایک بار آپ سے پھر دریافت کرتا ہوں ٹھیک ٹھیک بتائیے۔ کیا منظور ہے؟

چندن داس۔ کہہ تو رہا ہوں اور بار بار کیا کہوں۔

چانکیہ۔ (غصہ سے) آپ کمینے ہیں۔ بد ذات ہیں۔ ذرا ٹھہریئے۔ میں ابھی اس بغاوت کا مزا آپ کو چکھا دوں گا۔ پھر ساری شیخی دھری رہ جائے گی۔

چندن داس۔ ذرا زبان سنبھال کر۔ جو آپ کے دل میں ہو کیجئے، ہوس پوری کر لیجئے۔ میں تیار ہوں۔ ان دھمکیوں اور گیدڑ بھبکیوں میں چندن داس نہیں آنے کا۔

چانکیہ (غصہ سے) شارنگ رو۔ کال پاشک اور ڈنڈ پاشک سے کہو کہ ابھی اس کمینے بنئے کی گوشمالی کریں، اس کو سخت سے سخت سزا دیں۔

(شارنگ رو چلنے لگتا ہے اور چانکیہ پھر کہتا ہے۔)

انھیں ذرا روکو، درگپال اور دیجے پال سے کہو کہ جا کر اس بے وقوف کا سارا مال و خزانہ چھین لیں، ایک کوڑی، ایک جھنجھی اس کے پاس باقی نہ رہ جائے۔ اس کو اور اس کے سارے گھر والوں کو فوراً گرفتار کر لیں اور قید خانے میں ڈال دیں۔ ادھر میں حیدر گپت کو اطلاع دیتا ہوں وہ اس کی تکا بوٹی کر کے رکھ دے گا جب مجھے چین آئے گا۔"

شارنگ رو۔ جو مہاراج کی آگیا" (چندن داس سے) سیٹھ جی ادھر آئیے۔

چندن داس۔ (اٹھتے ہوئے) اچھا آ رہا ہوں۔ (پھر دل ہی دل میں کہتا ہے)۔

" میں بڑا خوش قسمت ہوں۔ دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست۔ میں اپنے ایک رفیق صادق کے کام آ رہا ہوں، اگر دوست کے لئے، میری جان بھی جاتی ہے تو شوق سے جائے۔ اپنے مفاد کے لئے تو سب ہی جان دیتے ہیں۔

(شارنگ رو اور چندن داس دونوں جاتے ہیں)۔

اور دوسری طرف چانکیہ خوشی کے مارے پھولا نہیں سماتا تالیں بجا بجا کر کہتا ہے۔

" اب کیا ہے، مار لیا راکھشس کو، دیکھوں اب بچ کر کہاں جائے گا۔"

وقت مشکل جان دینے پر جب آمادہ ہے یہ
بے غرض بے لوث قربانی کا دلدادہ ہے یہ

وقت مشکل پھر تو وہ بھی اس کے آڑے آئے گا
دوستی کی آگ میں یکسر فنا ہو جائے گا
(منور لکھنوی)

(پردہ میں پھر شور و غل مچتا ہے)

چانکیہ شارنگ رو۔

شارنگ رو۔ گرو دیو۔

چانکیہ۔ یہ بھیڑ بھاڑ کیا ہے ذرا دیکھو تو؟

(شارنگ رو جاتا ہے اور گھبراہٹ کے عالم میں واپس آکر کہتا ہے۔

مہاراج۔ غضب ہو گیا۔ سدھارتھک، شکٹ داس کو پھانسی کے تختہ سے اتار کر کہیں بھگا لے گیا۔

چانکیہ۔ (دل میں) واہ رے میرے سدھارتھک، یہ ہمت (پھر جیلے سے) ہائیں سدھارتھک شکٹ داس کو لے اڑا بڑا غضب ہوا۔ جاؤ جلد جاؤ، بھاگورائن سے کہو فوراً جائے اور دونوں کو گرفتار کر لائے۔

(چیلا باہر واپس جا کر واپس آتا ہے اور کہتا ہے)

غضب پر غضب ہو گیا۔ بھاگورائن کا بھی کہیں پتہ نہیں۔

چانکیہ (دل ہی دل میں)، اس کا بھی کچھ کام بننا چاہیئے۔ (پھر غضب ناک صورت بنا کر) شارنگ رو۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں جاؤ اور میری طرف سے بھدر بھٹ، پرشٹی دت، ہنگورات بل گپت، راج سین، روہتاشو اور وجے ورما وغیرہ کو حکم دو

کہ جلد سے جلد کینے بھاگو رائن کا تعاقب کریں اور اسے پکڑ کر یہاں لے آئیں۔

(شارنگ رو "بہت اچھا مہاراج" کہہ کر باہر جاتا ہے اور واپس آکر مایوسی سے کہتا ہے)

مہاراج، وہاں تو آواں کا آواں بگڑا ہوا ہے۔ کھدر کھٹ وغیرہ کا بھی سویرے ہی سے کہیں پتہ نہیں۔

چانکیہ۔ (خود بخود) خوب ہوا۔ اب تو سب کام بن کر رہے گا (پھر شارنگ رو سے) اچھا بیٹا۔ فکر کی کوئی بات نہیں، ذرا تماشا دیکھتے رہو۔

سب چلے جائیں جن کو جانا ہے
نامرادوں کا کیا ٹھکانا ہے
مصلحت دیکھ کر یہ ہر صورت
ہو گئے ہیں جو پیشتر رخصت
بہت اچھا ہوا ان کا چل دینا
اُن سے کچھ بھی مجھے نہیں لینا
اب جو کرتے ہوں مقصد جانیکا
یعنی مجھ کو دغا بتانے کا
وہ بھی میری طرف سے شوق سے جائیں
بیٹھ وہ بھی بڑی خوشی سے کھائیں
عقل مجھ سے مگر نہ رخصت ہو
کبھی نازل نہ یہ مصیبت ہو
جس نے چمکا دیا ہے میرا نام
جس کا قائل ہے نند ہنس تمام
خوب ہے خوب ہے میری پُرکاری
جو ہے فوج عظیم پہ بھاری
وہ نہ دے جائے بس جواب مجھے
کر نہ ڈالے کہیں خراب مجھے

منور لکھنوی

(پھر اٹھتا ہے اور آسمان کی طرف دیکھ کر کہتا ہے)

دیکھوں یہ بھدر بھٹ اور دوسرے سب کمینے بھاگ کر کہاں جاتے ہیں۔ سب کو بیلوں کی طرح نتھی نہ کر ڈالا ہو جب کی سند ہے دیکھیر خود بخود)

خبیث راکھشس، یہ سب شرارتیں تیری ہیں مگر میں نے بھی تجھے ناکوں چنے نہ چبوا دیئے ہوں تو میرا نام چانکیہ نہیں۔ مجھ سے بھاگ کر کہاں جائے گا۔ ذرا دیکھ تو میرے ہتھکنڈے ؎

جنگلی ہاتھی کی صورت یہ جو خود مختار ہیں
ان پہ ہے دشوار قابو کتنے بدکردار ہیں
مال و دولت پر کیئے ہیں کیسے ہاتھ صاف
یہ بغاوت ان کی سازش یہ حکومت کے خلاف
ان کو اپنی فوج کے ہونے پہ ہے کتنا غرور
کر رہے ہیں عقل کے دشمن بپا یہ سب فتور
گتھیاں جو پڑ گئی ہیں انکو سلجھاتا ہوں میں
دیکھنا۔ کس طرح قابو میں انھیں لاتا ہوں میں
خاتمہ ان کی سیہ کاری کا ہوتا ہے ابھی
بند و بست ان کی گرفتاری کا ہوتا ہے ابھی
(منور لکھنوی)

(پہلا ایکٹ ختم)

دوسرا ایکٹ

زیوروں کی فروخت

(ایک سپیرا آتا ہے اور کہتا ہے)

ناگ ہو خواہ، خواہ راجا ہو،
بھید کچھ بھی نہیں ہے دونوں میں
ناگ[1] سیوا اسی کے لبس کی ہے
لبس[2] کے بھید دل کا گیان[3] ہے جس کو
اور واقف ہے اس کی ادکھد[4] سے
اور پھر ناگ کے پکڑنے کو
کھینچ سکتا ہے سحر کا حلقہ
منتر ہے جھاڑ پھونک کا معلوم

(آزاد نظم) منور لکھنوی

---

[1] ناگ سیوا یعنی سانپوں کی پرداش ور پرداخت۔ [2] لبس یعنی زہر
[3] گیان یعنی علم۔ [4] ادکھد یعنی دوا۔

اور

کام آتا ہے کون را جا کے
جس کو آتے ہیں راج کے سادھن[1]
راج منڈل کے بھید سے واقف
سدھ ہیں منتر راج کے جس سے

(آزاد نظم) منور لکھنوی

(پھر کہتا ہے۔)

کیوں بھائی، کچھ پوچھنا چاہتے ہو۔ کیا جاننا چاہتے ہو کہ میں کون ہو ــــ؟

تو سنو۔ مجھے سپیرا سمجھ لو۔ جیرن وش نام ہے، اور جیسا نام ہے ویسا ہی کام ہے (آسمان کی طرف دیکھ کر) کیا کہا۔ یعنی میں بھی سانپ کا منتر جانتا ہوں، کھیلوں گا؟ آخر اس کا مطلب؟ تو یہ بھی تو معلوم ہو۔ آپ کا پیشہ کیا ہے۔ (پھر آسمان کی طرف دیکھ کر) کیا فرمایا؟ میں تو راج سیوک ہوں۔ (رک کر) ہاں ہاں تو آپ سانپ کے ساتھ کھیلتے ہی ہیں ؎

کر کے تھوڑا سا بھی حاصل اختیار
سر پہ چڑھتا ہے جو شاہی اہلکار
چور نشے میں شراب ناب کے
ہو کوئی مست ہاتھی پر سوار
بوٹیوں کے منتروں کے علم میں
گو بیدا ہو نہ کوئی ہوشیار
پھر تو ہے تینوں کا مرنا لازمی
ختم ہو جاتے ہیں سب انجام کار

---

[1] سادھن یعنی تدبیر۔

(پھر اوپر دیکھتا ہے اور کہتا ہے۔)

ہائیں، وہ دیکھتے دیکھتے کہاں غائب ہو گیا۔ (پھر نیچے دیکھ کر اور دوبارہ سر اٹھا کر کہتا ہے)

'تو مہاراج آپ چاہتے کیا ہیں۔؟ کیا یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ان پٹاریوں میں کیا ہے۔ سنئے، ان پٹاریوں میں وہ سانپ بند ہیں جن کے ذریعہ مجھے روٹی ملتی ہے، میرا اور میرے بال بچوں کا پیٹ پلتا ہے (پھر خود بخود) اچھا تو آپ دیکھنا ہی چاہتے ہیں، اگر ایسا ہے تو ضرور دیکھئے، میں پٹاری کھولکر آپ کو دکھا دوں گا۔ میری تو اس وقت بوہنی ہو لی ہے۔ بھگوان کا ہزار شکر، کہئے کیا حکم ہے۔؟ کھولوں پٹاری مگر ذرا یہ جگہ ٹھیک نہیں ہے اگر آپ دیکھنا ہی چاہتے ہیں تو آئیے میرے ساتھ۔

(پھر نیچے دیکھتا ہے اور خاموش ہو جاتا ہے، تھوڑی دیر کے بعد آسمان کی طرف دیکھ کر کہتا ہے)۔

کیا کہا۔ کیا یہ میرے مالک راکھشس منتری کا مکان ہے۔ کیا میں اس میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اچھا تو پھر سرکار آپ جائیے مجھے تو اپنی روزی کمانے کے لئے گھر گھر جھانکنا ہی پڑتا ہے۔

(پھر چاروں طرف دیکھ کر کہتا ہے) ارے وہ کہاں چلا گیا۔۔۔ (دانتوں میں انگلی دبا کر) بڑے تعجب کی بات ہے۔ جب میں چندر گپت کو چانکیہ کی حفاظت میں دیکھتا ہوں، مجھے یقین آجاتا ہے کہ حکومت چندر گپت ہی کے ہاتھ آئے گی۔ مگر جب یہ

دیکھتا ہوں کہ ملے کیتو کی پشت پر راکھشس ہیں۔ تو میرا یہ
یقین شک میں بدل جاتا ہے، کیونکہ پھر راج چندر گپت
کے ہاتھ سے نکل جائے گا۔

چل رہی ہے کوٹ نیتی[1] کس قدر چانکیہ کی۔
موریہ کل[2] میں پاؤں پھیلانے لگی ہے لکھشمی
خوبیٔ تقدیر سے اس کا اثر کچھ کم نہیں
راکھشس کا زور بازو بھی مگر کچھ کم نہیں
لکھشمی کو کھینچتا رہتا ہے وہ اپنی طرف
لکھشمی کا کچھ تو ہو جاتا ہے رُخ اس کی طرف
منور لکھنوی

یہ دونوں وزیر راج نیتی کی شطرنج کے دو زبردست کھلاڑی ہیں۔ ان کے آگے کسی کی بھی دال نہیں گلتی۔ دونوں کی اس کشمکش سے تو نند کے خاندان کا تیا پانچا ہو گیا، بس اب تو۔

جنگل میں جیسے دو ہاتھی آپس میں لڑ جاتے ہوں
اپنی اپنی ضد میں آکر وحشت میں اَڑ جاتے ہوں
ایسی وحشت چھا جاتی ہے حشر بپا ہو جاتا ہے
ان کی لڑائی میں ہتھنی کا حال بُرا ہو جاتا ہے
ایسے ہی اس راج کے اندر لکھشمی کی بربادی ہے
اس کے مقدر میں یہ کیسی غمگینی، ناشادی ہے

---

[1] کوٹ نیتی یعنی کشل نیتی یا سیاسیات خاطرانہ۔ [2] موریہ کل یعنی موریہ کا خاندان۔

دو خرانٹ وزیروں میں یہ باہم رنجش جاری ہے
لکھشمی آخر ساتھ ہو اس کے، بکیس دکھ کی ماری ہے
جیتا کوئی بھی دونوں میں تو پھر یار کسی کی ہے
ساتھ رہے کس کے دونوں میں درگت بے چاری کی ہے

(منور لکھنوی)

خیر دیکھیں کیا ہوتا ہے، بہر حال مجھے تو مہامنتری راکھشس سے ملنا ہی ہے۔

(پردہ اٹھتا ہے اور آسن پر بیٹھا ہوا راکھشس دکھائی دیتا ہے) اس کے پاس ہی پریم ودک نام کا ایک ملازم بھی موجود ہے۔ راکھشس آب دیدہ ہے ـــ اور اوپر کی جانب دیکھ کر کہتا ہے۔)

، افسوس۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ (گاتا ہے) ؎

وہ میری سوجھ بوجھ وہ حکمت کہاں گئی
وہ عقل کیا ہوئی وہ فراست کہاں گئی
دن رات جاگ کے حیران ہو گیا
جھپکی ذرا نہ آنکھ پریشان ہو گیا
محروم دل مرا ہے سکون و فراغ سے
جوہر تمام ہو گئے رخصت دماغ سے
دیوار ہی نہیں کوئی۔ تصویر کیا بنے
تقدیر ساتھ ہی نہیں تدبیر کیا بنے
اک نقش نند ہنس کا باقی نہیں رہا

جو میرے میکدے کا تھا، ساقی۔ نہیں رہا
کیسے کھلیں نصیب مقدر ہی سو گیا!
پامال جادوؤں کی طرح یہ بھی ہو گیا
بھرتی تھی آہ سرد ہوا جن کے سامنے
ہوتا تھا دم عدو کا فنا جس کے سامنے
وہ دبدبہ تھا شان تھی وہ جلال تھا
دشمن کا اس کے سامنے آنا محال تھا
گو بادل تھے زمیں پہ فلک پر نگاہ تھی
کیا شانِ حکمرانیِ عالم پناہ تھی (منور لکھنوی)

مگر ایسا ہونے پر بھی ؂

اگرچہ غاشیہ بردار ایک غیر کا ہوں
اگرچہ آج نمک خوار ایک غیر کا ہوں
جو دشمنوں کی ہلاکت ہو میرے ہاتھوں سے
بپا جو اِن پہ قیامت ہو میرے ہاتھوں سے
ضرور ہو مرے آقا کو شادمانی حاصل
ضرور ہو مرے سرتاج کو خوشی حاصل
سبق وفا کا ابھی تک نہیں میں بھولا ہوں
نمک سے جس کے پلا ہوں غلام اس کا ہوں
نہیں نہیں میں ابھی نقش کا شکار نہیں
نہیں ابھی تو میں اتنا ذلیل و خوار نہیں

ؐ جادو بنس سے مراد ہے وہ خاندان جس میں بھگوان کرشن کا جنم ہوا تھا۔

نہ اپنی جان کے جانے کا مجھ کو اندیشہ
تلاشِ عظمتِ ذاتی نہ کچھ میرا پیشہ
دماغ اپنا اسی میں لگائے جاتا ہوں
میں داؤں پیچ سیاسی چلائے جاتا ہوں
(منوّر لکھنوی)

(پھر خلا کی طرف نظر اٹھا کر کہتا ہے)
واہ ری راج لکشمی۔ تو بھی کتنی اندھی ہے تجھے نیک و بد میں ذرا بھی تمیز نہیں ورنہ سچ تو یہ ہے کہ ؎

عظمت و شوکت کی دیوی لکشمی　　تو کسی کا ساتھ دیتی ہی نہیں
تو ہی چنچل۔ کیا ٹھکانا ہے تیرا　　کچھ نرالا کارخانہ ہے تیرا
نند ایسے حکمراں کو چھوڑ کر　　مرکزِ عیش جہاں کو چھوڑ کر
موریہ[1] ایسے شودر[2] سے وابستہ ہی　　دامنِ ناپاک سے پیوستہ ہے
کیا یہ تیرے واسطے واجب نہ تھا　　نند ہی کے ساتھ ہو جاتی فنا
جیسے ہاتھی کوئی خوشبو میں لیسا　　موت کے ہاتھوں سے ہو جائے فنا
اور ہو معدوم اس کے ساتھ ہی
اس کا وہ بہتا ہوا زرداب[3] بھی　　(منور لکھنوی)

(پھر کہتا ہے)
(راج لکشمی، اے کمینی راج لکشمی میں تجھ سے پوچھتا ہوں ؎

---

[1] موریہ یعنی چندر گپت [2] شودر یعنی نیچ ذات۔ [3] زرداب یعنی ہاتھی کے جسم سے بہتا ہوا خوشبودار پسینہ۔

اس قدر کیا عظمت و شوکت کی پا مالی ہے آج
کیا شریف النسل راجوں سے زمیں خالی ہے آج
ورنہ کیوں شوہر بنا رکھا ہے اک ناپاک کو
عار آئے جس کی بد اصلی سے فرش خاک کو
عورتوں کی ذہنیت ہی معتبر ہوتی نہیں
مرد کے اوصاف پر اس کی نظر ہوتی نہیں
رنگ دم دم پر بدلنا اسکا اک معمول ہے
جس میں تیرنگی سی تیرنگی ہے یہ وہ پھول ہے
ہے کنارا کاشش کی کلیوں کا اس کی ذات بھی
آ نہیں سکتی سمجھ میں اس کی کوئی بات بھی (منور لکھنوی)

(پھر کہتا ہے)

لکھشمی یاد رکھ، تو بھی کہ تیرے چہیتے کو میں نے خاک میں ملا کر نہ رکھ دیا ہو۔ تیری ساری امیدوں پر پانی نہ پھیر دیا ہو۔

(پھر کچھ سوچکر کہتا ہے)

شہر کو خیر باد کہتے وقت میں نے اپنے گھر والوں کو اپنے جگری دوست جیدن داس کے گھر چھوڑ دیا۔ یہ بھی مناسب ہی کیا۔ مہاراجا نند کے جو حامی کبھی اس معاملہ میں ہمارا ساتھ دے رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر اپنی کوششوں کو ڈھیلا نہیں چھوڑیں گے۔ کہ میں پاٹلی پتر پر حملے کے

لے۔ کاشش ایک پیڑ کا نام۔

کے بارے میں کسی قسم کی پہلوتہی نہیں کر رہا ہوں۔ دوسرے میں نے خلکٹ داس کو زرکثیر دے کر وہاں تعینات کر دیا ہے تاکہ ایک طرف وہ قاتلوں، قیدیوں اور چند رگپت کے قتل کو عمل میں لانے والے دوسرے خفیہ جاسوسوں کو ہمارے ساتھ ملائے رکھے، اور دوسری طرف دشمن کے حامیوں کو دشمن کے خلاف بھڑکانے کے لئے سازش جاری رکھے، اس کے علاوہ میں نے جیوسدھی اور دوسرے دوستوں کی خدمات بھی اس لئے حاصل کر لی ہیں کہ وہ دشمن کے بارے میں تمام معلومات حاصل کریں ـــ اور ان سے قطع تعلق کر لیں،

خلاصہ یہ ہے کہ ؎

قسمت ہی کو عروج گوارا نہ ہو اگر
دورِ زماں رقیب ہمارا نہ ہو اگر
ایسی چلوں میں چال وہ تدبیر میں کروں
حکمت سے کام لے کے وہ سرتیر میں کروں
بھانڈا تمام اس کی سیاست کا پھوٹ جائے
اک ضرب سے یہ راز کی دیوار ٹوٹ جائے
اک بھیڑیئے بچے کی طرح جو پلا پُسا
جس نے ریاض نند کو برباد کر دیا
محروم کر دیا انھیں نام و نشاں سے
اولاد تھی عزیز جنھیں اپنی جان سے

(منور لکھنوی)

(اتنے میں کنچکی آتا ہے اور کہتا ہے)

کچھ بڑھاپے میں اتنی شدت ہے | کام[1] کاز ور دل سے رخصت ہے
دھرم کا بھاؤ[2] دل میں ابھرا ہے | نقش یہ آب وگل میں ابھرا ہے
جیسے چانکیہ سے مدبر نے | خاتمہ نند بنس کا کر کے
موریہ[3] کو تخت پہ بٹھا ہی دیا | تاج سر نند کا دلا ہی دیا
لوبھ[4] بھی کر رہا ہے اپنا کام | دھرم[5] ہو جائے جس سے اسکا غلام
غلبہ پھر بھی پا نہیں سکتا | نقش اس کا مٹا نہیں سکتا
سامنے چندر گپت کے ناکام | جیسے ہے راکھشس کا زور تمام

اس کو ہرگز دبا نہیں سکتا
ایک بھی پیش پا نہیں سکتا (منور لکھنوی)

(پھر آگے بڑھتا ہے اور کہتا ہے)

، مہاراج میں حاضر ہو سکتا ہوں، پر ماتما آپ کو سدا سکھی رکھے

راکھشس ۔ اوہو، جامولک، آپ ہیں، آئیے آئیے تشریف لائیے۔

(پریم درک سے) جاؤ، آپ کے لئے آسن لاؤ۔

(پریم درک کہتا ہے) آئیے حضور ادھر تشریف رکھئے۔

کنچکی ۔(ڈرامائی انداز سے بیٹھ کر) اماتیہ کمار ملے کیتو نے آپ کی خدمت میں یہ کہلا بھیجا ہے کہ آپ اپنی جسمانی صحت سے بالکل غافل ہو گئے ہیں، کچھ رکھ رکھاؤ کا خیال ہی نہیں۔ ریشم پشم کپڑے پہن

---

[1] کام یعنی نفسیاتی خواہشات۔ [2] بھاؤ یعنی خیال۔ [3] موریہ یعنی چندر گپت
[4] لوبھ یعنی حرص۔ [5] دھرم یعنی نیکی، عمل صالح۔

لیتے ہیں، اپنے منصب کے مطابق پوشاک زیب تن نہیں فرماتے
اس سے انھیں بہت رنج ہے، حالانکہ ہمارا جانند کی خوبیوں
کو بھلا دینا محال ہے۔ پھر بھی ان کی آپ سے درخواست ہے کہ
دایک زیور پیش کر کے) اس زیور سے اپنے جسم اقدس کی زیبائش
فرمائیں۔ یہ زیور انھوں نے اپنے جسم سے اتار کر آپ کو نذر کیا
ہے۔

راکھشس۔ جاجولک۔ کمار ملے کیتو سے نہایت ادب کے ساتھ کہدو
کہ میں انکی خوبیوں کے سامنے اپنے مالک کی خوبیوں کو بھی بھول
گیا۔ یہ کپڑے، یہ پوشاک، یہ زیور وہ اپنے ہی پاس رکھیں میں
نے تو طے کر لیا ہے کہ ؎

دشمن کا بچہ بچہ جب تک نہ ختم ہوگا
ان ظالموں کا قصہ جب تک نہ ختم ہوگا
پیدا نہیں جہاں میں جس کا کوئی مقابل
جب تک یہ تخت زریں ہوگا نہ اسکو حاصل
اس درد کا نہ ہوگا جب تک نصیب چارہ
زیب سگا[1] تک ہو گا جب تک نہ یہ دوبارہ
ممکن نہیں کہ زیور کوئی بھی زیب تن ہو
ممکن نہیں کہ شوق آرائش بدن ہو
کیا ساج باج اسکا کیا اس کی زیب وزینت
ہے دشمنوں کے ہاتھوں برباد جسکی حرمت (منور لکھنوی)

---

[1] راج محل کا نام

کنچکی۔ آپ کا فرمانا بجا۔ مگر سرکار کمار ملے کیتو کی یہ درخواست منظور ہی ہونا چاہیئے جب تک آپ مہا منتری کے پدؔ پر براجمان ہیں اس مقصد کی تکمیل آپ کے لئے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

راکھشس۔ یہ کیا کہتے ہو کنچکی؟ میرے لئے تمہارا حکم بھی کسی طرح کمار کے حکم سے کم نہیں۔ اچھا اگر تم کہتے ہو تو یہی سہی۔

(کنچکی زیور و خلعت پیش کرتا ہے اور راکھشس ان سے اپنے جسم کی زیبائش کرتا ہے۔ کنچکی پھر کہتا ہے۔)

"سلامت رہیں آپ ہمیشہ۔ دولت صولت برقرار، عزت پائدار میرے آنے کا مقصد تو پورا ہو گیا۔ اب اجازت چاہتا ہوں۔

راکھشس۔ اچھا (نام کنچکی جاتا ہے اور راکھشس کہتا ہے)

'پریم ودک۔ دیکھو یہ دروازے پر کون آیا ہے؟

(پریم ودک باہر جاتا ہے اور ایک شخص کو کھڑا دیکھ کر کہتا ہے) آپ کون ہیں؟)

وہ شخص۔ میرا نام جیرن وش ہے۔ پیشے کا سپیرا ہوں۔ مہاراج کو سانپوں کا کھیل دکھانا چاہتا ہوں۔ کچھ پیٹ بھرنے کے لئے مل جائے گا۔

پریم ودک۔ اچھا ٹھہرو۔ میں منتری جی سے دریافت کر لوں۔

(راکھشس کے پاس جا کر کہتا ہے۔)

'سرکار ایک سپیرا آیا ہے وہ آپ کو اپنا کرتب دکھانا چاہتا ہے

ف پدؔ بمعنی عہدہ

(اسی وقت راکھشس کی بائیں آنکھ پھڑکتی ہے اور خود بخود کہنے لگتا ہے)۔

'ہیں یہ کیا معاملہ ہے۔ آج کیا سانپوں ہی کا منھ پہلے پہل دیکھنا پڑے گا۔ (پھر پریم ودک سے کہتا ہے)

"بھئی اس وقت میں یہ کرتب ارتب نہیں دیکھنا چاہتا۔ میں بہت پریشان ہوں۔ سپیرے کو کچھ دے دلاکر رخصت کردو۔

پریم ودک۔ "بہت اچھا"

(یہ کہہ کر جاتا ہے اور سپیرے سے کہتا ہے)

اماتیہ اس وقت آپ سے مل نہیں سکتے۔ انھوں نے آپ کو یہ رقم دی ہے۔

سپیرا۔ یوں تو سرکار کی جو مرضی مگر ذرا میری طرف سے جاکر اتنا اور عرض کردو کہ میں صرف سانپوں کے کرتب ہی نہیں دکھاتا ہوں۔ مجھے شعر کہنا بھی آتا ہے۔ پراکرت[۱] زبان میں کچھ کہہ لیا کرتا ہوں۔ کلام سنانے کا مشتاق ہوں، اگر وہ اس کے لئے بھی تیار نہ ہوں تو لو یہ تحریر سرکار کی خدمت میں پیش کردو۔

(پریم ودک کاغذ لے کر راکھشس کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے)

"مہاراج۔ سپیرے نے مجھے یہ تحریر دی ہے کہ آپ کی خدمت میں پیش کردوں۔ یوں وہ اپنے آپ کو شاعر بھی بتاتا ہے

---

[۱] پراکرت یعنی روزمرہ کے بول چال کی زبان

اور آپ کو اپنا کلام سنانے کا خواہش مند ہے۔" اگر آپ کلام نہ سننا چاہیں تو یہ تحریر ملاحظہ فرمالیں۔

(راکھشس تحریر ہاتھ میں لے کر پڑھتا ہے) ؎

چمن میں گرچہ رس پھولوں کا بھونرے چوس لیتے ہیں
ہمیشہ شہد لیکن دوسروں کے کام آتا ہے (منور لکھنوی)

(پھر پریم دوک کو ہٹا دیتا ہے اور خود بخود کہتا ہے)۔

'اوہو، یہ شعر تو بہت معنی خیز ہے اس کا تو مطلب یہ ہے کہ میرا ہی کوئی جاسوس کسم پور سے ہو کر آیا ہے اور اس کو سارا حال معلوم ہے۔ یہ خط دینے والا سپیرا نہیں معلوم ہوتا۔ کوئی ہمارا ہی آدمی ہے، اور میں تو کاموں میں اتنا پھنسا ہوا ہوں کہ خود اپنے آدمیوں کو بھول جاتا ہوں۔ یہ بھی نہیں یاد رہتا کہ کون جاسوس میری طرف سے کیا کام کر رہا ہے۔ ممکن ہے یہ سپیرا ہمارا دوت ورادھ گپت ہو'

(پھر پریم دوک کو پکار کر کہتا ہے)

'اچھا جاؤ سپیرے کو بلا لاؤ۔ میں اس کی شاعری سنوں گا'

(پریم دوک جاتا ہے اور سپیرے سے کہتا ہے۔)

چلئے۔ مہامنتری نے آپ کو یاد کیا ہے۔

سپیرا، 'بہت اچھا'

(سپیرا اندر آتا ہے، اور راکھشس کی طرف غور سے دیکھ کر دل ہی دل میں کہتا ہے)۔

'اچھا تو یہی ہیں منتری راکھشس (پھر کہتا ہے) ؎

باختہ ہیں ہوش، کچھ سہمی سی گھبرائی سی ہے
لکھشمی کے دل میں کتنا ان کا ڈر ہے دیکھنا
سنبل پیچاں کی صورت بائیں بازو کی گرفت
موریہ کی گردن میں ڈھیلی کس قدر ہے دیکھنا

ﺜ

دائیں بازو کا وہ شانے سے کھسکنا باربار
دل پہ قابو نام کو وحشت میں پا سکتی نہیں
دائیں چھاتی موریہ کے منھ سے رہا کرتی ہے دور
دودھ اسے سینے سے چمٹا کر پلا سکتی نہیں
(منوّر لکھنوی)

(پھر کہتا ہے)

مہامنتری، دولت و اقبال زندہ باد، فتح پائندہ باد
راکھشس - ارے ورادھ تم ہو۔ (دل پر قابو کر کے اور کسی فکر میں ڈوب کر۔)
"پریم ودک، تم سب کو لیکر باہر چلے جاؤ، میں ذرا سانپوں کا کھیل دیکھوں گا۔"
(پریم ودک سب کو ساتھ لے کر باہر چلا جاتا ہے اور راکھشس سپیرے سے گفتگو شروع کرتا ہے
راکھشس، دوست ورادھ۔ وہاں کہاں بیٹھے ہو، ادھر آؤ میرے پاس بیٹھو۔
(ورادھ بہت اچھا کہہ کر راکھشس کے پاس بیٹھ جاتا ہے

(اور راکھشس غمگین آواز میں کہتا ہے۔)

(میرے دوست دیکھو تقدیر کا چکر۔ مہاراج نند کے دامنِ دولت سے جو لوگ وابستہ ہیں ان کی یہ حالت ہے۔

(یہ کہہ کر رونے لگتا ہے)

وِرادھ۔ مہاراج، آپ کچھ فکر نہ کریں۔ بس تھوڑے دنوں صبر کرنے کی اور ضرورت ہے۔ پھر سب حالات درست ہو جائینگے۔

راکھشس۔ اچھا! کچھ کسم پور کا حال بھی تو بتاؤ۔

وِرادھ۔ کسم پور کا حال۔ اوہ یہ بڑی لمبی کہانی ہے۔ جو پوچھئے وہ بتاؤں۔

راکھشس۔ جب چندرگپت کا شہر میں داخلہ ہوا تو میرے بھیجے ہوئے ان جاسوسوں نے کیا کیا جن کو زہر دینے کا کام سپرد کیا گیا تھا؟

وِرادھ۔ سنئے مہاراج سب کچھ سنئے۔ چندرگپت اور پربتیشور کی فوجوں نے جس میں شکوں۔ یونوں۔ کراتوں، کامبوجیوں، ایرانیوں اور بلخیوں کی فوجیں شامل تھیں۔ کسم پور کا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ سمندر میں ایک طوفانِ عظیم آگیا ہے۔ اور قیامت ڈھائے دے رہا ہے۔

راکھشس (غصہ سے تلوار کھینچ کر) کیا کسم پور کا محاصرہ اور میرے جیتے جی!

پردیرک، پردیرک، تم دیکھتے کیا ہو۔ سنو میرا حکم۔

میرے جانبازوں کو بھیجو شہر کے چاروں طرف

ناوک اندازوں کو بھیجو شہر کے چاروں طرف

سر کٹانے کے لئے آ جائیں سب ساتھی مرے
دشمنوں کے ہاتھوں کی موت ہیں ہاتھی مرے
اُن کو ہرنا کے پرے جا کے کھڑا کر دو ابھی
دیر کی حاجت نہیں، محشر بپا کر دو ابھی
دشمنوں کی خاک ہستی ہے ہمارے سامنے
ان کا اک اک فرد پدّی ہے ہمارے سامنے
نام کی جن کو ہوس ہے، آئیں میرے ساتھ وہ
بڑھ کے میدان میں دکھائیں کچھ تو اپنے ہاتھ وہ
دھن کے پکّے موت سے کبھی خوف جو کھاتے نہ ہوں
دیکھ کر جو جنگ کا میدان گھبراتے نہ ہوں
چل کے مرے ساتھ یلہ دشمنوں پر بول دیں
حوصلے دل کے نکالیں، باب ہمت کھول دیں (منور لکھنوی)

دُرادھر - سرکار اتنی عجلت ایسا نہ کیجیے گا۔ بڑے تدبر سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ بغیر سوچے سمجھے ایک قدم بھی اٹھانا مناسب نہیں۔ سب سے پہلے میری بات سن لیجیے۔ میں تو گزری ہوئی باتوں کا ذکر کر رہا ہوں۔

راکھشس - یہ گذری ہوئی باتیں ہیں۔ میں تو سمجھتا تھا کہ یہ تازہ واردات ہے۔

(ہاتھ سے تلوار پھینک کر اور آب دیدہ ہو کر)

آپ نے مرے ساتھ جو سلوک کئے ہیں اُن سے سبکدوش ہونا میرے لئے محال ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ میں انھیں ہمیشہ

یاد رکھوں گا۔ ہائے افسوس ہے

جب کہیں اُمڈی کبھی کالی گھٹاؤں کی طرح
دشمنوں کے ہاتھیوں کی فوج شد و مد کے ساتھ
حکم ہوتا تھا مقابل اس کے جائے راکھشس
اور رد کے وار ان کا ہمت بے حد کے ساتھ

بحرِ بے پایاں کی شور انگیز موجوں کی طرح
جب بھی لپکیں دشمنوں کے شہ سواروں کی صفیں
حکم ہوتا تھا ڈھکیلے ان کو پیچھے راکھشس
حوصلہ اپنا دکھائے عرصۂ پیکار میں

حکم ہوتا تھا کرے ان کا صفایا راکھشس
جب کبھی دشمن کی پیدل فوج کا ہوتا تھا وار
سینکڑوں شکلوں میں آتا تھا نظر وہ آپ کو
راکھشس سے آپ کی ان وہ محنت بے کنار

(منوّر لکھنوی)

(یہ اشعار پڑھ کر پھر بولا)

پھر اس کے آگے

ادھر ادھر کسم پور جب بہت دنوں تک دشمنوں سے گھرا رہا تو وہاں کے باشندے گھبرا اٹھے، ان کی گھبراہٹ سے پریشان ہو کر مہاراج سرداراتھ سدھ نے تو رعایا کی بہتری

کے خیال سے سرنگ کے راستے تپوبن کی راہ لی۔ اب ملک کے چلے جانے سے ہمارے آپ کے سب آدمی عضو معطل ہو کر رہ گئے ہیں۔ دشمنوں نے شہر بھر میں اپنی فتح کی منادی کرادی باشندوں میں چندر گپت کی اس جیت کے اثرات کا اندازہ کرکے خود آپ نے بھی نند کے اختیارات بحال کرنے کے خیال سے سرنگ میں چھپ چھپا کر راہ فرار اختیار کی، آپ نے جس وش کنیا کو چندر گپت کی جان لینے کے لئے بھیجا تھا۔ اس کے ہاتھوں چندر گپت کے بجائے پروتک کا خاتمہ ہو گیا۔

راکھشس۔ اوہو نوبت یہاں تک پہونچ گئی؟ ع

کر لیا پتھر کلیجہ اس لئے ‌ ‌ ‌ ‌ میں نے وش کنیا کو بھیجا اس لئے

چندر گپت اس کے ذریعہ ہو ہلاک ‌ ‌ ‌ ‌ اس کا قصہ اس طرح ہو جائے پاک

لیکن اس تدبیر میں فرق آ گیا ‌ ‌ ‌ ‌ پربتیشور جان سے مارا گیا

خود ہی بس چاہتا تھا دشنوگپت[1] ‌ ‌ ‌ ‌ دشمن اس کی جان کا تھا دشنوگپت

یاد ہے راجا کرن[2] کا واقعہ ‌ ‌ ‌ ‌ یہ تو ہے بالکل ہی ایسا واقعہ

جان لیوا اس کی شکتی تھی اموگھ[3] ‌ ‌ ‌ ‌ جان لے کر نہ ٹلتی تھی اموگھ

تھی وہ ارجن[4] کی ہلاکت کیلئے ‌ ‌ ‌ ‌ لیکن اپنی گردش تقدیر سے

ہو گیا بیکس گھٹوت[5] اس کا شکار ‌ ‌ ‌ ‌ جب کیا ارجن نے اس شکتی سے وار

کرشن کی نظروں میں سوا تھا گھٹوت ‌ ‌ ‌ ‌ خار بن بن کر کھٹکتا تھا گھٹوت

کامراں یہ ضرب کاری ہو گئی ‌ ‌ ‌ ‌ کرشن کی مقصد براری ہو گئی

---

[1] دشنوگپت یعنی چانکیہ۔ [2] راجا کرن کنتی کا بیٹا؛ مہابھارت کا ہیرو جو پانڈوں کے خلاف لڑا تھا [3] آتشیں ہتھیار [4] ارجن مہابھارت کا ہیرو [5] گھٹوت سے مراد ہے گھٹوت کچ بھیم سین کا فرزند۔

ورادھو - جی مہاراج۔ یہ تو وقت وقت کی بات ہے۔ چاہتے تھے کچھ ہو گیا کچھ۔ اس میں کہیں ہماری آپ کی دال گل سکتی تھی۔ سب تقدیر کا کھیل ہے۔

راکھشس۔ اچھا تو اس کے بعد کا حال بیان کرو۔

ورادھگپت۔ اسکے بعد جب کمار ملے کیتو کو اپنے پتا کے مارے جانے کا حال معلوم ہوا تو وہ خوف زدہ ہو کر شہر سے نکل بھاگے، اور انھوں نے پربتیشور کے بھائی بیرودھک کو اپنے اعتماد میں لے لیا اس پہ چانکیہ نے شہر میں چندر گپت کے داخلے کا اعلان کرا دیا اور شہر کے تمام بڑھیوں اور لوہاروں کو بلا کر ہدایت کر دی کہ مہاراج چندر گپت کے نند بھون میں داخلے کی ساعت جوتشیوں نے آج ہی مقرر کی ہے، بارہ بجے رات کو اسی لئے آج ہی جا کر شاہی محل کی آرائش کریں۔ آغاز پہلے پھاٹک سے ہو۔ یہ سنکر لوہاروں اور بڑھیوں نے کہا کہ مہاراج چندر گپت کے جلوس کی خوش خبری سن کر دارو درمن نے پہلے ہی سے پھاٹک سونے کے پتروں سے جڑوا دیا ہے۔ باقی پھاٹکوں کی سجاوٹ ابھی باقی ہے۔ یہ سن کر چانکیہ نے دارو درمن کی عقل و دانش کو بہت سراہا اور کہا کہ اس کو اس کی خدمت کے صلے میں جلد ہی انعام دیا جائے گا۔

راکھشس (حیرت سے)۔ کیا کہا؟ چانکیہ اور کسی بات سے خوش ہو یہ کالی ہے۔ مگر یاد رکھو دارو درمن کی کوشش کا نتیجہ الٹا نکلے گا۔ اس نے تو راج بھگتی کے جوش میں اپنی حماقت سے

اس کے حکم بغیر ہی یہ سب آرائش کر ڈالی لیکن پلّے کچھ نہیں پڑے گا اس سے تو چانکیہ کے دل میں قسم قسم کے وسوسے اور شکوک پیدا ہو گئے ہوں گے۔ ضرور ایسا ہی ہوا ہو گا۔ خیر آگے چلو۔

ورادھ گپت۔ پھر اس کمینے وزیر نے سب کو بلا کر کہا کہ دیکھو جلوس کی تقریب آج ہی رات کو ہو گی اور اسی وقت چندر گپت اور پربتیشور کے بھائی بیرودھک[1] کو راج سنگھاسن پر بٹھا کر راج دونوں میں برابر برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔

راکھشس۔ کیا کہا۔ کیا پہلے صلح نامے کے مطابق پربتیشور کے بھائی بیرودھک کو آدھا راج دے دیا۔

ورادھ۔ جی کیا تو ایسا ہی گیا۔

راکھشس (خود بخود) واقعی یہ برہمن بڑا شریر ہے۔ اچھا تو پربتیشور کے خون کا داغ دھونے کے لئے اس نے یہ کارروائی کی ہے۔ میں سمجھ گیا، پھر اس کے بعد؟

ورادھ۔ یہ تو اس نے پہلے ہی اعلان کر دیا تھا کہ آج رات کو مہاراج چندر گپت کسم پور میں داخل ہوں گے اس کے بعد اس نے بیرودھک کا راج تلک کر دیا۔ اس کو نہایت قیمتی موتیوں کا کوتچ پہنایا اور طرح طرح کے ہیرے جواہرات

---

[1] یہ کونڈ دھر واور بھارتیندو ہرشچندر کے نسخوں میں اس کا نام بیرودھک لکھا ہے لیکن پروفیسر ستیہ برت کے ترجمہ میں بیرو جیک لکھا ہے۔

سے جڑا ہوا مکٹ اس کے سر پر رکھا، گلے میں خوشبو دار پھولوں کی مالائیں پہنائیں۔ اس وقت ہیرودھک کی شان و شوکت قابل دید تھی۔ بالکل پہچان ہی نہ پڑتا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ سطوت و جبروت کا پتلا کوئی زبردست حکمراں ہے۔

پھر اس نامعقول چانکیہ کے حکم سے لوگوں نے اس کو چندرگپت کی اس ہتھنی پر چڑھایا جس کا نام چندر لیکھا تھا۔ اور اسے ان راجاؤں کے ساتھ جو چندرگپت کی اردلی میں چلتے تھے، نند کے مندر میں داخل کر دیا۔ جیسے ہی ہیرودھک نند کے محل میں داخل ہونے لگا آپ کا خفیہ جاسوس دارو رمن اس کو چندرگپت سمجھ بیٹھا۔ اور اس نے کل گھما کر طلائی محراب گرا دینا چاہا۔ اس وقت چندرگپت کی خدمت میں حاضر رہنے والے راجے اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار محل کے باہر کھڑے تھے عین اسی وقت بربرک نے جو چندر لیکھا ہتھنی کا مہاوت تھا اور آپکا خفیہ جاسوس بھی، طلائی زنجیر میں لٹکتا ہوا طلائی ڈنڈا ہاتھ میں لے کر وہ چھرا نکالنا چاہا جو اس ڈنڈے کے اندر چھپا ہوا تھا۔

راکھشس: (دل ہی دل میں) دونوں نے بے تکے پن سے کام لیا۔ ان کی یہ حرکت سراسر غلط تھی۔

ورادھ: ہتھنی ڈری۔ کہ کہیں چوٹ اس کے پچھلے حصہ پر نہ پڑ جائے اس لئے وہ جلد جلد تیزی سے بھاگنے لگی۔ اب اس نے اپنا رخ بدل دیا۔ دارو رمن نے طلائی محراب ہتھنی کی معمولی چال کے اندازے سے گرائی تھی، مگر ہتھنی تیزی سے آگے نکل گئی اور وہ طلائی محراب

چندرگپت تو کیا۔ بیرودھک پر بھی نہ گر کر بربرک پر جا پڑی۔ جس کے ہاتھ چھیرا نکالنے اور اس کو کھینچ کر چلانے ہی میں بوجھل ہو چکے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بیرودھک جو ہتھنی پر سوار تھا ہلاک ہو گیا۔

راکھشس۔ کتنے دکھ کی بات ہے۔ دونوں میں سے کوئی بات نہ بنی۔ چندرگپت کا تو ایک بال بھی بیکا نہ ہو سکا۔ اور بیرودھک اور بربرک دونوں معصوموں کو جان سے ہاتھ دھونے پڑے (خود بخود) ارے یہ دونوں بیچارے نہیں مارے گئے، دراصل ہمارا خاتمہ ہو گیا۔ ان کی موت ہم سب کی موت ہے (پھر رُخ بدل کر) اور اس دارودرمن پر کیا بیتی؟

درادھ۔ اس کو بھی چندرگپت کی پیدل فوج نے جو بیرودھک کے ہمراہ چل رہی تھی۔ موت کے گھاٹ اتار دیا۔

راکھشس (آب دیدہ ہو کر) ہے، ہے، ہے، ہے۔ ہمارا عزیز دارودرمن بھی ہم سے جدا ہو گیا، اچھا یہ بھی بتاؤ کہ اس وید ابھے دت کا کیا رہا، اس نے وہاں رہ کر کیا کارگذاری دکھائی؟

درادھ۔ سرکار، تمام باتوں کا سہرا اسی کے سر ہے ساری باتیں اسی کے ہاتھوں پوری ہوئیں۔

راکھشس (خوش ہو کر) تو کیا چندرگپت ہلاک کر دیا گیا؟

وِرادھ۔ ہلاک تو ہو جاتا مگر پرماتما نے بچا لیا۔

راکھشس۔ پھر یہ کیا کہا کہ ساری باتیں اس کے ہاتھوں سے پوری

ہوئیں۔

وِرادھ۔ ابھے دت نے چندر گپت کی جان لینے کے لئے زہریلی دوا تیار کی۔ لیکن اتفاق سے چانکیہ کی نظر اس پر پڑ گئی۔ اس نے فوراً دوا کو ایک سونے کے برتن میں رکھ دیا۔ برتن میں رکھتے ہی اس کا رنگ بدل گیا، اس سے چندر گپت کو یقین ہو گیا کہ واقعی اس دوا میں زہر ملایا گیا ہے اسی لئے چانکیہ نے یہ فہمائش کر دی کہ خبردار دوا میں کوئی ہاتھ بھی نہ لگائے۔

راکھشس۔ ارے یہ چانکیہ ہی تو ساری شطنیت کی جڑ ہے پھر اس وید پر کیا گذری۔؟

وِرادھ۔ جو دوا چندر گپت کو ہلاک کرنے کے لئے بنائی گئی تھی وہ خود وید کے حلق میں اتار دی گئی اور اس طرح اس غریب کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

راکھشس۔ اُف۔ اُف اتنے باکمال شخص کا یہ انجام۔ بڑا لائق وید تھا مگر وِرادھ ذرا یہ تو بتاؤ کہ اس خوابگاہ کے اہلکار پرمودک نے کیا کارگزاری دکھائی۔

وِرادھ۔ اس نے سب معاملہ چوپٹ کر کے رکھ دیا۔ خودکشی کر لی۔

راکھشس۔ (گھبرا کر) کیوں اس کا مطلب؟

وِرادھ۔ اس جاہل کو جو کچھ رقم خرچ کرنے کے لئے آپ کے یہاں سے ملتی تھی اس سے اس نے اپنا بہت ٹھاٹھ بنایا۔ چانکیہ نے دیکھا تو وہ اس کی طرف سے ہوشیار ہو گیا۔

اس نے پرمودک سے باز پرس کی پرمودک اس کے سوالوں کا جواب ٹھیک نہ دے سکا۔ انٹ سنٹ باتیں کرتا رہا۔ تو چانکیہ کو اس پر شبہ گزرنے لگا اور اس نے حکمت عملی سے کام لے کر پرمودک کا بھی خاتمہ کرا دیا۔

راکھشس۔ گویا ہر موقع پر پانسہ ہمارے ہی خلاف پڑا۔ چندرگپت کے قتل کے لئے دی بھتک وغیرہ جو اور آدمی چھپا دئیے گئے تھے ان کی قسمت نے کیا رنگ دکھایا۔

ورادھ۔ بس سرکار۔ کچھ پوچھئے نہیں، ان پر بہت بُری گزری۔

راکھشس (بے چینی کے ساتھ) کیوں، کیوں کیا چانکیہ کو ان کی بھی خبر لگ گئی۔؟

ورادھ۔ جی ہاں۔

راکھشس۔ وہ کیسے؟

ورادھ۔ یہ بھی سن لیجئے۔ چندرگپت کے اس خواب گاہ میں سونے کے لئے جانے سے پہلے ہی چانکیہ وہاں جا پہونچا، اس نے خواب گاہ کے گوشہ گوشہ کا معائنہ کیا، کونا کونا اچھی طرح دیکھا بھالا۔ اسی دیکھ بھال میں اس کو دیوار میں ایک جگہ ایک سوراخ نظر آیا۔ جس میں چیونٹیاں چاول منھ میں لئے ہوئے باہر نکل رہی تھیں یہ دیکھتے ہی اس کو یقین ہو گیا کہ ہو نہ ہو اس جگہ کچھ آدمی ضرور پوشیدہ ہیں۔ اس نے فوراً اس گھر میں آگ لگوا دی۔ آن کی آن میں شعلے چاروں طرف پھیل گئے، اور سب جگہ دھواں

ہی دھواں چھا گیا۔ اس دھوئیں سے گھر کر دی بھتبک اور دوسرے لوگ سرنگ کے اندر جل کر راکھ ہو گئے۔ باہر نکل ہی نہیں سکے۔

راکھشس (کچھ سوچکر) دوست دیکھا۔ چندر گپت کا اقبال، کتنی تدبیریں اس کو ہلاک کرنے کے لئے کی گئیں مگر سب کی سب بیکار ثابت ہوئیں اور چندر گپت صحیح و سلامت ابھی تک زندہ ہے ؎

"الٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا"

وِرادھ گپت۔ آخر یہ سب کیا ہو گیا۔ کچھ تو بتاؤ ؎

ساتھ دیتی ہی نہیں تقدیر اب
کوئی بنتی ہی نہیں تدبیر اب

ہم نے وش کنیا کو بھیجا اس لئے
کر لیا پتھر کلیجہ اس لئے

زہر سے محروم جاں ہو چندر گپت
صید مرگِ ناگہاں ہو چندر گپت

پروتک پر اس سے یہ آفت آ گئی
موت یہ الٹی قیامت ڈھا گئی

تھا وہ دعویدار آدھے راج کا
حق تھا حاصل اس کو تخت و تاج کا

قتلِ دشمن کے لئے بھیجا جسے
پڑ گئے لالے اسی کے جان کے

لپس گئی اس سے کنارِ مرگ آہ
ہو گیا وہ بھی شکارِ مرگ آہ

دشمنوں نے کر دیا سب کو ہلاک
ہو گیا قصہ ہی بیچاروں کا پاک

جو قدم اٹھتا ہے اٹھتا ہے غلط
ذہن کا ایک ایک نقشہ ہے غلط

کام میرا کوئی بھی بنتا نہیں
کچھ بھی دشمن پہ اثر اسکا نہیں

رنج ناکامی میں ہوں میں مبتلا
ساتھ دیتا ہے مقدر موریہ کا

دراده۔ مگر سرکار مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہمیں اپنی کوشش
جاری ہی رکھنا چاہیے۔ آپ نے جس کام کا بیڑا اٹھایا ہے اسے
پورا کرکے چھوڑئیے۔ کیونکہ ؎

وہ نہیں دانا، انھیں نادان کہنا چاہیئے
ان کو ادنیٰ قسم کا انسان کہنا چاہیئے
جادۂ دشوار سے بالکل گزرتے ہی نہیں
مشکلوں سے ڈر کے جو کچھ کام کرتے ہی نہیں

درمیانی قسم میں ہوتے ہیں وہ انساں شمار
جو اٹھاتے ہیں قدم پہلے پہلے تکمیل کار
مشکلوں سے جب مگر اوسان ہوتے ہیں خطا
ڈھونڈھنے لگتے ہیں گھبرا کر کہیں راہ فرار

اور اعلیٰ قسم کے انساں جو کرتے ہیں کام
مشکلوں میں بھی نہیں لیتے وہ گھبرانے کا نام
چھوڑتے ہیں اس کو پورا کرکے ہر عنوان سے
فرض کی تکمیل کرتے ہیں نہایت شان سے

اور اس کے علاوہ ؎

قاعدہ ہے یہ ہمیشہ سے بڑے لوگوں کا
نہیں ہٹتے کبھی میدان عمل سے پیچھے

جب کسی کام کا بھی عہد یہ کر لیتے ہیں
چھوڑتے ہیں اسے ہر حال میں پورا کر کے

شیش جی پر ہے گراں بوجھ زمیں کا ہر چند
پھر بھی اس بوجھ کو تھامے ہی رہا کرتے ہیں
اور گردش میں ہمیشہ سے ہیں سورج بھگوان
ان کے دل پہ جو گزرتی ہے سہا کرتے ہیں

عہد کے ترک سے بے حد انھیں شرم آتی ہے
لوگ دنیا میں بڑے لوگ جنھیں کہتے ہیں
موڑتے ہی نہیں تکمیل مقاصد سے وہ منھ
اپنے ہر عزم مصمم پہ ڈٹے رہتے ہیں

راکھشس تم تو خود ہی جانتے ہو کہ میں جس کام کا بیڑا اٹھا لیتا ہوں پھر اسے پورا کر کے چھوڑتا ہوں۔ اچھا آگے چلو۔

وِراَدھ۔ سرکار ان واقعات کے بعد سے چانکیہ بہت زیادہ ہوشیار رہنے لگا ہے۔ اس کی کوشش یہی ہے کہ چندر گپت پر کسی صورت سے بھی کبھی آنچ نہ آنے پائے، اس کا ایک بال بھی بیکا نہ ہو۔ ہر وقت یہی فکر رہتی ہے اور وہ ہر اس شخص کو جس پر اس کو دشمن کے بھیدی ہونے کا شک ہوتا ہے۔ گرفتار کر لیتا ہے۔ نند کے حمائیتوں اور مصلاح کاروں کو تو وہ چھوڑتا ہی نہیں۔

راکھشس (جوش میں آکر) کیا اس نے اور بھی کسی کو پکڑ رکھا ہے
مجھے بتاؤ کہ کون کون اس کے پنجے میں گرفتار ہے۔

ورادھ۔ جی سرکار۔ سب سے پہلے تو اس کے ہاتھوں سے جیوسدھی کھشنک کی تذلیل ہوئی، اسے شہر بدر کر دیا گیا ہے۔

راکھشس (دل ہی دل میں) خیر یہاں تک تو کوئی مضائقہ نہیں جیوسدھی جوگی ہے۔ اس کو آل اولاد کے جھنجھٹ سے کچھ واسطہ ہی نہیں، اگر وہ بے گھر ہو گیا تو کوئی خاص اثر نہیں پڑنے کا۔ (پھر ورادھ سے مخاطب ہو کر) اور اس پر الزام کیا لگایا گیا ہے؟

ورادھ۔ بس یہی کہ اس کمینے نے راکھشس کی بھیجی ہوئی دِش کنیا سے پربتیشور کو ہلاک کرا دیا ہے۔

راکھشس ؎

اف رے یہ چالاکیاں کوٹلیہ کی — اف رے یہ سفاکیاں کوٹلیہ کی
قتل کے الزام سے خود بچ گیا — لعنت و دشنام سے خود بچ گیا
جو تھا دعوے دار آدھے راج کا — مستحق تھا نصف تخت و تاج کا
موت نے دور اس کا سایہ کر دیا — کر دیا اس کا صفایا کر دیا
اور مجھ کو متہم ٹھہرا دیا — بانی ظلم و ستم ٹھہرا دیا
اف رے یہ عیاریاں کج ادائیاں — کون ہوگا اس سے بڑھ کر کائیاں
مدعا سب قتل و غارت کا ہے ایک — بیج گو اس کی شرارت کا ہے ایک
پھل مگر ہوتے ہیں پیدا بے شمار — اس کی نیتی[1] ہے کہ بحر بے کنار

---

[1] نیتی یعنی مصلحت عملی۔

خیر آگے بتاؤ کیا ہوا۔

درادھ۔ پھر کیا ہوتا۔ شکٹ داس کو پھانسی دے دی گئی۔ پاٹلی پتر بھر میں یہ مشہور کر دیا گیا کہ چندر گپت کی جان لینے کے لئے دارو درمن کے ساتھ سانٹھ گانٹھ اسی نے کی تھی۔

راکھشس۔ آہ میرے دوست شکٹ داس، تمہارا بھی اسطرح خاتمہ ہونا تھا، لیکن نہیں تم نے اپنے آقا کے لئے اپنی جان دی۔ تم کسی طرح سے بھی ملامت کے قابل نہیں۔ زدنی ہے ہم پر جو نندوں کی تباہی کے بعد بھی جیئے جا رہے ہیں۔

درادھ۔ سرکار ایسی باتیں نہ کہیئے۔ آپ تو سب کام مہاراج کے لئے کر رہے ہیں۔

راکھشس۔ دوست درادھ۔

ہم سا کوئی احسان فراموش نہ ہوگا

احسان فراموش زبوں کوش نہ ہوگا

ساتھ اپنے مربیؔ کا یہ کیوں دے نہ سکے ہم

رخصت ہوئے وہ راہ عدم لے نہ سکے ہم

معیوب ہے معیوب یہ جینے کا قرینا

کیا جی کے کریں، ہے کوئی جینا بھی یہ جینا

سچ مچ ہے عجب چیز یہ جینے کی طلب بھی

جیتے ہیں انھیں کے لئے جیتے ہیں جو اب بھی

درادھ۔ نہیں سرکار ایسا نہ کہیئے، آپ اور احسان فراموش؟

احسان فراموشی تو وہ لوگ ہیں جو مہاراج نند کے احسانوں سے سبکدوش ہوئے بغیر مرنا یا جینا چاہتے ہیں۔

راکھشس (غمگین لہجے میں) ورادھ گپت کو اس بات کا اندازہ نہیں ہو سکتا کہ میرے دل پر کیا گزر رہی ہے، اچھا تم داستان سنائے جاؤ میں سنے جاؤں۔ نہ جانے اور کتنے دوستوں کی ہلاکت کا حال سننے کے لئے میں زندہ ہوں۔

ورادھ۔ چندن داس کو یہ سب حال معلوم ہوا تو اس نے بڑی مشکل سے آپ کے خاندان والوں کی جان بچائی۔ انھیں ایک اور جگہ چھپا دیا۔

راکھشس۔ چندن داس نے یہ ٹھیک نہیں کیا۔ ایسا کر کے تو اس نے چانکیہ سے دشمنی مول لے لی۔

ورادھ۔ دوست کے ساتھ دوستی نہ نباہنا تو اور بھی برا ہوتا ہے

راکھشس۔ پھر کیا ہوا؟

ورادھ۔ چانکیہ نے چندن داس پر بہت ڈورے ڈالے کہ کسی طرح سے آپ کے خاندان والوں کو اس کے حوالے کر دے مگر چندن داس نے ایک نہ سُنی، اس پر چانکیہ اتنا غضبناک ہوا کہ اس نے......

راکھشس۔ کیا۔ کیا۔ چندن داس کو لقمۂ اجل بنا دیا۔

ورادھ۔ نہیں۔ لقمۂ اجل تو نہیں بنایا مگر جیتے جی مردہ بنا دیا ہے، اس کا سارا مال و متاع چھین لیا۔ اور اس کے پاؤں میں بیڑیاں ڈالکر گھر بار سمیت اس کو قید خانے میں بند کر دیا

گیا ہے۔

راکھشس۔ تم اس بات سے خوش کیوں ہو کہ اس نے میرے گھر والوں کو کسی علیٰحدہ جگہ چھپا دیا۔ یہ کیوں نہیں کہتے کہ اب تو خود راکھشس ہی گرفتار کر لیا گیا ہے۔

(پریم ودک آتا ہے اور کہتا ہے)

پریم ودک۔ جے ہو سرکار کی۔ مہاراج باہر شکٹ داس آئے ہیں آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔

راکھشس (تعجب سے) شکٹ داس۔ کیا سچ مچ۔؟

پریم ودک۔ آپ کے خادموں نے کبھی جھوٹ بھی بولا ہے۔ کبھی کوئی غلط بات زبان پر لائے ہیں

راکھشس (ورادھ گپت سے مخاطب ہو کر) دوست یہ کیا معاملہ ہے؟

ورادھ۔ سرکار۔ "دشمن اگر قوی ہست نگہباں قوی تر است" جسکو ودھاتا[1] بچانا چاہے اس کو کون مار سکتا ہے۔

راکھشس۔ اگر واقعی شکٹ داس زندہ ہیں تو ان کو فوراً اندر کیوں نہیں لے آئے۔ دیر کیوں کی۔" جاؤ جاؤ انھیں فوراً لاؤ اور مجھے ڈھارس دو۔

(سدھارتھک کے ساتھ شکٹ داس آتا ہے اور کہتا ہے۔)

---

[1] ودھاتا یعنی خالق۔ خدا۔

شکٹ داس ؎

بجا ہیں بجا ہیں بجا ہوش میرے
جب اس وقت بھی میں نے کھوئے نہ اوسان
ہوں بیکار اب کیوں ہوا ہوش میرے
مہیا تھے جب میری پھانسی کے سامان

میرے سامنے جب مصیبت کھڑی تھی
زمیں کے کلیجے میں جو چھید رہی تھی
میری جان لینے کو سولی گڑی تھی
نگاہوں میں جیسے کھٹک موریہ کی تھی

جو دشمن کی دولت کے سانچے میں ڈھل کر
مری جان بے بات ہی لے رہی تھی
جو عظمت کے ثروت کے سانچے میں ڈھل کر
پیام اجل دم بدم دے رہی تھی

وہ زنجیر میرے گلے میں پڑی تھی
خطا جب نہ ہو پائے اوسان میرے
مرے دل میں جس سے اذیت بڑی تھی
جب اس شور سے بھر گئے کان میرے

جو ڈنکوں کی چوٹوں سے پیہم بپا تھا
ہوں پھر کس لئے میرے اوسان رخصت
مجھے اپنی پھانسی سے جب سامنا تھا
ہے دل اب مرا خوگر صد اذیت

وہ چوٹوں پہ چوٹیں پڑی ہیں جگر پر
بلاؤں نے ڈالا ہے ڈیرا وہ سر پر

بہت اپنے جینے سے بیزار ہم ہیں
ہر اک چوٹ سہنے کو تیار ہم ہیں

(پھر راکھشس کی طرف ڈرامائی انداز سے دیکھ کر
اور خوش ہو کر کہتا ہے۔)

یہ وہ راکھشس ہیں یہ ہیں وہ وزیر
نہیں راج بھگتی میں جن کا نظیر
ہوا خاتمہ گو ہمارے راج کا
ٹھکانا نہیں تخت کا تاج کا
سفینہ ہوا نند کا گرچہ غرق

مگر ان کی ہنگیتی میں آیا نہ فرق
وفادار ایسا بروے زمیں
کوئی بھی نہیں ہے کہیں بھی نہیں

(پھر راکھشس کے پاس جاکر)

آپ کی جے ہو،

راکھشس (شکٹ داس کی طرف خندہ پیشانی کے ساتھ دیکھ کر)
آؤ دوست، شکٹ داس۔ تم تو کوٹلیہ کے پنجے میں گرفتار ہو گئے تھے مگر خوش قسمتی سے میں تم کو آج اپنے سامنے موجود دیکھ رہا ہوں۔ آؤ گلے تو مل لیں۔

(شکٹ داس بغل گیر ہوتا ہے)

راکھشس۔ آؤ یہاں بیٹھو

شکٹ داس۔ بہت اچھا (بیٹھ جاتا ہے)

راکھشس۔ مجھے یہ خوشی کا موقع کس کی بدولت نصیب ہوا؟

شکٹ داس (سدھارتھک کی طرف دیکھ کر) یہ ہیں میری جان کے محافظ سدھارتھک انھیں کی بدولت آج مجھے آپ کے سامنے دوبارہ حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ انھوں نے جلادوں کو ڈرا دھمکا کر میری جان بچالی۔ مجھے قتل گاہ سے ہٹا لے گئے۔ اور جلادوں کو بھگا دیا۔

راکھشس، واہ سدھارتھک واہ۔ تم نے تو کمال ہی کر دیا۔ اچھا لو یہ انعام۔ حالانکہ یہ انعام میری خوشی کی صحیح علامت نہیں ہے پھر بھی جو کچھ دے رہا ہوں اسے قبول کر دو۔

(سدھارتھک، راکھشس کا دیا ہوا انعام لے کر اس کی قدمبوسی کرتا ہے اور خود بخود کہتا ہے)۔

"آریہ چانکیہ کی بھی تو یہی ہدایت تھی۔ ہیں اسی ہدایت پر عمل کروں گا:"

(پھر راکھشس سے مخاطب ہو کر کہتا ہے)

میں اس جگہ پہلے پہل آیا ہوں، اسی لئے مجھے کوئی پہچانتا نہیں؛ یہاں میرا کوئی واقف نہیں، سمجھ میں نہیں آتا کہ میں آپ کے اس عطئے کو کس کے پاس بطور امانت رکھوا دوں اور پھر اطمینان کے ساتھ سانس لوں۔ میری خواہش ہے کہ اسے میں صندوقچی میں بند کر کے آپ کے خزانے میں رکھا دوں اس پر آپ کی انگوٹھی کی چھاپ لگا دی جائے تو مناسب ہے جب ضرورت ہوگی۔ اپنی امانت واپس لے لوں گا۔

راکھشس۔ کیا کہا؟ خیر۔ جو تمہاری مرضی، میرا اس میں کیا حرج ہے

شکٹ داس۔ جیسا حکم ہو سرکار (انگوٹھی دیکھ کر کہتا ہے) اس انگوٹھی پر تو آپ کا نام کھدا ہوا ہے۔

(راکھشس انگوٹھی دیکھکر رنجیدہ ہوتا ہے اور کہتا ہے)

'اوہ یہ انگوٹھی اس کے ہاتھ کیسے لگی۔ اس انگوٹھی کو تو پاٹلی پتر سے چلتے وقت میری گھر والی نے اپنے پاس نشانی کے طور پر رکھنے کے لئے میری انگلی سے اتار لیا تھا

(سدھارتھک سے مخاطب ہو کر)

سدھارتھک ۔ یہ انگوٹھی تم کو کیونکر ملی؟

سدھارتھک ۔ کسم پور میں چندن داس نام کا ایک جوہری ہے اس کے دروازے پر پڑی ہوئی تھی ۔ میں نے اٹھالی ۔

راکھشس ۔ پھر تو ٹھیک ہے ۔

سدھارتھک ۔ ٹھیک کیا ہے سرکار؟

راکھشس ۔ بس یہی کہ ایسے مال داروں کے سوا ایسی چیز اور کہاں پڑی مل سکتی ہے ۔

شکٹ داس ۔ دوست ، یہ راکھشس منتری کے نام کی انگوٹھی ہے تم اسے منتری جی کو نذر کردو تو اس کے عوض میں تم کو بہت انعام و اکرام ملے گا ۔ تمہاری طبیعت نہال ہو جائے گی ۔

سدھارتھک ، سرکار ، میری یہ قسمت کہاں کہ امایتہ راکھشس اس انگوٹھی کو قبول فرمائیں ۔

(یہ کہہ کر سدھارتھک انگوٹھی پیش کرتا ہے)

راکھشس ، میرے دوست شکٹ داس ۔ اس انگوٹھی کو تمہیں اپنے پاس رکھو اور حسب ضرورت اسے کام میں لے آیا کرو ۔

شکٹ داس ۔ حکم سرکار

سدھارتھک ۔ مہاراج میں کچھ عرض کرسکتا ہوں ۔

راکھشس ۔ ہاں ، ہاں ضرور کہو ۔

سدھارتھک ، یہ تو آپ سمجھ ہی سکتے ہیں ۔ کہ اس مرد خدا چانکیہ کی برائی کرکے میں پاٹلی پتر کی سرزمین پر دوبارہ قدم

کیونکر رکھ سکتا ہوں، اسی لئے میری خواہش ہے کہ زندگی
کے باقی دن آپ کی خدمت میں رہ کر گزار دوں۔

راکھشس۔ کیا مضائقہ کیا مضائقہ، تم نے تو میرے دل کی بات
کہہ دی۔ میں بھی یہی چاہتا تھا۔ شوق سے تم یہیں رہو۔ ہمارے
ہی حلقہ خدمت میں داخل ہو جاؤ۔

سدھارتھک (دست بستہ) بڑی نوازش۔ بڑی عنایت

راکھشس (شکٹ داس سے) لے جاؤ ان کو اور ان کے نا شتے پانی
کا بند و بست کرو۔ ہر طرح کا آرام پہونچاؤ۔

شکٹ داس۔ جو حکم سرکار۔؟

(شکٹ داس سدھارتھک کو لے کر جاتا ہے)۔

راکھشس (ورادھ گپت سے)، میرے یار وہ کسم پور کا باقی حال
تو رہ ہی گیا۔ بتاؤ نا؟ وہاں کے باشندوں کو ہماری کارگزاریاں
پسند بھی ہیں یا نہیں وہ ان سے خوش ہیں یا ناخوش۔

ورادھ، آپ کی ہر بات انھیں پسند ہے اور یہ تو سب کو معلوم
ہے.....

راکھشس۔ کیا معلوم ہے؟

ورادھ۔ یہی کہ ملے کیتو کے جان بچا کر بھاگنے پر چندر گپت چانکیہ
سے ناراض ہو گیا ہے اور چانکیہ اپنی کامیابی پر مغرور ہو کر
چندر گپت کو نظر ہی میں نہیں لاتا۔ اس کے کسی حکم پر عمل
نہیں کرتا۔ یہ سب باتیں مجھے ذاتی طور پر معلوم ہیں۔

راکھشس (خوش ہو کر) ورادھ بھئی پھر اسی سپنیرے کے بھیس

میں کسم پور جاؤ اور وہاں میرے ایک شاعر دوست استن کلشی سے ملاقات کرو۔ اس سے میری طرف سے کہنا کہ جب کبھی چانکیہ کی طرف سے کوئی عدول حکمی ہو تو وہ اس کے خلاف ابھارنے کے لئے چندرگپت کو ایسے ایسے چھندے بنا کر سنایا کرے کہ چندرگپت چانکیہ سے بیزار ہو جائے استن کلش کو چاہیئے کہ اور جتنی باتیں بھی ہوں ان کی اطلاع کر بھک کے ذریعہ مجھے پہونچا دیا کرے۔

ورادھ گپت۔ جو حکم، (اتنا کہہ کر چلا جاتا ہے اور پریم دوک آتا ہے)۔

پریم دوک۔ جے ہو مہاراج کی۔ سرکار شنکٹ داس نے یہ تین زیور مجھے بھیجے ہیں۔ اور کہا ہے کہ یہ بکاؤ ہیں۔ ذرا آپ بھی ملاحظہ کرلیں۔

راکھشس (زیور دیکھ کر دل ہی دل میں) یہ زیور تو بہت قیمتی ہیں (پھر کہتا ہے) شنکٹ داس سے کہہ دو کہ مناسب قیمت طے کرکے ان زیوروں کو مول لے لیں۔

پریم دوک۔ بہت اچھا، سرکار (جاتا ہے)

راکھشس۔ اچھا تو میں بھی چلوں اور کربھک کو کسم پور بھیجوں (اپنی جگہ سے اٹھ کر) میں تو چاہتا ہوں کہ کسی طرح اس مردود چانکیہ اور چندرگپت کے درمیان اَن بن ہو جائے مجھے اس مقصد میں ضرور کامیابی ہوگی۔ سب کام نپٹتے ہوئے نظر آتے ہیں ٭

اک طرف ہے موریہ کا خورشید عظمت ضو فشاں
حکمرانوں پر بھی ہے اقبال اس کا حکمراں
پاؤں جمتا ہی نہیں زعم خودی میں فرش پر
اب دماغ اس کا رہا کرتا ہے بام عرش پر
اک طرف چانکیہ بھی ہے نشہ نخوت سے چور
صاف آتا ہے نظر اس بات پر اس کا غرور
موریہ کی یہ سلطنت یہ راج اس کی دین ہے
تخت ہے اس کا عطیہ تاج اس کی دین ہے
ہو گیا مقصد حکومت پا کے پورا ایک کا
دوسرے نے اپنی پرتگیا کا پالن کر لیا
اپنی اپنی کامیابی پہ ہے دونوں کو غرور
ایک میں خامی جو ہے تو دوسرے میں بھی فتور
ہے یہی موقع کہ ہو اس دوستی کا خاتمہ
پھوٹ اگر دونوں میں پڑ جائے تو پھر کہنا ہی کیا
(سب چلے جاتے ہیں)

دوسرا
ایکٹ
ختم۔

تیسرا ایکٹ

بناوٹی جھگڑا

کنچکی آتا ہے اور شعر پڑھتا ہے ؎

درد سر کا ہے سبب اے حرص تو
مطمئن ہو جا بس اب اے حرص تو
تو نے محسوسات پر ڈالی نگاہ
تیری حرف و شکل سے تھی رسم و راہ
تو نے آنکھوں سے بجھائی اپنی پیاس
تھے اشارے میں ترے دیگر حواس
کیفیت ہو کیوں یہ سیمابی تیری
دور کیا ہو خاک بے تابی تری
حاسّے جتنے بھی ہیں تیرے غلام
اُن سے ہو سکتا نہیں اب کوئی کام
دشمن جاں اب ہے پیری کا وبال
اب تری سیری ہے اک امر محال

(منور لکھنوی)

(ادھر اُدھر گھوم کر اور اوپر دیکھ کر

اے سگانگ محل میں کام کرنے والے لوگو سنو اور کان لگا کر سنو۔ مہاراج چندر گپت نے حکم دیا ہے کہ مدی تیوہار کے آنے سے پہلے اس محل کو فرش فروش سے سجا کر تیار کر دو اس کی اونچی اونچی اٹاریوں کو اس قدر خوبصورت بنا دو کہ مہاراج دیکھکر نہال ہو جائیں وہ شہر کسم پور کی رونق دیکھنا چاہتے ہیں اس کام میں دیر کی ضرورت نہیں۔

(سر جھکا کر کچھ سنتا ہے اور پھر کہتا ہے)

کیا کہا۔ کیا کہا۔ کیا چندر گپت کو یہ بات خود نہیں معلوم کہ اس مرتبہ کو مدی تیوہار نہیں منایا جا سکے گا (پھر بات کا رخ پلٹ کر) ارے ظالموں یہ فضول بکواس کس لئے۔ کیوں موت کو دعوت دے رہے ہو۔ کیا مرنا ہے۔ جلدی کرو نہ

تامل ہو نہ آرائش میں بالکل — تکلف ہو نہ زیبائش میں بالکل
سجاوٹ سی سجاوٹ ہو محل کی — بناوٹ سی بناوٹ ہو محل کی
ستونوں پر چڑھیں پھولوں کی بیلیں — پھر ان بیلوں پہ بھونرے خوب کھیلیں
بچھا ہو فرش پر پھولوں کا بستر — مہکتے ہوں یہ ہر سو عود و عنبر
ہو اگتہ جو ر چاروں طرف ہو — جو دیواریں ہوں آئینہ بکف ہوں
یہی معلوم ہو بادل میں ہے چاند — ہو جسکے سامنے خورشید بھی ماند
مزین ہو زمیں یہ تخت شاہی — ہو ایسی سطوت عالم پناہی
زمیں سے بوجھ اس کا اُٹھ نہ پائے — زمیں سے حوصلہ یہ چھوٹ جائے

پڑی ہو گائے کی مانند بے ہوش — سراسر بے سکت، مجبور، خاموش
عرق پھولوں کا پھر اس پر جو چھڑکیں — ہو بارش عطر کی۔ عنبر جو چھڑکیں
سنگھائیں اس کو ہم چندن کی خوشبو — زمیں کے فرش پر ہو جائے جادو

مقدر جاگ اٹھے تابندگی کا
دوبارہ سلسلہ ہو زندگی کا (منور لکھنوی)

(پھر اوپر سر اٹھاکر) کیا اب بھی کچھ کہنا سننا ہے، ہم سب لوگ اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں۔ چلو سب کام تیار ہو جائے وہ دیکھو مہاراجا چندرگپت تشریف لا رہے ہیں (۵)

جس سلطنت کا سر پہ بزرگوں کے بار تھا
جس سلطنت پہ ان کا کبھی اختیار تھا
ہمت کوئی بھی ان میں سے ہارا نہیں کبھی
شانوں سے اس جوئے کو اتارا نہیں کبھی
صد در جہ طمطراق سے عظمت نشاں رہے
برسوں جو تاجدار رہے حکمراں رہے
اب اس پہ چندرگپت جواں کا ہے اختیار
کچی ہے عمر پھر بھی اٹھانے ہے اس کا بار
ہر چند ہے یہ بار حکومت گراں بہت
پھر بھی ہے نوجوان میں تاب و تواں بہت
ہمت کا ہے دھنی تو قدم ڈگمگائے کیوں؟
گردن سے اپنی بوجھ یہ آخر ہٹائے کیوں؟

لے مراد ہے نند بنس کے راجاؤں سے

(اسٹیج کے پیچھے سے آواز آتی ہے۔)

ادھر مہاراج ادھر

(مہاراج چندر گپت اور پرتی ہاری کی آمد)

چندر گپت۔ (خود بخود) واقعی حکومت تو اسی کا نام ہے۔ جس میں سب کام اپنی مرضی کے مطابق ہو۔ جو راجا راج دھرم سے واقف ہو اس کے لئے اس طرح کسی دوسرے کے بھروسے پر راج کرنا ایک لعنت ہے، اس سے بڑی کوفت ہوتی ہے

حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر است
رفتن بہ پائے مردی ہمسایہ در بہشت

واقعی ؎

یہ کیا سطوت عالم پناہی	غلط ہے ہاں غلط یہ بادشاہی
رعایا کے لئے ہر وقت حیراں	فقط اس کی بھلائی کا ہو خواہاں
وہ کیا شاہنشہ روئے زمیں ہے	اگرچہ اختیار اس کا نہیں ہے
رعایا کی جو خوشنودی ہے لازم	اسی کی گرچہ بہبودی ہے لازم
یہی ہے فرض اگر اک حکمراں کا	رعایا کو ہو تم آسائش مہیا
پھر اس کی بے بسی میں شک ہی کیا ہے	وہ خود اپنی نظر سے گر چکا ہے
غلاموں کی حکومت توبہ توبہ	انھیں حاصل ہو راحت؟ توبہ توبہ

فراغت ادا ہو ان کو میسّر؟
مسرت اور ہو ان کا مقدر؟ (منور لکھنوی)

اور حکومت کے ہاتھ آجانے پر بھی کشتی پہ قابو پانا بہت

مشکل ہے۔ ؎

اگر ہو سخت انساں کی طبیعت
رہے گی لکھشمی کو اس سے نفرت
شرافت ہو اگر انساں کا شیوہ
ہو اس کو اپنے لٹ جانے کا خدشہ
جو ان پڑھ ہو کرے اس سے کنارا
نہ دے اس کی مصیبت میں سہارا
جو انساں علمیت سے ذی شرف ہو
نہ پھر مائل کبھی اس کی طرف ہو
حجاب آئے اسے مرد جری سے
نہ اٹھے آنکھ بھی شرمندگی سے
جو بزدل ہو کرے تحقیر اس کی
نہ بننے دے کبھی تقدیر اس کی
(منور لکھنوی)

حالانکہ گرو جی نے یہی ہدایت کی ہے کہ بنا کوئی جھگڑا بکھیڑا پیدا کرکے میں کچھ دنوں خود مختاری کے ساتھ راج کاج کروں دوسروں کے مشوروں کا محتاج نہ رہوں۔ میں نے ان کی یہ ہدایت قبول بھی کرلی تھی مگر مجھے یہ کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ یہ تو ایک بہت بڑا گناہ ہے، ایک پاپ ہے اور یوں تو گرو جی کے زیر ہدایت کام کرنے سے بھی ہماری آزادی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہماری خود مختاری برقرار ہی رہتی ہے ؎

شاگرد ٹھیک راہ پہ چلتا رہے اگر
ہر کام قاعدے سے نکلتا رہے اگر
کوئی بھی راستے میں اسے ٹوکتا نہیں
چلنے سے اس کو بھول کے بھی روکتا نہیں
لیکن اگر کبھی وہ بہک جائے راہ میں
کھٹکے روش جو اس کی ذرا بھی نگاہ میں

استاد اس کو آگے دکھاتا ہے راستہ
جو ٹھیک ہوں اس کو بتاتا ہے راستہ
قائل جو ضابطے کے ہیں آزاد ہیں مدام
پابند ہو کے بھی وہ کسی کے نہیں غلام
راہ عمل میں جو شتر بے مہار ہیں
محوِ شکست دائرہ اختیار ہیں
ہم کو کچھ ان سے کام نہیں واسطہ نہیں
ہم جس میں گامزن ہوں یہ وہ راستہ نہیں (منور لکھنوی)

(پھر آواز دے کر)

ارے کوئی ہے، دیکھی نرسے ذرا سگا نگ محل کا راستہ تو بتانا۔ کنچکی کہتا ہے۔ "سری مہاراج ادھر تشریف لائیے۔ یہ ہے سگا نگ محل کا راستہ حضور۔ ذرا زینے پر آہستہ آہستہ قدم رکھیں۔

(چندر گپت محل کی چھت پر چڑھ جاتا ہے اور چاروں طرف نگاہ دوڑا کر کہتا ہے۔)

آہا۔ شرد رت کا یہ سماں کیسا سہانا ہے جدھر نظر اٹھتی ہے عجب بہار دکھائی دیتی ہے ؎

سفید ابر کے ٹکڑوں کی دور تک یہ بہار
رواں دواں وہ نوانبخ سارسوں کی قطار
وہ پاس پاس ہزاروں حسین تارے ہیں
دسوں دشاؤں کے کیا دل فزا نظارے ہیں

ف۔ دشا یعنی اطراف

بہاراں میں ہے نہ یوں کے مست دھاروں کی
بغل میں جن کی جھپک رتیلے ستاروں کی
وہ سارسوں کے پرے ان پہ محو نغمہ زنی
وہ تابدار قطاریں کنول کے پھولوں کی
یہ اپنی خوبی ترتیب میں اچھوتی ہیں
وہ رفعتیں ہیں کہ بام فلک کو چھوتی ہیں
یہ وقت رات کا پرکیف یہ سماں ان کا
زبان حال سے ممکن ہے بس بیان ان کا (منور لکھنوی)

اور اس کے علاوہ ؎

شرد رت نے کیا اپنا جلوہ دکھایا
تھے گم ہوش جس کے اسے ہوش آیا
ہوئے برد باری کے آثار پیدا
ہر اک چیز سے ضابطہ ہے ہویدا
رواں تھیں جو ندیاں بڑے تند و تیز سے
وہ پھر آگئی ہیں ٹھکانے پر اپنے
جھکے ہیں زمیں پر وہ دھانوں کے پودے
لدے ہیں جو پکی ہوئی بالیوں سے
وہ نشہ نہیں اب وہ مستی نہیں ہے
اکڑ ہی وہ موروں میں باقی نہیں ہے

یا پھر ؎

قاصد مہر و محبت ہے، شرد رت یہ نہیں
حامل نامہ الفت ہے شرد رت یہ نہیں
اپنے خاوند سمندر کی روش سے روٹھی
سوتیا ڈاہ کے زخموں کی خلش سے روٹھی

صفحہ پھلا ہوئے ہوئے برسات میں تھی جو گنگا

مضطرب عالم جذبات میں تھی جو گنگا
فصل یہ آئی ہے اب اس کو منانے کیلئے
راہ گم گشتہ کو پھر راہ پہ لانے کے لئے
سبق ترکِ غضب اس کو دیئے جاتی ہے
اس کے خاوند کے گھر اس کو لئے جاتی ہے

آج پھر جلوۂ محبوب نظر آیا ہے
پریم رس دیدۂ گنگا میں ابھر آیا ہے

(پھر چاروں طرف دیکھ کر کہتا ہے)

کنچکی۔ آج یہ کیا ماجرا ہے شہر میں کہیں جشن اُتسو کا نام ونشان نہیں۔ کہیں کوئی دھوم دھام ہی نہیں نظر آتی۔ کیا تم نے تاکید کے ساتھ اعلان نہیں کیا تھا۔؟

کنچکی۔ سرکار کہیں ایسا بھی ممکن ہے کہ آپ کا حکم نہ بجا لایا جائے اتسو منانے کے لئے پاٹلی پتر کے ایک ایک فرد کو اطلاع دے دی گئی تھی۔

چندر گپت۔ پھر جشن کیوں نہیں منایا گیا۔ شہر کے باشندوں نے میرے حکم کی تعمیل کیوں نہیں کی؟

کنچکی۔ (کانوں پر ہاتھ رکھ کر) رام، رام، رام سرکار بھلا کس میں تاب ہے کہ آپ کا حکم نہ بجا لائے۔ ساری دنیا تو آپ کے حکم کی طرف کان لگائے ہے۔

چندر گپت۔ میرا حکم یہ نہیں بجا لایا جاتا ہے۔ کسی طرف بھی اُتسو منانے کی کوئی علامت نہیں۔ آخر اس سناٹے کی وجہ

کیوں جلسہ و جلوس کے ساماں کہیں نہیں
محو خرام ناز کوئی نازنین نہیں
آہستہ حسیں کی چال ہو کرتُوں کے بوجھ سے
خود اپنی جو مثال ہو کوتوں کے بوجھ سے
ہے نام کو نہ عیش نہ ہے خرمی کہیں؟
ظاہر ہیں راگ رنگ کے آثار بھی کہیں؟
کلمہ وہ خیر کا۔ وہ بدھائی کہیں بھی ہے؟
بھاٹوں کے لب پہ نغمہ سرائی کہیں بھی ہے
باشندگان شہر وہ آخر کہاں گئے؟
اور ان کی مستیوں کے وہ منظر کہاں گئے؟
وہ محو رقص ماہ جبینوں کا جھومنا
وہ ان کا ساتھ لے کے حسینوں کا گھومنا
وہ شوق، حوصلے وہ امنگیں لئے ہوئے
بیٹھے کہاں ہیں دل کی ترنگیں لئے ہوئے
کرتا نہیں مظاہرہ کوئی بھی شان کا
باہم مقابلہ وہ نہیں آن بان کا
جیسے تھا کوئی خواب حسیں کومدی کا جشن
کیا بات ہے کہیں بھی نہیں کومدی کا جشن

کنچکی۔ ہاں مہاراج ہے تو کچھ ایسا ہی؟
چندر گپت سبب؟
کنچکی۔ سبب ——— سبب تو......

چندر گپت. صاف صاف کیوں نہیں بتاتے. آخر یہ ماجرا ہے کیا؟
کنچکی۔ سرکار آج تیوہار منانے کی ممانعت ہو گئی ہے.
چندر گپت (غصے سے) ممانعت۔ کس کے حکم سے؟
کنچکی۔ سرکار مجھے کچھ عرض کرنے کا اختیار نہیں. میں کچھ نہیں کہہ سکتا؟
چندر گپت۔ ارے کہیں آریہ چانکیہ نے تو یہ حسین جشن منانے کی ممانعت نہیں کر دی۔

کنچکی. سرکار اور کون آپ کا حکم بجا نہ لاکر اپنی جان کا خود دشمن ہوگا، کون اس طرح اپنی تباہی مول لینے کے لئے تیار ہوگا؟
چندر گپت (جھلاکر) اچھا میں کہیں بیٹھنا چاہتا ہوں.
کنچکی. حضور، سنگھاسن موجود ہے۔ ضرور تشریف رکھئے.
چندر گپت۔ (غصہ سے) کنچکی جاؤ اور آریہ چانکیہ کو بلالاؤ. کہنا مہاراج نے یاد کیا ہے.
کنچکی. 'جو حکم' کہکر جاتا ہے.

(پردہ اٹھتا ہے اور چانکیہ غم و غصہ کی حالت میں
اپنی کٹی کے اندر آسن پر بیٹھا ہوا دکھائی دیتا ہے
چانکیہ خود بخود کہہ رہا ہے۔)

(یہ نامعقول راکھشس ہمارے منھ آتا ہے، ہماری برابری کرتا ہے سہ

اپنی بے عزتی کے صدمے سے	چوٹ کھائے ہوئے کلیجے سے
جس طرح میں نے جوش میں آکر	سانپ کی طرح طیش کھا کھا کر
کر دیا ترک شہر کا رہنا	ناگوارا تھا چوٹ کا سہنا

اور پھر نند کو ہلاک کیا
جان لے کر سپرد خاک کیا

موریہ کے سر کو تاجداری دی
سلطنت دی یہ شہریاری دی

راکھشس بھی ستم کا بانی ہے
اس نے بھی اپنے جی میں ٹھانی ہے

موریہ کی سلطنت ہڑپ کر لے
اف، یہ اس کے ذلیل منصوبے

مجھ کو نیچا دکھائے گا ظالم
مجھ کو احمق بنائے گا ظالم (منور لکھنوی)

(پھر غصے سے اوپر دیکھ کر کہتا ہے)

"راکھشس میں کہتا ہوں تو اپنے ارادوں سے باز آ" ؎

نہیں نند سے کچھ تجھے سابقہ
نکموں سے لیتا تھا جو مشورہ

نشانہ ترا ہے جری چندر گپت
نہیں نند احمق کوئی چندر گپت

نہیں یہ حقیقت بھی پیش نگہ
نہیں تو بھی چانکیہ اپنی جگہ

ہے دونوں میں بس مشترک ایک بات
کہ راجا کی دشمن ہے دونوں کی ذات (منور لکھنوی)

اور اس کے علاوہ ؎

مجھ کو بیکار فکر ہی کیوں ہو
ایسی باتوں کا ذکر ہی کیوں ہو

اور پھر یزدتک کا وہ بیٹا
وہ مقدر کا ہر طرح ہیٹا

ایسے لوگوں سے ہے گھرا وقت
ان سے رہتا ہے سامنا ہر وقت

حق محنت جو مجھ سے پاتے ہیں
روز مرا نمک جو کھاتے ہیں

ان کے دل پر بھی حکمراں جو ہیں
ہر طرح میرے رازداں جو ہیں

مرا سدھارتھک ہے کارگزار
اور جاسوس بھی ہیں میرے ہزار

جان میرے لئے لڑا دی ہے
دھاک سی ہر طرف بٹھا دی ہے

اک نیا کھیل اب میں کھیلوں گا؟ | جان ہی ظالموں کی لے لوں گا
لوں گا، دیکھو میں عقل کو جسکر | موریہ سے اک بناوٹی ٹھکر
سلسلہ یہ لگاوٹی ہو گا | خرخشہ یہ بناوٹی ہو گا
راکھشس لاکھ اک مدبر ہے | پھوٹ کے ڈالنے میں ماہر ہے
زعم میں اپنے چور ہے کتنا | اس کو خود یہ غرور ہے کتنا
اس قدر اس کو ورغلا دونگا | کہ ملے کیتو سے لڑا دوں گا
اک نئی چال یوں نکالوں گا | پھوٹ ان احمقوں میں ڈالونگا

جال بچھ جائے گا سیاست کا
جب مزا آئے گا سیاست کا (منور لکھنوی)

(اتنے میں کنچکی داخل ہوتا ہے اور کہتا ہے)

"سچ تو یہ ہے۔ نوکری بھی ایک لعنت ہے۔ ہاں واقعی"

نوکری اک ذلیل پیشہ ہے | خوار اس سے بشر ہمیشہ ہے
اک طرف حکمراں کا ڈر ہر وقت | تاجدار زماں کا ڈر ہر وقت
دوسری سمت ڈر وزیروں کا | روز منہ تاکنا مشیروں کا
کاسہ لیسوں سے ہر نفس دہشت | منہ چڑھوں سے بری طرح وحشت
خوف وابستگان دولت سے | باک ہر پرزہ حکومت سے
سچ کہا ہے یہ کہنے والوں نے | عقل و دانش کے باکمالوں نے
نوکری زندگی ہے کتوں کی | آس روٹی کے ایک ٹکڑے کی
ڈانٹتا ہے کوئی ڈپٹتا ہے | آدمی کا وقار گھٹتا ہے
سب سے پہلے واسطہ ڈھلتا ہے | سب کا منہ بار بار تکتا ہے
خوار ہے ایک پیٹ کے پیچھے | زار ہے ایک پیٹ کے پیچھے

چاپلوسی کی رد میں کہتا ہے

بس خوشامد سے کام رہتا ہے (منور لکھنوی)

(گھوم کر) اہا۔ یہی آریہ چانکیہ کا مکان ہے اچھا تو اب اندر داخل ہی ہو جانا چاہیئے۔ (پھر آگے بڑھ کر اور سب طرف نظر ڈال کر کہتا ہے۔)

تو مہا منتری کے گھر کی دولت و ثروت کا یہ نمونہ ہے ؎

ایک سمت پڑا ہوا ہے ٹھٹہ
اُپلے گوبر کے توڑنے کا
اک سمت لگی کُشا[1] کی ڈھیری
لائی ہوئی برہمچاریوں کی
پھر بوسیدہ و شکستہ
دیوار ہر اک جس کی خستہ
اس پر اک لکڑیوں کا انبار
ہیں یگیہ کے واسطے جو درکار

چھپر گو یہ رکا ہوا ہے
چھجا اس کا جھکا ہوا ہے

مگر چندر گپت، ان کی نظر میں محض احمق ہے۔ کیونکہ ؎

جو غرض کا شکار ہوتے ہیں — اس مرض کا شکار ہوتے ہیں
لاکھ ہوں بیچ کے بونے والے — حرف حرف اپنا تولنے والے
لاکھ حاصل انھیں بڑائی ہو — لاکھ دعویٰ خود نمائی ہو
پیش ہوتی ہے جب غرض کوئی — حق پرستی وہ پھر نہیں رہتی

---

[1] کُشا۔ ایک قسم کی گھاس جو ہندوؤں میں پوجا پاٹ کیلئے متبرک سمجھی جاتی ہے

ایسی باتیں زباں پہ لاتے ہیں ایسے گن حکمراں کے گاتے ہیں
جن کا ان میں پتہ نہیں ہوتا دور کا واسطہ نہیں ہوتا
اور جو ہیں غرض سے دور بہت جن کا دل اس سے ہے نفور بہت
اور پھر گن وہ گائیں گے کس کے حکمراں کو بھی کچھ نہیں گنتے

کیا ہوا پھر جو کوئی راجا ہے
ان کی نظروں میں ایک تنکا ہے

(چانکیہ کی طرف ڈرتے ہوئے دیکھ کر)

ارے یہ ہیں آریہ چانکیہ۔

دنیا تمام انھیں کے تو زیر نشان ہے آج
ان کا اثر محیط زمین و زماں ہے آج
ہر سمت چندر گپت کا سکہ جما دیا
سلطان دہر خسرو گیتی بنا دیا
اک نقش نند راج کا باقی نہیں رہا
محفل ہوئی وہ ختم، وہ ساقی نہیں رہا
بے آب و تاب سر متوّر انھیں سے ہے
ہے آب جو سرد و گرم کا چکر انھیں سے ہے

(دو زانو بیٹھ کر تعظیم بجا لاتا ہے اور کہتا ہے)

جے ہو آریہ کی۔

چانکیہ (نظر اٹھا کر) دیہی نرے، کیسے آنا ہوا؟

کنچکی۔ جن کے قدم ہمایونی، دوسرے راجاؤں کے تعظیماً سر جھکانے پہ ان کے گلوؤں میں جڑے ہوئے ہیرے،

جواہرات کی چمک دمک سے لعل احمریں بن رہے ہیں ہاں
مہاراج نے چندر گپت نے مجھے خدمت عالی میں بھیجا ہے۔
انھوں نے نہایت ادب و احترام کے ساتھ عرض کیا ہے کہ اگرچہ
حضور کے کام میں کچھ ہرج نہ واقع ہو تو وہ خدمت عالی
میں حاضر ہو کر حضور کے دیدار پُر انوار سے مسرور و مستفید
ہوں۔

چانکیہ۔ کیا برشل، میرے دیدار کا آرزومند ہے، میرے درشن
کرنا چاہتا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ میں نے کومدی اتسو
منانے کی جو ممانعت کر رکھی ہے۔ اس کی خبر اس تک پہونچ
گئی ہو۔

کنچکی۔ حضور ہے کچھ تو ایسی ہی بات؟

چانکیہ۔ اسے کس نے یہ خبر پہونچائی۔

کنچکی۔ ار یہ ناراض نہ ہوں۔ جب مہاراج اہراج چندر گپت
سگانگ محل کے برج پر تشریف لے گئے تو ان کو خود بخود
معلوم ہو گیا کہ کومدی اُتسو نہیں منایا گیا

چانکیہ۔ بس خاموش۔ مجھے سب کچھ پتہ ہے۔ یہ حرکت تم سب
کی ہے جس کی وجہ سے برکھشل میرے خلاف اُبل پڑا ہے
اس کے علاوہ اور کیا بات ہو سکتی ہے۔

(کنچکی خوف زدہ ہو کر سر جھکا لیتا ہے اور خاموش ہو جاتا ہے)

(چانکیہ پھر کہتا ہے)

"مجھے معلوم ہے کہ راج میں جتنے بھی لوگ، کام کر رہے ہیں

سب کے سب میرے خلاف ہیں۔ مجھے خوشی سے نہیں دیکھ سکتے۔

(پھر پہلو بدل کر)

اچھا بتاؤ کہ وہ پرکھل ہے کہاں؟

کنچکی۔ مہاراج نے سگانگ محل سے مجھے بھیجا ہے

چانکیہ۔ سگانگ محل ہے کہاں، کدھر ہے۔ مجھے راستہ بتاؤ۔

کنچکی۔ اس طرف ہے مہاراج (دونوں گھوم کر سگانگ محل کے پاس پہونچتے ہیں اور کنچکی کہتا ہے۔

مہاراج سگانگ محل کو یہ راستہ جاتا ہے۔ سیڑھیوں پر ذرا سنبھل سنبھل کر قدم رکھیں۔

(دونوں چڑھ کر سگانگ محل میں پہونچتے ہیں اور چانکیہ ادھر ادھر دیکھ کر خوشی کے لہجے میں کہتا ہے)

"اچھا، اچھا وہ سنگھاسن پر پرکھل بیٹھے ہوئے ہیں ؎

ہو چکا ہے کام دشمن کا تمام
بے خلل ہے اب حکومت کا نظام

کوئی بھی اب ٹوکنے والا نہیں
کوئی بھی اب روکنے والا نہیں

ہو چکا ہے نند سے میدان صاف
اب بھلا کس کو ہے تاب انحراف

یہ نشانی ہے عروج بخت کی
ہے پرکھل سے زینت اب اس تخت کی

سلطنت کو حکمراں پر ناز ہے
اس زمیں کو آسماں پر ناز ہے

کج کلاہی بس اسی کا نام ہے
بادشاہی بس اسی کا نام ہے

(چندرگپت تخت سے اٹھ کر تعظیم بجا لاتا ہے اور چانکیہ کے

پاؤں پر سر رکھ کر کہتا ہے)

"گرو دیو یہ سب آپ کی نظر کرم کا معجزہ ہے:

(جانکیہ چندر گپت کا ہاتھ پکڑ کر اٹھاتا ہے اور کہتا ہے:

برکھل۔ جیت ہمیشہ تمہارا ساتھ دے۔ اٹھو بیٹا۔

"اتر میں ایک جانب
چل کر ہما لیا سے
چل کر ہما لیا سے
اتر میں ایک جانب
ٹکرا کے پتھروں سے
پیہم اچھل اچھل کر
جس کو پوتر گنگا
شیتل بنا رہی ہو
تعظیم کو ہزاروں
آتے ہیں تاجور جو
تا وہ را کے تٹ تک
دکھن میں ہے جو ساگر
ان کے مکٹ کے لعل و گوہر کی تابشوں سے
ہوں گھاٹیاں منور
پیروں کی انگلیوں میں۔

(آزاد نظم) منور لکھنوی

لہ شیتل یعنی۔ ٹھنڈک پہونچانے والا۔ مفرح۔

کہ۔ تٹ یعنی کنارہ۔ ساحل۔

چندر گپت (دست بستہ) گرودیو۔ یہ سب آپ کے آشیرباد کا پھل ہے۔ تشریف رکھیئے۔

(دونوں اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر چانکیہ پوچھتا ہے)

آریہ چندر گپت، مجھے یاد کرنے کا سبب؟

چندر گپت۔ درشنوں کی لالسا چرنا سپھل کرنے کی اچھا

چانکیہ۔ مگر حکمراں کبھی اپنے کارگزاروں کو بغیر کسی وجہ کے طلب نہیں کیا کرتے۔ رسمی باتوں کو چھوڑو۔ مجھے میرے سوال کا جواب دو۔

چندر گپت۔ گرودیو، آپ نے کومدی مہا اتسو کا جشن رکوا دیا۔ اس میں کیا مصلحت سمجھی؟

چانکیہ۔ تو تم نے مجھے جواب دہی کے لئے طلب کیا ہے؟

چندر گپت۔ گرودیو۔ جواب دہی طلب کرنے کا کیا سوال ہے۔ میں تو صرف ایک بات معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

چانکیہ۔ پھر اس معلوم کرنے کا مطلب کیا ہے؟

چندر گپت۔ مطلب یہی تھا کہ مجھے بھی اس جشن کے رکوانے کی وجہ معلوم ہونا چاہیئے۔

چانکیہ۔ ان الجھنوں میں پڑنے کی تمھیں ضرورت کیوں ہو چلیے کا تو کام یہ ہے کہ جو کچھ گرو کہے اس پر آنکھ بند کر کے عمل کرتا رہے

چندر گپت۔ آپ کا ارشاد بجا، مگر آپ کی طرف سے کوئی بھی بات کسی خاص مصلحت کے بغیر عمل میں نہیں آ سکتی، اسی لئے دریافت کرنے کی ہمت ہوئی۔

چانکیہ - ہاں تم نے صحیح سمجھا ۔ واقعی میری کارروائی بے مقصد نہیں ہوتی؟

چندر گپت ۔ مگر اسی مقصد کے سننے کے لئے میرا دل بے قرار ہے

چانکیہ ۔ تمہیں اتنا بھی نہیں معلوم تو سنو ، راج نیتی کے پنڈتوں نے راج کی تین قسمیں قرار دی ہیں ۔ ایک وہ جس میں صرف راجا کا حکم چلتا ہے ، دوسرے وہ جس میں ہر کام وزیر کی مرضی کے مطابق ہوتا ہے ۔ اور تیسری قسم کے راج میں راجا اور وزیر دونوں کی رائے شامل ہوتی ہے ۔ مگر تمہاری حکومت تو وزیر کے مشورے سے چلتی ہے اس لئے یہ سب باتیں تم کیوں پوچھتے ہو ۔ آخر اس سے فائدہ ، تم کو ان باتوں سے مطلب ہی کیا ۔ حکومت کا انتظام مجھ پر چھوڑ دو ۔ اس کی تمام ذمہ داری مجھ پر ہے ۔

(چندر گپت اظہار ناراضگی کے طور پر منھ پھیر لیتا ہے اور پیچھے سے دو بھاٹوں کی آوازیں آتی ہیں)

(ایک آواز سے)

آپ کی بپتا[۱] ہرنیں[۲] بھگوان شیو[۳] — بارش رحمت کریں بھگوان شیو
کوئی پیدا ہی نہیں ان کا جواب — مورتی میں ان کی بے حد آب تاب
بھسم ان کی کس قدر ضو پاش ہے — اس کی رنگت سے سفیدۂ آکاش ہے
مطلع انوار ہے ماتھے کا چاند — ہر تجلی سامنے اسکے ہے ماند

---

۱ بپتا یعنی مصیبت ۔ ۲ ہرنا یعنی دور کرنا ۳ شیو یعنی خدا تعالے کی فنا کرنیوالی قوت

اس کی کرنیں نقرئی غرق جمال — گج[۹] اسر[۱۰] کی کھال میں اس کا جلال
منڈ مالا[۱۲] برف دش زیب گلو — اس سے مردوں کے سروں کی آبرو
زور سے ہنستا ہے جب یہ دیوتا — بحر امنڈ پڑتا ہے اک انوار کا
ہیں یہ جان جلوہ گاہ کائنات — ہے شردرت[۱۳] سے مشابہ انکی ذات
جس سے تاباں کاشتی[۱۴] کے پھولکی گرد — گم ہے جس میں آسمانی لاجورد
جس میں کرتے ہیں مہیا دلکشی — چاند کی کرنوں سے بادل نقرئی
زینت گردن کمد[۱۶] کا ہار ہے — برف کی صورت تجلی زار ہے
رشک خورشید مبیں ہے اور بھی — راج ہنسوں سے حسیں ہے اور بھی

اس کے علاوہ

محو آرام شلیش[۱۷] کے پھن پر — اپنے محبوب فرش روشن پر
وشنو بھگوان کی جو ہستی ہے — ذات جن کی تمام مستی ہے
ترچھی ترچھی نگاہ جن کی جمیل — جن کی جوتن میں حسن تیغ اصیل
جن کا جلوہ عجیب جلوہ ہے — شلیش کا پھن برائے تکیہ ہے
حسن کی جان ہے ادا جن کی — ابھی آنکھیں ہیں نیم وا جن کی
شعبدے آشکار جن کے ہیں۔ — ابھی سوتے سے جاگ اٹھے ہیں
جن کا رخ کچھ پھرا پھرا سا ہے — اس طرف سے ہٹا ہٹا سا ہے

---

۸ بھسم یعنی خاک۔ ۹ گج یعنی ہاتھی۔ ۱۰ ایک آسٹر کا نام۔ ۱۱ آسٹر شیطانی خصلت رکھنے والا وجود ۱۲ منڈ مالا یعنی سروں کی مالا ۱۳ شردرت یعنی آغاز سرما ۱۴ کاش ایک درخت کا نام ۱۵ ایک درخت کا نام ۱۶۔ کمد یعنی کوکا بیلی ۱۷۔ شیش سے مراد ہے شیش ناگ

جس طرف رتن دیپ روشن ہیں | جو حقیقت میں شیش کا من ہیں
جن پہ غفلت سی چھا رہی ہے کچھ | نیند سی جن کو آ رہی ہے کچھ
جن میں بوندیں سی کچھ پسینے کی | کیفیت جن میں آب گینے کی
اک عجب رنگ و بو کے حامل ہیں | انکی انگڑائیوں کا حاصل ہیں
شبنمی جن کا ہے لباس وجود | جن کی اعضا کے پھیلنے سے نمود
جن کی غرق مئے جمال آنکھیں | نیند کے ٹوٹنے سے لال آنکھیں
عافیت بخش امن ساماں ہیں | وہ مدام آپ کے نگہباں ہیں

ان سے پیدا اماں کی صورت ہو
ہر نفس آپ کی حفاظت ہو

(دوسری آواز)

تاب و طاقت کی حد نہیں جسمیں | زور و ہمت کی حد نہیں جس میں
حوصلہ جس میں، جس میں جرأت ہے | فطرتاً جو تمام ہیبت ہے
جس کو عزت کا پاس رہتا ہے | اپنی عزت کا پاس رہتا ہے
جان والے بڑے جگر والے | جس نے ہاتھی وہ صاف کر ڈالے
دشت و در میں رواں جو سیل بہ سیل | جنگلی ہاتھیوں کے تھے سر خیل
نہیں دبتے کسی سے شیر ایسے | کبھی ڈرتے نہیں دلیر ایسے
اپنے جبڑے تڑا نہیں سکتے | مار دشمن سے کھا نہیں سکتے
بالکل ایسے ہی وہ تمھارا ج | جو خزانے ہیں زور و طاقت کے
بل بدھاتا[۱] نے جن کو بخشا ہے | زور بازو میں نام جن کا ہے

---

۱ بدھاتا یعنی خالق۔

خاطر بے ہراس رکھتے ہیں — اپنی عزت کا پاس رکھتے ہیں
جنگجو ہاتھیوں پہ ہو کے سوار — وہ چکے ہیں جو مائل پیکار
کر چکے ہیں جو سرکشوں کو ہلاک — جن سے ہے دشمنوں کا قصہ پاک
توڑ دے کوئی حکم کو ان کے
کبھی بدعت یہ سہ نہیں سکتے

اور پھر
ملتی نہیں یہ عزت اوپر کی بناوٹ سے
ہوتا ہے کوئی راجا زیور کی سجاوٹ سے
تم راج کے مالک ہو کرتے ہو جہاں بانی
حاصل ہے تمھیں کو بس یہ شوکتِ سلطانی
وہ رعب تمھارا ہو وہ داب تمھارا ہو
فرمان شکنی اپنی ہرگز نہ گوارا ہو

(آوازیں سن کر چانکیہ کہتا ہے۔)
پہلی نظم میں تو بھگوان وشنو اور بھگوان وشنو کی بندنا (مناجات) کی گئی ہے اس کا بلا واسطہ اشارہ اس خزانہ کی طرف ہے جس کا دور دورہ شروع ہو گیا ہے۔ دوسری نظم میں کیا کہا گیا ہے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آیا (تھوڑی دیر تک سوچنے کے بعد) اوہ اب سمجھ میں آیا۔ یہ سب جال راکھشس کا بچھایا ہوا ہے۔ مگر اس کو نہیں معلوم کہ کوٹلیہ کی ابھی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں۔ وہ جاگ رہا ہے۔ ارے شریر راکھشس کیا، تجھے معلوم نہیں کہ مجھے تیری ساری

کرتوتوں کا پتہ چل گیا ہے۔

چندر گپت (چوب دار سے) دیکھو ان دونوں بھاٹوں کو ایک ایک لاکھ اشرفیاں دلوادو۔

چوبدار۔ بہت خوب۔

چانکیہ، ٹھہرو ابھی نہ (یہ الفاظ سنکر چوبدار دہشت سے چندر گپت کی طرف دیکھنے لگتا ہے اور چانکیہ چندر گپت سے کہتا ہے) بر کھلی۔ فضول اتنی رقم برباد کرنے سے فائدہ؟

چندر گپت۔ آپ تو میرے ہر کام میں رکاوٹ ڈالتے ہیں جب اپنی مرضی کے مطابق کچھ کرنا چاہتا ہوں، بس مزاحم ہو جاتے ہیں۔ یہ بات بات میں میرا ہاتھ روکنا اچھا نہیں۔ یہ میری حکومت ہے کہ غلامی

چانکیہ۔ مگر جن لوگوں میں حکومت کی قابلیت نہیں ہوتی ان کا یہی حال ہوتا ہے نا اہل حکمرانوں کی کوئی کارروائی کبھی تک سے نہیں ہوتی۔ اچھا اب اپنی حکومت سنبھالو تم جانو اور تمہارا کام۔ مجھ سے کوئی واسطہ نہیں

چندر گپت، تو بہت اچھا، ایسا ہی ہوگا۔ آج سے حکومت کا انتظام میری مرضی کے مطابق ہوگا۔

چانکیہ۔ اس سے اچھی بات اور کیا ہوگی اور پھر ساتھ ہی ساتھ میں بھی اپنے اختیارات بہت سنبھال کر استعمال کرونگا۔

چندر گپت۔ جب یہی بات ہے تو پھر بتائیے کہ آخر کومدی مہوتسو کو روک دینا کیا معنی رکھتا تھا؟

چانکیہ۔ اور میں بھی دریافت کرتا ہوں کہ جھولستو منانے کا مقصد کیا تھا۔؟

چندر گپت۔ مگر آپ پہلے بتائیے کہ میرے حکم کی تعمیل کیوں نہیں ہوئی؟

چانکیہ۔ اگر جواب سننا ہی چاہتے ہو تو سنو، محض تمھاری حکم عدولی کے لئے جھولستو رکوا دیا گیا اس کے سوا اور کوئی مقصد نہیں تھا۔

اب کچھ سمجھ میں آیا ؎

سینکڑوں تاجدار خشکی کے
ان علاقوں سے آنے والے بھی
جن کے دامن میں بن ہی بن ہیں تمام
ہے تمھارے مطیع حرف بحرف
بھول مالا ہیں ان کی نظروں میں
ان کی توقیر تو اسی میں ہے
اور ان کے علاوہ بے حد اور
جو ہیں چاروں سمندروں سے گھرے
گھپ اندھیرا تمال[1] سے جن میں
جتنے احکام بھی تمہارے ہیں
ہیں مگر میرے سامنے کیا چیز؟
سر خمیدہ رہو مرے آگے
اس طرح اور نام روشن ہو

(آزاد نظم) منور لکھنوی

چندر گپت۔ اور دوسرا جواب؟

چانکیہ۔ تو وہ بھی سن لو۔

چندر گپت (طنز سے) تو پھر زبان مبارک کو جنبش ہو نا حضور

چانکیہ (پرتی ہاری سے) شونوترے۔ جا کر اچل دت کا لستہ سے

---

[1] تمال ایک درخت کا نام

کہو کہ اس کے پاس بھدر بھٹ وغیرہ کے جو خط ہیں وہ میں نے منگائے ہیں۔

پرتی ہاری۔ بہت اچھا سرکار (باہر جاکر اور پھر واپس آکر) لیجئے مہاراج چٹھی حاضر ہے۔

چانکیہ۔ برکھل اب سنتے جاؤ میری باتیں

چندرگپت۔ کہئے کہئے میں کان لگائے سن رہا ہوں۔

چانکیہ۔ (خط پڑھتا ہے)

"صاحبِ جاہ و اقبال، مالک دبدبہ و جلال، مہاراج چندر گپت دیو کے جو ساتھی انھیں چھوڑ کر کمار ملے کیتو کی پناہ میں آئے ہیں یہ ان کی فہرست ہے فیل خانے کا منتظم بھدر بھٹ۔ اسپ خانے کا منتظم وہ پرش دت مہا پرتی ہاری۔ چندر بھانو کا بھانجا ہنگرت مہاراج کے رشتہ دار مہاراج بلی گپت، مہاراج کے بچپن کا ملازم راج سین۔ مہاراج کے سینا پتی[1] سنگھل بل دت کا چھوٹا بھائی بھاگو رائن۔ مالوہ کے راجا کا لڑکا روہتا کش اور کھشیتروں میں سب سے بڑے رتبے کے مالک وجے ورما۔

چندرگپت۔ مگر میں ان لوگوں کی بددلی کا سبب دریافت کرنا چاہتا ہوں

چانکیہ۔ سنو۔ یہ بھدر بھٹ اور پرش دت جن کے سپرد فیل خانے اور اسپ خانہ تھا اپنے فرض سے بالکل غافل تھے۔ ان کا

---

[1] سینا پتی یعنی سپہ سالار

کام تھا دن رات شراب پینا جوا کھیلنا اور عورتوں کے ساتھ عیاشی کرنا، اسی لئے میں نے ان دونوں کو ان کے عہدے سے برطرف کر دیا مگر ساتھ ہی ساتھ ان کے گذارے کے لئے خرچ بھی مقرر کر دیا۔ اسی وجہ سے انھوں نے تمہارے ساتھ نمک حرامی کی ہے۔ اور ملے کیتو سے جا ملے ہیں۔ ملے کیتو کے یہاں ان کے سپرد وہی کام ہوا ہے جو یہاں تھا۔ رہا ہنگرات اور بلی گپت کا معاملہ ان دونوں کے لالچ کی کوئی حد نہیں رہی تھی جتنا جتنا ان کا پیٹ بھرا اتنا ہی انھوں نے اور منھ پھیلایا۔ اور جب دیکھا کہ ان کی بڑھتی ہوئی بھوک یہاں آسودہ نہیں ہو سکتی تو ملے کیتو کے پاس جا پہونچے۔ راج سین بچپن میں تمہارا خاص ملازم تھا جس کو دھن دولت، گھوڑے ہاتھی اور ہر طرح کا جاہ و حشم میسر ہو گیا تھا۔ یہاں کا حال دیکھکر اس کے دل میں گھبراہٹ ہوئی کہ کہیں اس کی بھی شامت نہ آ جائے اور جو کچھ مال و متاع اس کو دیا گیا تھا وہ چھین نہ لیا جائے اور وہ بھاگو رائن، سیناپتی سنگھ، بل دت کا بھائی پر دتک کا گہرا دوست تھا۔ اس نے کمار ملے کیتو سے یہ کہا کہ جس طرح فریب دے کر چانکیہ نے تمہارے باپ کی جان لی ہے اسی طرح وہ تمھیں بھی موت کے سپرد کر دے گا۔ اس طرح ڈرا دھمکا کر اس نے ملے کیتو کو بھگا دیا۔ اور جب یہ معلوم ہو گیا کہ تمہارے بدخواہ چندن داس وغیرہ کو گرفتار کیا جا رہا ہے اور اس کو بھی اس کی کرتوتوں کا مزا چکھایا جائے گا، وہ یہاں سے

نکل بھاگا ہے اور جا کر ملے کیتو سے مل گیا ہے۔ ملے کیتو کو خیال ہوا کہ اس شخص نے میری جان بچائی ہے اور یہ میرے باپ کے واقف کاروں میں ہے اس کے احسان کا بدلہ چکانے کے لئے اس کو اپنا وزیر داخلہ بنالیا اور روہتاکش اور دیج درما کو تو بغض للّٰہی ہو گیا، ان کا دماغ ہمیشہ ساتویں آسمان پر رہتا تھا کبھی زمین پر قدم ہی نہیں رکھتے تھے جس وقت بھی تم نے انکے کسی رشتہ دار کو نوازا، اس کی طرف نظر توجہ کی بس وہ رشک وحسد سے جل کر خاک ہو گئے۔ اس لئے انھوں نے یہاں سے چلا جانا ہی مناسب سمجھا اور ملے کیتو کے دربار کی راہ لی، ان سب لوگوں کی بددلی کا سبب بس ایک یہی ہے۔

چندر گپت۔ میرے محترم بزرگ، جب آپ کو معلوم تھا کہ ان سب لوگوں نے یہاں سے بھاگنے کے لئے سازش کر رکھی ہے تو پھر کچھ علاج کیوں نہیں کیا۔؟

چانکیہ۔ علاج ممکن ہی نہیں تھا۔

چندر گپت۔ علاج ممکن نہ تھا، کیا کچھ بے بسی تھی یا اس کی تہہ میں بھی کوئی مصلحت پوشیدہ تھی

چانکیہ۔ بے بسی کی کیا بات ہے، واقعی اس میں بھی کچھ مصلحت تھی

چندر گپت، کیا وہ مصلحت میں بھی سن سکتا ہوں

چانکیہ۔ ضرور سنو اور بخوبی یاد بھی رکھو۔

چندر گپت۔ نہیں، نہیں فرمائیے۔ یاد نہ رکھنے کا کیا سوال ہے؟

چانکیہ۔ دیکھو اور سنو۔ جب کسی راج میں دو دھڑے ہو جاتے ہیں تو ان کو قابو میں رکھنے کی دو ہی ترکیبیں ہوا کرتی ہیں یعنی یا تو ان کو اپنے ساتھ دوبارہ ملانے کی کوشش کی جائے یا پھر ان کا سر کچل دیا جائے۔ بھدر بھٹ اور پرش دت سے جو عہدہ چھین لیا گیا ہے انھیں وہ پھر واپس دیدیا جاتا مگر ایسا کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا۔ دونوں کو کبھی سیر و شکار سے چھٹی نہیں ملتی، ہر وقت راگ رنگ اور بھنگ ترنگ سے کام ہے۔ شراب پیئے پڑے رہتے ہیں اس لئے دونوں اب اپنے اپنے فرائض بجا نہیں لا سکتے۔ ہاتھی گھوڑوں کو سنبھال کر رکھنا بھی ان کے لئے بہت مشکل ہے اور ہنگو رات اور بلی دت گیت کو تو خوش کرنا کسی کے بھی بس کی بات نہیں ان کو اگر ساری سلطنت بھی دے دی جائے ان کی حرص دور نہیں ہو سکتی ان کی آسودگی اور دلجمعی قطعی ناممکن ہے۔ راج سین اور بھاگو رائن اپنے جان و مال کے خوف سے بھاگے ہیں ان کو بھی راہ پر لانا دشوار ہے۔ اب رہے روہتاکش اور وجے درما ان کے حسد کی آگ کو کون بجھا سکتا ہے جب ان کے کسی رشتہ دار کے ساتھ کچھ سلوک کیا جائے گا ان کے دل میں حسد کی آگ بھڑک اٹھے گی۔

اب دوسری صورت ان کو سزا دینے کی ہے۔ اس کے بارے میں میرا یہ خیال ہے کہ اگر ہم اونچے منصبوں پر کام کرنیوالے ان لوگوں کو جو ہمیشہ سے نند خاندان کے بہی خواہ اور دوست

رہے ہیں، کسی قسم کی تکلیف دیں تو نند خاندان والوں کا اعتبار ہم پر سے بالکل اٹھ جائے گا۔ اس لئے ان کو سزا دیئے بغیر چھوڑ دینا چاہیئے۔ ان کی جان بخشی کر دینا چاہیئے، اس طرح سانپ بھی مر جائے گا اور لاٹھی بھی نہیں ٹوٹے گی اس وقت یہ سب لوگ راکھشس منتری کے حامی ہیں۔ اپنے باپ پردتک کے قتل سے غضب ناک ہو کر اس کا بیٹا کمار ملے کیتو ہم لوگوں کے ساتھ جنگ کرنے کی تیاری میں مصروف ہے اس کو ملیچھوں کی حمایت بھی حاصل ہے اس لئے یہ وقت ہے جنگی تیاری کا۔ عیش و عشرت کا نہیں۔ اس لئے میں نے کومدی اتسو ملتوی کرا دیا۔

چندرگپت۔ آخر مجھے اور بھی بہت کچھ دریافت کرنا ہے۔

چانکیہ۔ شوق سے پوچھو۔ اگر تمہیں اور بہت کچھ کہنا سننا ہے تو مجھے بھی اور بہت کچھ کہنا ہے۔

چندرگپت۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں ....

چانکیہ (بات کاٹ کر) تو میں بھی یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ....

چندرگپت۔ کہ ہم لوگوں کو جو کچھ نقصان پہونچ رہا ہے۔ ملے کیتو سے پہونچ رہا ہے آپ نے اس کو بھاگتے وقت ہی کیوں نہ گرفتار کر لیا۔

چانکیہ۔ جس وقت ملے کیتو بھاگ رہا تھا، دو ہی صورتیں درپیش تھیں یا تو اس کے ساتھ صلح صفائی ہو جاتی یا پھر اس کی گوشمالی کی جاتی۔ صلح و صفائی کی صورت میں آدھا راج اس کو دیدینا

پڑتا اور اگر سزا دیتے تو یہ ہم سب کی طرف سے احسان فراموشی ہوتی اور جس کا چرچا ہر طرف پھیلنے سے ہماری بدنامی ہو جاتی دنیا بھر پر صاف ظاہر ہو جاتا کہ پردیسی تک کو موت کے گھاٹ اتارنے والے ہمیں لوگ ہیں اسی لئے ملے کیتو کو بھاگنے سے روکا نہیں گیا۔

چندرگپت۔ مگر راکھشس بھی تو اسی وقت شہر میں تھا۔ آپ نے اس کے سلسلے میں بھی کوئی کارروائی نہیں کی۔ اس کو چلا جانے دیا اس کا جواب آپ کے پاس کیا ہے؟

چانکیہ۔ راکھشس اپنے مالک کا سچا وفادار ہے یہاں رہتے رہتے نند کے سارے حمایتیوں کو اس کی ذات پر کامل اعتماد ہو گیا تھا اس کی عادت سے ہر شخص واقف ہے۔ وہ عقلمند بھی ہے ہمت بھی رکھتا ہے، اس کے حمایتیوں کی تعداد بھی کافی ہے اور اس کے پاس دولت کی بھی طاقت ہے اسی لئے اگر اس کو یہاں رہنے دیا جاتا تو اندر اندر سازش کر کے یہاں کے باشندوں کو ہمارے خلاف بغاوت پر آمادہ کر دیتا۔ یہاں سے دور رہ کر وہ لاکھ حکمت عملیوں سے کام لیتا، سینکڑوں جوڑ توڑ لگاتا مگر اس سے کچھ بنتا بگڑتا نہیں اب اسکی حکمت عملیوں کو رد کرنے میں زیادہ مشکل پیش نہیں آئے گی۔ جب وہ یہاں سے گیا تو اس کے خلاف کوئی کارروائی بھی نہیں کی گئی۔

چندرگپت۔ مگر جب وہ یہاں موجود تھا تو اس کے خلاف کوئی کارروائی کیوں نہیں کی گئی؟

چانکیہ۔ کوئی کارروائی کیوں نہیں کی گئی۔ یہ بھی خوب رہی، وہ تو کانٹے کی طرح ہمارے سینوں کو چھید ے ڈال رہا تھا۔ نہ جانے کتنی تدبیروں سے تو اس کو باہر نکال پھینکا گیا۔ اس کو تو یہاں سے دور رکھنے ہی میں مصلحت تھی۔

چندرگپت۔ تو پھر اس کے خلاف ہم نے طاقت سے کام کیوں نہیں لیا

چانکیہ۔ طاقت سے کام کیوں نہیں لیا؟ ذرا سمجھنے کی بات ہے دیکھو برکھل۔ بالفرض ہم سختی سے کام لیتے، حتیٰ کہ اس کی جان لینے میں بھی گریز نہ کرتے تو بھی ہمارا ہی نقصان ہوتا۔ اور اگر وہ قابو میں نہ آتا اور ہماری فوجوں کا خاتمہ کر دیتا۔ اس وقت تو ہم کہیں کے نہ رہتے ؎

سختی کرتے اگر ہم اس پر   وہ جان پہ اپنی کھیل جاتا
ہوتا جو وہ ختم۔ کس طرح پھر   ایسا انسان ہاتھ آتا
میدان جو اس کے ہاتھ رہتا   تم پر غلبہ اگر وہ پاتا
رخصت ہوتی سپاہ ساری   ہر شخص کو خاک میں ملاتا
ہوتی اس میں بڑی خرابی
ہم پر کیا کیا ستم نہ ڈھاتا   (منور لکھنوی)

دیکھو ؎

اس طرح زیر قابو اس کو رکھنا چاہیئے
جنگلی ہاتھی کو جیسے بس میں کرتا ہی کوئی   (منور لکھنوی)

چندرگپت۔ آپ کا فرمانا درست ہی ہوگا۔ تردید کی مجھ میں مجال نہیں مگر اس سے تو یہ ثابت ہوا کہ راکھشس کی طاقت ہم سے

بہت زیادہ ہے، وہ زیادہ قابل معلوم ہوتا ہے۔

چانکیہ اور یہ بھی تو کہہ دو کہ اس کے آگے میری قابلیت کچھ بھی نہیں رکھتی خیال رکھو کہ ایسی بات نہیں ہے مگر اس کی قابلیت کا کوئی ثبوت؟

چندر گپت۔ ثبوت میں کیا بتاؤں، اگر آپ کو نہیں معلوم تو مجھ سے سن لیجئے ؎

شہر میں جب تک قیام اسکا رہا — اک نہ اک فتنہ بپا کرتا رہا
شہر میں رکھا قدم جب فوج نے — جیت کا اعلان کرنے کے لئے
راہ میں روڑے وہ اٹکاتا رہا — ہر طرف لوگوں کو بھڑکاتا رہا
کام کچھ ایسے تدبّر سے لیا — دم بخود چالوں سے اپنی کر دیا
ہوگئی گم عقل دھو کھا گئے — اس قدر چکمے میں اس کے آگئے
تھے ہمارے معتبر جو آدمی — تھے نہایت دیدہ ور جو آدمی
اُن کو بھی مشکوک ہم سمجھا کئے
پیکر ظلم و ستم سمجھا کئے (منور لکھنوی)

چانکیہ (قہقہہ لگا کر) بس کیا راکھشس کی اتنی ہی کرامات ہے تھوڑی دیر کے لئے تو یہی محسوس ہوا کہ اس نے تم کو تخت سے اتار دیا اور ملے کیتو کو روئے زمین کا بالکل اسی طرح سرتاج بنا دیا جس طرح میں نے نند کو بے تاج و سریر کرکے تمام دنیا کی سلطنت تمہیں دلادی۔

چندر گپت۔ بس رہنے دیجئے ایسی باتیں۔ آپ آوازے کستے ہیں جناب اس کا سہرا بھی تو کسی اور ہی کے سر ہے۔ آپ

اس پر فخر کرنے کا کیا حق پہونچتا ہے؟

چانکیہ (غصہ سے)، تم کینہ پرور ہو۔ احسان فراموش ہو ؎

اور تمھارے سوا کس میں یہ دم — سب کے آگے کس نے کھائی تھی قسم
نسل دشمن کی تباہی کے لئے — اختتام بادشاہی کے لئے
کپکپاتی انگلیوں سے بے قرار — آتش غیظ و غضب سے شعلہ بار
تیغ حکمت تول کر نکلا تھا کون؟ — سر کی چوٹی کھول کر نکلا تھا کون؟
کس نے نندوں کا صفایا کر دیا — گوسفندوں کا صفایا کر دیا
مال و دولت پر جو نازاں تھے وہ نند — جاہ و سطوت پر جو قرباں تھے وہ نند
جن کے قبضے میں خزانے بے شمار — اشرفیاں وہ کروروں زر نگار
ختم سب ایک ایک کر کے ہو گئے — جا کے آغوش اجل میں سو گئے

جو بہائم کی طرح مارے گئے
وہ کھشس ایسے دنی کے سامنے

اس کے علاوہ ؎

شعلہ زن آگ یہ ابھی تک ہے — دم بدم لاگ یہ ابھی تک ہے
جسم نندوں کے وہ جو مردہ ہیں — صورت شمع اب فسردہ ہیں
ان کی چربی سے اٹھ رہا ہے دھواں — ہیں اب ان کی خوراک کا ساماں
جن کی شمشان میں سکونت ہے — جن کی شمشان میں حکومت ہے
گھاٹ پر بسنے والے سب جاندار — دیو سیرت پرندہ خونخوار
ان کی لاشوں سے پیٹ بھرتے ہیں — ان سے بھوک اپنی دور کرتے ہیں
ان سے اٹھتی ہے لو یہ لو اب تک — ان کے شعلے ہیں تیز رو اب تک
بال و پر جن کے آہنی وہ گدھ — جن میں لغزش ذرا نہیں وہ گدھ

ان کا اوج فلک پہ منہ لانا — ان کا چکر وہ پے بہ پے کھانا
اور اس میں دھوئیں کی وہ پرواز — سوز ہے اس کے ان کا باہم ساز
بام خورشید جس سے تیرہ و تار — ہر طرف ہے فضا میں جو دوار
آگ ادھر اور ادھر دھواں دیکھو
کھول کر آنکھ یہ سماں دیکھو

چندر گپت، مگر یہ نوبت تو تب آئی جب قسمت نے نند منش دول کا ساتھ چھوڑ دیا۔

چانکیہ۔ قسمت کے قائل تو جاہل انسان ہوتے ہیں جاہل سمجھے

چندر گپت۔ اور بعض مرتبہ بڑے بڑے پنڈت بھی اپنے منہ میاں مٹھو بنا کرتے ہیں۔

چانکیہ برکھل۔ ذرا زبان سنبھال کر۔ کیا تم نے سمجھ لیا ہے کہ میں تمہارا کوئی زرخرید غلام ہوں۔ ؎

چوٹی جو میرے سر پر اب تک بندھی ہوئی تھی
پھر اسکے کھولنے کو یہ ہاتھ مضطرب ہیں
باندھوں گا عہد پھر میں کھاؤں گا میں قسم پھر
یہ بادل اٹھ رہے ہیں پھر جادہ عمل ہیں
بد قسمتی کی زد میں تم پھر اب آرہے ہو
نندوں کی ابتری سے پہلے جو بجھ چکی تھی
غصہ کی آگ پھر وہ دل میں بھڑک رہی ہو

(آزاد نظم، منور لکھنوی)

چندر گپت (گھبرا کر خود بخود) واقعی گرو دیو تو طیش میں ابلے پڑ رہے ہیں۔

اب کیا کہا جائے؟ ہ

دیدوں میں بھرے ہوئے ہیں آنسو
اوپر سے ہے طیش کا یہ عالم
پلکیں بھر آئی جا رہی ہیں
شعلوں کی طرح سرخ آنکھیں
اک آگ سی جن میں جل رہی ہے
سر پر جو بندھی ہوئی ہے چوٹی
ابر دا اس سے ہیں اور تاریک
پڑتا ہے قدم گراں گراں جب
ہل جاتی ہے زمیں ساری
گویا رودر[1] اپنے تانڈو[2] میں
غصے کی ادا دکھا رہے ہوں (آزاد النظم منور لکھنوی)

چانکیہ (بناوٹی غصہ پر قابو پا کر) بر کھل. اس بک بک جھک جھک سے کیا حاصل. اگر واقعی راکھشس مجھ سے زیادہ ہوشیار ہے تو لو یہ ہتھیار اس کے حوالہ کر دو۔

(ہتھیار پھینک دیتا ہے اور اٹھ کر آسمان کی طرف دیکھتا ہے۔)

داہ راکھشس داہ. تم نے تو چانکیہ کو زیر کرنے کے لئے یہی حکمت عملی کی تھی۔ بس دیکھ لیا ہ

---

[1] رودر یعنی مہادیوجی. [2] تانڈو۔ مہادیوجی کا جلالی رقص

ہم کو آپس میں لڑانے کی جو کی ہے تدبیر
فتنۂ جنگ جگانے کی جو کی ہے تدبیر
یہ سمجھ کر کہ حبِ بدامور یہ مجھے کردے گا
نذرِ گرداب بلا مور یہ مجھے کردے گا
یاد رکھ یاد کر یہ بحث جو مصنوعی ہے
یاد رکھ یاد کر صورت جو یہ آنکلی ہے
خود ترے عزم کو مقصد کو زیاں پہونچیگا
ایک دھکا تجھے اس زد سے جہاں پہونچیگا
ختم یہ میل ملے کیتو سے ہو جائے گا
تجھ سے بگڑ جائے گا وہ جب تو مزا آئیگا (منور لکھنوی)

(یہ کہکر بناوٹی غصے کی حالت میں چلا جاتا ہے اور
چندر گپت کہتا ہے)

چندر گپت۔ قابل تعظیم دہی بزرے تمام رعایا میں اعلان کرادو کہ
اب حکومت کا انتظام خود چندر گپت کے ہاتھوں سے ہوگا
چانکیہ کا اس میں کوئی دخل نہ ہوگا۔

کنچکی (خود بخود) مہاراجا چندر گپت نے ہمیشہ آریہ چانکیہ کا نام عزت
سے لیا ہے ان کے نام کے پہلے آریہ لفظ کا استعمال کیا مگر
آج ایسا نہیں کیا کیا واقعی ان سے سب اختیارات چھین
لئے گئے مگر اس میں بھی مہاراج کی کیا خطا ہے ۔ قطعہ
راجا سے بُرا کام جو ہوتا ہے کوئی ، سب اسکو وزیر کی خطا کہتے ہیں
غفلت نہ مہاوت کی ہو جبتک شامل ہاتھی کو کہاں لوگ بُرا کہتے ہیں
(منور لکھنوی)

چندرگپت۔ کیوں کیا بات ہے، سوچ کیا رہے ہو؟

کنچکی۔ سوچتا یہی ہوں کہ آج سے آپ واقعی مہاراج ہوئے ابھی تک تو یہ خطاب محض دکھاوے کا تھا حکومت کسی کی تھی نام کا راجا کوئی تھا۔ اب سارا اختیار آپ کے ہاتھوں میں ہوگا۔

چندرگپت (دل ہی دل میں) انھیں لوگوں کے دھوکا کھانے سے کام بنے گا (پھر پرتی ہاری سے مخاطب ہو کر کہتا ہے)

شونوترے، اس تمام دردِ سر سے تو جی گھبرا گیا۔ مجھے آرام گاہ لے چلو۔

پرتی ہاری ادھر تشریف لائیے۔

(چندرگپت اٹھ کر چلتا ہے اور کہتا ہے) ے

عدول حکمی مرشد کا مرتکب ہو کر — اگرچہ محض بناوٹ سے کام بن ہی لیا
دھنسے زمیں یہ اور اس ہی میں سما جاؤں — یہ آج مجھ سے تقاضا ہے مری نیت کا

سبب ہے کیا کہ جو ہوتے ہیں واقعی سرکش
جو حکم اپنے گرو کا بجا نہیں لاتے
دل ان کا شانہ صد چاک ہو نہیں جاتا
زمیں میں فرطِ ندامت سے گڑ نہیں جاتے

(منور لکھنوی)

اس کے بعد سب چلے جاتے ہیں

تیسرا ایکٹ ختم

چوتھا ایکٹ

لالچ

مقام :۔ راکھشس منتری کے گھر کا باہری حصہ

(قاصد کے بھیس میں کربھٹ گھبرایا ہوا آتا ہے اور کہتا ہے)

حیرت کی بات ہے یہ تعجب کی بات ہے
ہاں واقعی عجیب کچھ انساں کی ذات ہے
سو کوس کے سفر سے بھی کرتا ہے قیل و قال
اس کے لئے ہے پاؤں اٹھانا بس محال
چلتا نہیں مگر کبھی حکام کے خلاف
اوپر سے حکم ہو تو نہیں تاب انحراف
رہتا نہیں وہ مرحلہ پورا کئے بغیر
کرتا ہے دور دور سفر دم لئے بغیر

(پھر سلسلۂ کلام جاری رکھتا ہے)

اب راکھشس کے گھر کی طرف چلنا چاہیے (تھکے ماندے مسافر کی طرح چل کر)۔

ارے پہرے پر کون ہے۔ راکھشس منتری سے جا کر کہہ دے کہ کر بھک پاٹلی پتر سے واپس آ گیا ہے۔ اس نے اپنا کام پورا کر لیا ہے۔

(دربان آتا ہے اور کہتا ہے)

یہ چلاتے کیوں ہو۔ غل نہ مچاؤ۔ آہستہ بولو۔ مہا منتری راکھشس تو راج کاج کی فکروں سے اتنے پریشان ہو گئے ہیں کہ ان کو نیند ہی نہیں آتی۔ کئی کئی راتیں جاگ کر کاٹ دیتے ہیں اور اسی لئے ان کے سر میں بہت سخت درد ہے۔ آج بستر سے اٹھے بھی نہیں، ابھی تک آرام کر رہے ہیں۔ ذرا ٹھہرو موقع ملنے پر میں تمہارا پیغام پہونچا دوں گا۔

کربھک۔ بہت اچھا۔ بہت اچھا۔

(پردہ اٹھتا ہے اور فرش پر فکرمند راکھشس اور شکٹ داس بیٹھے ہوئے نظر آتے ہیں)

راکھشس (خود بخود) ؎

چانکیہ کے مخالف گو آ چکے ہیں بس میں

پھر بھی پڑا ہوا ہوں میں کتنے پیش و پس میں

دل میرا زندگی سے بیزار ہو گیا ہے

راتوں کو نیند آنا دشوار ہو گیا ہے

بر آئے دیکھئے اب، دل کی مراد کیونکر

ہوتا ہے دشمنوں میں باہم فساد کیونکر

اک سمت ڈر رہا ہوں تقدیر نارسا سے

اک ہمت ہوں ہراساں چانکیہ کی دغا ہے

قسمت کے پھیر سے ہوں آئینہ دار ششدر

آتا نہیں سمجھ میں۔ بات اب بنے گی کیونکر

(سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے)

اور کیا کہا جائے ؎

یہ سیاست بھی اک بلا ہے عجیب　　ماجرا اسکا ماجرا ہے عجیب
پیچ در پیچ چکر اس کا ہے　　کھیل ناٹک کا اک یہ گویا ہے
کوئی ناٹک کا لکھنے والا ہو　　یا سیاست میں فرد یکتا ہو
نہیں اس کو سکون دل حاصل　　کہ ہے دونوں کی جان کو مشکل
دونوں آغاز مدعا کر کے　　صرف چھوٹی سی ابتدا کر کے
اس کے نشو و نما کو دیکھتے ہیں　　دم بدم ارتقا کو دیکھتے ہیں
جب پہونچتے ہیں وسط میں اسکے　　موڑ دیتے ہیں کچھ اسے ایسے
جن کا حاصل نظر نہیں آتا　　رُخ منزل نظر نہیں آتا
کام فن کاریوں سے لیتے ہیں　　رنگ ابہام ان کو دیتے ہیں
یوں بناتے ہیں دلنشیں اس کو　　ختم کرتے ہیں پھر کہیں اس کو

وسوسے بے نقاب ہوتے ہیں
اس طرح کامیاب ہوتے ہیں

اور اگر یہ سب کچھ ٹھیک ہوتے ہوئے بھی چانکیہ.....

(اتنے میں دربان آکر کہتا ہے)

جے ہو مہاراج کی، جیت ہو سرکار کی،

راکھشس۔ پہرے دار کی طرف دھیان نہ دے کر اور بقیہ جملہ پورا

کرتے ہوئے)

چانکیہ کو ہم گرفتار کرلیں،

پہریدار۔ کیا سرکار؟

(راکھشس کی بائیں آنکھ پھڑکنے لگتی ہے اور وہ خود بخود کہتا ہے)

'برہمن' چانکیہ کی جے ہو اور گرفتار کئے جائیں سرکار۔ یہ بھی کیا بات ہوئی۔ پھر بھی کیا ہوا۔ ہم کوشش کئے جائیں گے)

پھر آنکھ اٹھا کر دربان سے کہتا ہے)

'کیوں بھائی۔ کچھ کہنا ہے؟

دربان۔ حضور۔ پاٹلی پتر سے کربھک آئے ہیں۔ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔

راکھشس۔ فوراً حاضر کرو۔

(دربان باہر جاکر کربھک کو اپنے ساتھ لاتا ہے اور راکھشس کی طرف اشارہ کرکے کہتا ہے)

(دیکھئے وہ ہمارے وزیر باتدبیر تشریف رکھتے ہیں ادھر چلئے

کربھک (راکھشس کو دیکھ کر) جے ہو اماتیہ، جے ہو آپ کی۔

راکھشس، (کربھک کو دیکھ کر) اچھے تو ہو۔ آؤ ادھر بیٹھو۔

(کربھک جو حکم، کہہ کر نیچے بیٹھ جاتا ہے اور راکھشس خود بخود کہتا ہے۔)

'ارے میں نے اسے کس بات کا بھید لینے کے لئے بھیجا تھا۔ یہ تو یاد ہی نہیں، کیا کروں کام کی کثرت میں اتنی

ضروری بات بھی بھول گیا۔

(پھر کچھ سوچنے لگتا ہے اتنے میں ہاتھ میں چھڑی لئے ہوئے ایک شخص آتا ہے اور کہتا ہے)

ٹھہرو، ٹھہرو بھلے مانسو راستہ صاف کرو۔

جس کو زمیں پہ اندر کی عزت نصیب ہو
یہ اوج یہ شرف یہ فضیلت نصیب ہو
اچھائیوں کا ایک جہاں جس کی ذات ہو
ہر وصف ہر صفت کا نشاں جس کی ذات ہو
اس تاجدار تک ہو رسائی کسی کی کیا؟
اس شہریار تک ہو رسائی کسی کی کیا؟
پھر اس کی سازگاری قسمت کا ذکر کیوں؟
دیدار بھی محال ہے، قربت کا ذکر کیوں؟
ہر شخص کے نصیب میں یہ مرتبہ نہیں
حیرت کا ہے مقام کہ تم کو پتہ نہیں (منور لکھنوی)

(پھر اوپر دیکھ) بھلے مانسو۔ آخر تم کہتے کیا ہو۔ کچھ سمجھ میں بھی آتا ہے کہ میں سڑک سے ہٹ جانے کے لئے کیوں کہتا ہوں۔ راجہ راکھشس کے سر میں درد ہے۔ اور راجکمار ملے کیتو ان سے ملنے کے لئے ادھر آرہے ہیں۔ (یہ کہہ کر چلا جاتا ہے اور ملے کیتو بھاگو رائن نیز کنچکی کے ساتھ آتا ہے)

ملے کیتو۔ (لمبی سانس لے کر خود بخود) بڑے افسوس کی بات ہے۔ پتاجی کو

دنیا سے گزرے ہوئے آج دس مہینے ہو گئے مگر ہم لوگوں نے کچھ نہ کیا۔ صرف اپنی بہادری کے راگ گاتے رہے شیخی بگھارتے رہے یہاں تک کہ ترپن[1] کرنا بھی چھوڑ دیا۔

(پھر رک کر) مگر ہو گیا گیا۔ میں تو پہلے ہی عہد کر چکا ہوں کہ

مرے دل سے لگی ہے جان اعدا لے کے چھوڑوں گا
میں اپنے باپ کے قاتل سے بدلا لے کے چھوڑوں گا
جو ماتاؤں کی حالت ہے وہ اب دیکھی نہیں جاتی
کسی ڈھب سے بھی یہ صورت گوارا کی نہیں جاتی
وہ انکی چوڑیوں کا ٹوٹ جانا خون رلاتا ہے
بکھرنا ان کے بالوں کا قیامت دل پہ ڈھاتا ہے
خبر ہے اب دوپٹے کی نہ ان کو ہوش ہے سر کا
غم بے حد کا باعث ہے اجڑ جانا میرے گھر کا
سہاگن کل جو تھیں وہ آج بیواؤں میں شامل ہیں
جو کل خنداں تھیں وہ آہ و بکا پر آج مائل ہیں
قیامت دشمنوں کی عورتوں پر اب میں توڑوں گا
قسم کھاتا ہوں میں بیوہ بنا کر ان کو چھوڑوں گا
رلاؤں گا انھیں میں خون کے آنسو رلاؤں گا
لہو دشمن کا پی کر پیاس میں اپنی بجھاؤں گا
پتا کی آتما کو اس طرح جب شانتی ہو گی!
میرا دل مطمئن ہو گا مجھے حاصل خوشی ہو گی

---

[1] ترپن ہندوؤں میں بزرگوں کی ارواح رفتہ کی یاد میں پانی دینے کے عمل کو کہتے ہیں

دگر نہ جان پر کھیلوں گا میں سنگرام بھومی[1] میں
کروں گا نام پیدا سر یہ دے کر سر فروشی میں
پتا کی آن پر مٹ کر پتا کے پاس پہونچوں گا
پتا کے پریم میں پرماتما کے پاس پہونچوں گا
(منور لکھنوی)

(پھر کنچکی سے مخاطب ہو کر) جا جو بے، تمام راجاؤں کو اطلاع دو کہ "میں کچھ کہے سنے بغیر دفعتاً راکھشس منتری کے پاس اکیلے جاکر ان کو خوش کرنے کی کوشش کروں گا۔ وہ سب لوگ ذرا ادھر ہی ٹھہریں، ادھر آنے کی تکلیف نہ کریں

کنچکی۔ جو حکم سرکار (گھوم کر سامنے دیکھتا ہے اور راجاؤں کو مخاطب کر کے کہتا ہے۔)

دیش، دلیش کے بہادر راج سُن لیں۔ کمار ملے کیتو کی ہدایت ہے کہ ان کے ساتھ چلنے کی کسی کو ضرورت نہیں۔

(اور ملے کیتو کی طرف دیکھ کر)

(دیکھئے سرکار۔ آپ کا حکم سنتے ہی راجاؤں کا قدم رک گیا تھے جس قدر شہسوار راج انھوں نے گھوڑوں کو اپنے روکا کھینچی ہوئی گردنیں جھکا کر ہوا سے باتیں جو کر رہے تھے چڑھے ہوئے تھے جو ہاتھیوں پر ٹھٹک گئے وہ کبھی دم زدن میں نہ جسم میں نام کو بھی جنبش خموش تھے گر دنوں میں گھنٹے

---

[1] سنگرام بھومی یعنی میدان جنگ۔

سمندر اپنی حدوں سے جیسے ذرا بھی کرتے نہیں تجاوز
رہے خود اپنے ہی دائرے میں رکھے جس قدر انکے ساتھ راج
(منور لکھنوی)

ملے کیتو۔ اچھا جا جولے۔ تم بھی یہاں سے رخصت ہو اور تمام دوسرے لوگ بھی چلے جائیں، صرف بھاگو رائن میرے ساتھ رہجائیں،

کنچکی۔ جو حکم سرکار۔
(کنچکی اور پالکی بردار جاتے ہیں)

ملے کیتو۔ (بھاگو رائن سے مخاطب ہو کر)
جب میں یہاں آیا جایا کرتا تھا اس وقت بھدر بھٹ اور دوسرے لوگوں نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ منتری راکھشس کے بجائے میرے سپہ سالار شکھر سین کے وسیلے سے میرے حلقۂ خدمت میں داخل ہونا پسند کرتے ہیں۔ کیوں کہ میں ہی ان کا مخدوم بننے کی صلاحیت رکھتا ہوں، میری ہی ذات میں وہ خوبیاں ہیں جن کے باعث وہ لوگ چندر گپت سے محض اس لئے بیزار ہو گئے تھے کہ وہ اپنے عیار طبیعت وزیر کے اشاروں پر چلتا تھا میں ان کی باتوں پر غور کرتا تھا لیکن ان کا اندرونی منشا میری سمجھ میں نہیں آتا تھا۔

بھاگو رائن۔ کمار یہ درست ہی ہے۔ انسان کو ایسے ہی راجا کی ماتحتی کرنا چاہیئے جس میں راجوں کے ایسے گن ہوں اور جو ساتھ ہی ساتھ ہمت و حوصلہ سے بھی کام لینے والا ہو۔ اپنی جان کو جوکھم میں ڈال سکتا ہو اور یہ کارروائی صرف

راجا کے دوستوں اور بہی خواہوں کے ذریعہ عمل میں آنا چاہیے۔ راج نیت کا یہی تقاضہ ہے۔

ملے کیتو۔ تو پھر اس طرح راکھشس منتری ہی ہم لوگوں کے بہترین دوست اور بہی خواہ ہیں۔

بھاگو رائن۔ بالکل درست مگر بات یہ ہے کہ منتری راکھشس کو عداوت تو چانکیہ سے ہے چندر گپت سے نہیں، ہو سکتا ہے کہ چانکیہ سے بیزار ہو کر اور اس سے تنگ آ کر جو اپنی کامیابیوں پر پھولا نہیں سماتا۔ چندر گپت چانکیہ کو وزارت سے علیحدہ کر دے اور نتیجہ کے طور پر مہامنتری راکھشس محض اس خیال سے کہ آخر کار چندر گپت کا تعلق اس کے محبوب نند بنس سے ہے نیز اپنے دوستوں کی پاس داری مد نظر رکھ کر چندر گپت سے ساز باز کر لیں۔ ایسی حالت میں اگر وہ لوگ منتری راکھشس کے ذریعہ آپ کے حلقہ خدام میں داخل ہو جائیں تو سب کام بن سکتا ہے۔

"یہ ہے نچوڑ اس ساری گفتگو کا۔

ملے کیتو۔ ان لوگوں کا خیال درست معلوم ہوتا ہے۔ اچھا آیئے چلئے مہامنتری راکھشس کی جائے قیام پر۔

بھاگو رائن۔ میرے راجکمار تو پھر آیئے اس طرف تشریف لے چلئے!

(راکھشس کی قیامگاہ پر پہونچکر بھاگو رائن نے کہا)

لیجئے۔ ہم لوگ مہا منتری کی قیام گاہ پر پہونچ گئے۔ اندر تشریف

لے چلئے راجکمار۔

ملے کیتو۔ میں، اچھا (دونوں پردے سے راکھشس اور کرہبک کی گفتگو سنتے ہیں۔

راکھشس (دل میں) اچھا اب میں سمجھا (پھر کرہبک سے بولا) بھدرپرش کسم پور میں بیتالک استن کلش سے تمہاری ملاقات ہوئی تھی۔؟

کرہبک۔ جی ہاں ہوئی تھی۔

ملے کیتو (آڑ سے) ارے بھائی بھاگوراین یہاں تو کسم پور کا ذکر چھڑا ہوا ہے آؤ ہم دونوں ادھر ہی رک جائیں۔ اور چھپکر گفتگو سنیں۔ کیونکہ

ہیں باتیں عجب کچھ وزیروں کی باتیں
نہاں ان میں ہوتی ہیں گھاتیں ہی گھاتیں
یہ کرتے ہیں راجاؤں سے گفتگو جب
تو ہوتا ہے کچھ اور ہی ان کا مطلب
نہ ہو جائیں جن سے کہیں وہ مکدر
سخن لب پہ لاتے ہیں پہلو بچا کر
جب آپس میں لیکن کبھی بولتے ہیں
کسی اور ڈھب سے زباں کھولتے ہیں
بہت دور ہوتی ہیں اس وقت گھاتیں
بہت کھل کے آپس میں ہوتی ہیں باتیں

لہ بھدرپرش یعنی شریف انسان۔

بھاگورائن۔ جیسی مرضی سرکار کی۔

(دونوں رک جاتے ہیں اور راکھشس کربھک سے دریافت کرتا ہے)

کیوں جی کچھ کام بنا یا نہیں؟

کربھک۔ آپ کی عنایت سے سارا کام بن گیا۔

(ملے کیتو بھاگورائن سے الگ دریافت کرتا ہے)۔

کیوں جی۔ کونسا کام؟

بھاگورائن۔ بھائی۔ راکھشس منتری کی باتیں بہت گہری ہوتی ہیں ان کا بھید کون جان سکتا ہے دیکھئے ابھی ابھی خود ہی معلوم ہو جائے گا۔ آپ کا کام تو صرف یہ ہے کہ غور سے ساری باتیں سنتے جائیں۔

راکھشس (کربھک سے) اچھا ذرا پورا حال تو بتاؤ۔

کربھک۔ آپ نے مجھے بتایا تھا کہ استن کلس سے یہ کہنے کا حکم دیا تھا کہ جب کبھی چانکیہ چندرگپت کی عدول حکمی کرے اسوقت وہ ایسے اشلوک پڑھ دے جس سے چندرگپت کا دل چانکیہ کی طرف سے ہٹ جائے اس کی برہمی بڑھ جائے۔

راکھشس۔ ہاں پھر۔

کربھک۔ میں نے پاٹلی پتر جا کر آپ کا پیغام استن کلس کو پہونچا دیا۔

راکھشس۔ اس کے بعد

کربھک۔ اس کے بعد جن لوگوں کو نند کل کی تباہی سے تکلیف پہونچی

ان کی تالیف قلب کے لئے چندر گپت نے منادی کرا دی کہ شہر میں کومدی تیوہار کا جشن منایا جائے۔ چونکہ یہ تقریب بہت دنوں کے بعد منائی جانے والی تھی۔ کسم پور کی رعایا نے اس حکم پر اظہار پسندیدگی کیا۔ نہایت جوش و خروش کے ساتھ اس کا خیر مقدم ہوا

راکھشس (آنکھوں میں آنسو بھر کر) ہائے میرے مالک نند سے
کیا عیش و خرمی کا مزا آپ کے بغیر
کیا جشن کومدی کا مزا آپ کے بغیر
گو آسمان کے چاند کی ہے روشنی قبول
کھلتے ہیں آب جو دل میں اس سے کنول کے پھول
گو چاند مور یہ ہنس کا بھی تابدار ہے
گو اسفلوں کے حق میں یہ جان بہار ہے
راجوں کے چاند آپ تھے منو پاش ہر طرف
دنیا تھی دم سے آپ کے بشاش ہر طرف

کرمھک۔ مگر کمینے چانکیہ نے چندر گپت کی مرضی کے خلاف کسم پور کی رعایا کو اس جشن سے محروم کر دیا۔ البتہ روک دیا گیا اور اسی وقت استن کلش نے بھی ایسے ایسے شعر پڑھ کر سنائے کہ مہاراج چندر گپت کی طبیعت چانکیہ کی طرف سے برگشتہ ہو گئی۔

راکھشس۔ وہ شعر کیا تھے، میں بھی تو سنوں،

کرمھک نے وہ اشعار سنا دیئے جو تیسرے ایکٹ میں دوسری

آواز کے ذریعہ صادر ہوئے تھے ——— تورا کھشس
نے کہا، خوب، خوب، شاباش استن کلش، پھوٹ ڈالنے
کا موقع اچھا نکالا۔ تمہارا بویا ہوا بیج پھل لائے گا۔

کوئی آکر اس کی راحت کوشیوں میں ہو مخل
ایک معمولی بشر بھی جب یہ سہہ سکتا نہیں
بات یہ کیونکر گوارا پھر کسی راجا کو ہو
ہے جلال خسروی سے شخصیت جس کی مبیں

ملے کیتو۔ (بھاگورائن سے) بالکل درست ہے یہ خیال،
راکھشس (کربھک سے) پھر کیا ہوا۔ آگے کا حال بتاؤ؟
کربھک۔ ہوا یہ کہ چندر گپت جو اپنی عدول حکمی سے برگشتہ خاطر تھا
آپ کی برتری جتانے لگا۔ آپ کو اس موقع پر ترجیح دینے
لگا۔ اور اس نے بدبخت چانکیہ کو اس کے عہدے سے ہٹا دیا۔
(ملے کیتو بھاگورائن سے کہتا ہے)
درست بھاگورائن۔ راکھشس کو ترجیح دینے کا مطلب یہ
ہے کہ چندر گپت ان کی طرف جھک رہا ہے۔
بھاگورائن۔ اہمیت اس بات کی نہیں کہ چندر گپت نے راکھشس
کو چانکیہ کے مقابلے پر ترجیح دی۔ کام کی بات یہ ہے کہ اس
نے چانکیہ کو اس کے عہدے سے ہٹا دیا۔
راکھشس (کربھک سے) تو چانکیہ کا بگاڑ کا سبب محض کو مدی مہاتسو
کا رکنا ہی تھا، یا کوئی اور وجہ بھی تھی۔؟
(ملے کیتو بھاگورائن سے کہتا ہے) بھاگورائن جی۔ یہ سمجھ میں نہ آیا

کہ چندر گپت کی ناراضگی کا کوئی دوسرا سبب دریافت کرنے سے راکھشس کا کیا مطلب ہے؟

بھاگو رائن۔ چانکیہ ہے تو پرلے درجہ کا چالاک اور چپے باز وہ بلا وجہ چندر گپت کو ناراض ہونے کا موقع نہیں دے گا چندر گپت بھی اس کے احسانوں سے دبا ہوا ہے، وہ ایک چھوٹی سی بات پر چانکیہ کی توہین میں حد سے باہر نہیں جائے گا۔ اسی لئے دونوں کے درمیان کشمکش سے جو بگاڑ پیدا ہوا ہے وہ اسی وقت دیرپا ہو گا جب اس کے لئے کئی سبب ہوں گے؟

کرھک (راکھشس سے) چندر گپت کے برآفروختہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ چانکیہ نے دونوں یعنی ملے کیتو اور آپ کے فرار پر چشم پوشی کی۔

راکھشس (خوش ہو کر) دوست شکٹ داس اب تو چندر گپت بال بال ہمارے قابو میں آ جائے گا۔ چندن داس کو رہائی مل جائے گی، آپ بھی اپنے گھر والوں سے مل سکیں گے اور جیو سدھ وغیرہ دوسرے لوگوں کی بھی گلو خلاصی ہو جائے گی، سب کام پورے ہو جائیں گے۔

(بھاگو رائن اور ملے کیتو میں چہ میگوئیاں ہوتی ہیں)

بھاگو رائن۔ (خود بخود) ضرور ضرور جیو سدھی کی گلو خلاصی تو ضرور ہی ہو جائے گی۔

ملے کیتو (آڑ سے)، یہ کہنے کا کیا مطلب ہے کہ چندر گپت اس کے

قابو میں آ جائے گا۔

بھاگورائن۔ مطلب کیا ہے بس یہی کہ چندر گپت چانکیہ کے پنجے سے نکل آیا تو آپ کو خواہ مخواہ کیوں برباد کرے۔

راکھشس۔ چانکیہ اپنی برخاستگی کو لے کر گیا کہاں؟

کربھک۔ وہ ابھی تک پاٹلی پتر ہی میں ہے۔

راکھشس (گھبرا کر) ابھی تک چانکیہ پاٹلی پتر میں ہے کیا وہ تپسیا کرنے کے لیے بن باسی نہیں ہو گیا؟ اس نے کوئی دوسری پرتگیا تو نہیں کر لی۔

کربھک، سننے میں تو آیا ہے کہ اب وہ تپسیا کرنے کے لئے بن باس اختیار کرے گا۔

راکھشس (گھبرا کر) دوست شکٹ داس یہ ناممکن معلوم ہوتا ہے دیکھو نا

روئے زمیں کا اندر تھا جس نند کا خطاب
جس کا تمام دہر پہ بیٹھا تھا رعب و داب
چانکیہ جب اسی کو نظر میں نہ لا سکا
ظالم کسی طرح بھی نہ قابو میں آ سکا
معزولیت خود اپنی گوارا نہ کر سکا
درماندگی دل کا نظارا نہ کر سکا
تیلا غرور کا ہے وہ غیرت کا بے گماں
کیسے سہے گا موریہ کی یہ بدسلوکیاں
جس کو اسی نے راج دلایا ہے بالیقیں لاکھوں کا شہریار بنایا ہے بالیقیں

منور لکھنوی

ملے گیتو (آڑ میں) اچھا بھاگو رائن یہ تو بتاؤ کہ چانکیہ نے جنگل چلے
جانے اور پھر یہ تگیا کرنے میں اور کیا چال چھپا رہی ہے اس
کا منشا کیا ہے۔ اس سے اس کا کیا کام بن سکتا ہے؟
بھاگو رائن۔ کمار ملے گیتو۔ اس بات کا سمجھنا تو کچھ مشکل نہیں۔ صاف
ظاہر ہے کہ چندر گپت کی کامیابی کا امکان اتنا ہی زیادہ
بڑھ جائے گا جتنا وہ چانکیہ سے دور رہے گا۔
(اب شکٹ داس راکھشس سے کہتا ہے)
محترم۔ آپ ہرگز ان باتوں کو غلط نہ سمجھیں۔ کوئی بات
ناممکن نہیں۔ یہ سب فکر وترود فضول ہے یاد رکھئے ؎
ہے اب تو چندر گپت کو حاصل سب اختیار
یہ اوج اب نصیب ہے اس کو یہ اقتدار
بالوں میں جن کے لعل وجواہر کی ہے چمک
پیدا ہے جن سے ماہ پُر انوار کی جھلک
ان کے سروں پہ بھی ہے قدم چندر گپت کا
ہے اس قدر بلند علم چندر گپت کا
مرعوب ہو وہ اپنے اک ادنےٰ غلام سے
ہٹ جائے ایک انچ بھی اپنے مقام سے
توہین اپنے حکم کی سہنا محال ہے
محکوم اک وزیر کا رہنا محال ہے
حکم شہی کے ٹالنے والے سے دب سکے
پر اس طرح نکالنے والے سے دب سکے

اور پھر
چانکیہ خون عقل و فراست کرے گا کیوں؟
سب کچھ یہ جان کر بھی حماقت کرے گا کیوں
گو فطرتاً دماغ بہت اس کا گرم ہے،
دل اس کے باوجود ملائم ہے، نرم ہے
دشمن کے خاتمے کے لئے لازمی ہے جنگ
لاکھوں کا خون جنگ میں بہتا ہے بے درنگ
چانکیہ کو بھی بات یہ لیکن نہیں پسند،
اس کا بھی دل ہے پیکرِ احساس دردمند
حالانکہ ایک عہد تو پورا ہی کر چکا
سامانِ سکونِ دل کا مہیا ہی کر چکا
اب کوئی اور عہد کرے وہ محال ہے
یہ وسوسہ ہے پیشِ نظر یہ خیال ہے
ممکن ہے درد دل کا مداوا نہ کر سکے
شاید اب اپنے عہد کو پورا نہ کر سکے

راکھشس۔ ممکن ہے ایسا ہی ہو۔ اچھا اب کربھک کو آرام کرنے دو۔ انھیں کچھ ناشتہ کراؤ۔ جاؤ۔

شکٹ داس۔ جو حکم۔

(شکٹ داس اور کربھک دونوں جاتے ہیں اور راکھشس کہتا ہے۔)

اس وقت تو کمار سے ملنے کو جی چاہتا ہے،

ملے کیتو (سامنے آکر) میں تو خود ہی آپ سے ملنے کے لئے یہاں موجود ہوں۔

راکھشس۔ (کسی قدر وسوسے سے) ارے آپ خود ہی یہاں آگئے۔؟

(اپنے آسن سے کھڑے ہوکر) آئیے، براجیے۔

ملے کیتو۔ میں بیٹھتا ہوں۔ آپ بھی تو تشریف رکھیں۔

(دونوں بیٹھتے ہیں)

(ملے کیتو دریافت کرتا ہے)

اب سر کے درد کا کیا حال ہے، کچھ آرام ہے؟

راکھشس۔ جب تک آپ کو کمار کے لقب سے یاد کروں گا ہمارا جانے کہنے کی مسرت حاصل نہ ہوگی۔ اس دردِ سر کا جانا محال ہے۔

ملے کیتو۔ آپ نے جو عہد کیا ہے وہ پورا ہوکر رہے گا۔ فوجیں لڑائی کے لئے تیار ہیں اب انتظار کس بات کا ہے شاید دشمن کے کسی کمزور پہلو پر نگاہ ہے ورنہ اس طرح خاموش بیٹھنے کے کیا معنی؟

راکھشس۔ انتظار کسی بات کا نہیں، آپ فوج کشی کردیں۔

ملے کیتو۔ میرے مہربان کیا دشمن اس وقت کسی مصیبت میں پھنس گیا ہے؟

راکھشس۔ بڑی مصیبت میں

ملے کیتو۔ وہ کیا۔؟

راکھشس۔ وزارت کی مصیبت میں۔

ملے کیتو۔ وزارت کی مصیبت کے کیا معنی؟ ایسی تو کوئی مصیبت نہیں ہوئی۔

راکھشس۔ اور کسی کی نہ ہوتی ہو۔ چندر گپت کے سر پر تو یہ افتاد آ ہی پڑی ہے۔

ملے کیتو۔ مگر چندر گپت پر تو ایسی مصیبت پڑ ہی نہیں سکتی۔

راکھشس۔ یہ آپ کو کیسے معلوم؟

ملے کیتو۔ چانکیہ کے چندر گپت کا وزیر ہونے سے عام طور پر تو لوگ بد دل ہیں۔ جب چانکیہ نہ رہے گا تو لوگ چندر گپت کی خدمت زیادہ تن دہی سے کریں گے۔ اس پر زیادہ جان چھڑکیں گے۔ پھر وہ کانٹا جو اب تک دل میں کھٹکا کرتا ہے نکل جائے گا۔

راکھشس۔ کمار! آپ ذرا ان باتوں پر غور سے کام لیں۔ آپ کا خیال درست نہیں۔ معاملہ یہ ہے کہ اس وقت دو قسم کے آدمیوں سے سابقہ ہے۔ ایک قسم میں تو وہ لوگ شامل ہیں جو چندر گپت کے ساتھی ہیں، اور دوسری قسم والے نندکل کے حامی ہیں۔ اب چانکیہ کی ناکامیوں سے ان لوگوں میں بے دلی پیدا ہو گئی ہے جو چندر گپت کا دم بھرتے تھے نند ہنس سے عقیدت رکھنے والوں کو اس سے کچھ تعلق نہ تھا۔ ان لوگوں میں چندر گپت کے خلاف اس نے دشمنی اور نفرت کا جذبہ ہے کہ اس نے بڑی احسان فراموشی سے کام لے کر اپنے باپ کے خاندان یعنی نند ہنس کو تباہ

کر ڈالا ہے۔ چونکہ ان کے سر پر ان کے حسب مرضی کوئی
ہاتھ رکھنے والا نہیں اس لئے وہ چندر گپت کے حامی
ہیں اب آپ کی ذات میں ان لوگوں کو اس لشکر کش کی شخصیت
نظر آتی ہے جس میں دشمنوں کی سرکوبی کے لئے ہر قسم کی
صلاحیت مسلمہ طور پر موجود ہے اب وہ لوگ دشمن کو
دھتا بتا کر آپ کی طرف آجائیں گے اس سلسلے میں آپ
میری ہی نظیر دیکھیں۔

ملے کیتو۔ چندر گپت پر حملہ کرنے کا سبب یہی وزارت کا معاملہ ہے
یا کوئی اور بھی وجہ ہے۔

راکھشس۔ میرے خیال میں تو سب سے بڑی وجہ یہی ہے۔

ملے کیتو۔ سب سے بڑی وجہ کیوں ہے۔ کیا چندر گپت کے
پاس اور کوئی چارہ کار نہیں ہے، وہ حکومت کا انتظام
خود اپنے ہاتھ میں لے سکتا ہے، کسی اور کو وزیر مقرر
کرسکتا ہے۔ یا بغیر وزیر کے خود سب کام سنبھال سکتا ہے

راکھشس۔ نہیں چندر گپت میں اتنی صلاحیت نہیں۔

ملے کیتو۔ کیوں؟ کیا کوئی دوسرا چارہ کار مہیا نہیں ہوسکتا؟

راکھشس۔ چارہ کار تو اس حالت میں ہوتا ہے جب یا تو راجہ
مطلق العنان ہو یا مل جل کر انتظام حکومت کیا جائے۔
مگر چندر گپت کے یہاں دونوں میں سے کوئی بات نہیں۔
وہ تو نکما ہے نکما۔ وہ سارا کام وزیر کے بھروسے پر
کرتا ہے۔ اس کو کاروبار حکومت سے کچھ مطلب ہی نہیں

پھر وہ حکومت کی دیکھ بھال کیسے کر سکتا ہے وزیر کے بغیر وہ کچھ کر ہی نہیں سکتا۔ اس کے پاس اور کوئی علاج ہے ہی نہیں ؎

وزیر اور سلطان اگر متفق ہوں — کریں کام آپس میں یک رائے ہو کر
جا کر قدم خوب اپنے ہمیشہ — رہے راج میں ان کے اقبال مندی
یہ رخ ایک کی سمت سے پھیر لیتی ہے — رائیں جو دونوں کی یکسر جدا ہوں

اِدھر ہو وزیر اپنی مرضی کا مالک
اُدھر ہو جو سلطان میں خود پسندی

اور بھی

دودھ پیتا ہوا جیسے کوئی ننھا بچہ — ماں کی چھاتی سے جدا رہ نہیں سکتا دم بھر
بادشاہ ویسے ہی ناداں جو ہو ناپختہ ہو — اس کی ہوتی ہے وزیروں کی غلامی میں بسر
ایک لمحہ بھی کوئی کام نہیں کر سکتا — مشورہ کار کوئی پاس نہ رہتا ہو اگر

لے گیتو (خود بخود) اس لحاظ سے ہم اچھے رہے۔ کسی وزیر کے بس میں نہیں (پھر رخ بدل کر، قدرے بلند آواز سے کہتا ہے)

میرے مشیر کار راکھشس۔ آپ کا فرمانا بجا۔ ارشاد درست مگر یہ بھی تو سوچنے کی بات ہے کہ حملہ کرنے کے لئے دوسرے اسباب کی موجودگی میں محض مخالف کی وزارتی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر ہم تلواریں سنبھالیں۔ کیا اس طرح ہمیں کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔؟

راکھشس۔ ضرور ہو سکتی ہے، مہاراج کمار، ضرور ہو سکتی ہے اطمینان رکھئے ؎

کیوں نہ ہو دشمن پہ قابو آپ کا | اک طرف ہے زور بازو آپ کا
آپ ہیں خود اس مہم کے رہنما | آپ ہیں خود اس سفر کے پیشوا
تاب و طاقت میں یگانہ آپ ہیں | زور و ہمت میں یگانہ آپ ہیں
کیا کرے کوئی خیالِ ہمسری | آپ کو حاصل ہے سب پر برتری
پاٹلی پتر آج تک نندوں کا ہے | خاندان کے ان جگر بندوں کا ہے
کر چکا یہ مرحلہ طے چندر گپت | دسترس چانکیہ سے ہے چندر گپت
ہو گیا چانکیہ جب سے برطرف | ہو رہی ہے اس کی خواری ہر طرف
ہو گیا ہے موریہ سے بیزار وہ | بن گیا ہے کھینچ کے اب تلوار وہ

موریہ کی وہ شان و شوکت ختم ہے
ساز و سامانِ حکومت ختم ہے

(اپنے متعلق ملے گیتو کے الفاظ سے کچھ گھبرا کر) س

اسطرف میں پیشوا ہوں آپ کا | ہر قدم پر رہنما ہوں آپ کا
اب کسر بھی ہے کہیں باقی کوئی | دیر ہے بس آپ ہی کے حکم کی

ہم رہے جاتے ہیں بے نیلِ مرام
کچھ بغیر اس کے نہیں بنتا ہے کام

ملے گیتو۔ اگر میرے نیک دل وزیر کا یہ خیال ہے کہ ہمیں فوراً اہم شروع کر دینا چاہیئے تو پھر ہم ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر کیوں بیٹھے رہیں؟

یہ آسماں بوس ہاتھی ہمارے | لڑائی میں جاں باز ساتھی ہمارے
رنگا ہے بدن جنکا سرخی سے یکسر | جسامت میں بھاری نہایت قد آور
پسینہ جو بہتا ہے وہ عنبریں ہے | سواد حسیں کسقدر دلنشیں ہے
ہے آواز ان کی گرجدار کتنی | گرج ان کی ہے محشر آثار کتنی

جو ہیں سوَن دریا کے رنگیں کنارے — ہیں دامن میں جن کے دل افزا نظارے
یہ دانتوں سے اپنے انھیں پھاڑتے ہیں — بڑے زور کے ساتھ جھنجھاڑتے ہیں
بڑھیں دیکھ کر وہ جو اسکی روانی — بکھر جائے چاروں طرف اس کا پانی
ہیں اونچے سے اونچے جو اسکے کنارے — رواں اُن سے ہو جائیں پانی کے دھارے
ہیں دونوں طرف اسکے اشجار بیحد — کنارے ہیں یا یہ تیرہ و تار بے حد
ہے لہروں میں ہر وقت اک بیقراری — صدا ان سے سرسر کی رہتی ہے جاری

کناروں پہ جو باڑھ سی آ رہی ہے
عجب ان کی حالت ہوئی جا رہی ہے

اور محض یہی نہیں ؎

چلے ہاں چلے ہاتھیوں کی قطار — کریں یاد ہو بڑھ کے مستانہ وار
معطر پسینہ بہے جسم سے — ندی اس کی جاری رہے جسم سے
کریں پاٹلی پتر کا یہ حصار — چلے جسطرح بادلوں کی قطار
گرجتی ہوئی غل مچاتی ہوئی — زمیں پہ سمندر بہاتی ہوئی

اٹھاتی ہوئی اک قیامت کا شور
کرے وندھیاگر[1] پہ بزلزلہ بزور

(یہ کہکر ملیکیتو بھاگورائن کے ساتھ چلا جاتا ہے اور راکشس سے کہتا ہے)

'دروازے پر کوئی ہے؟

پریم ووک (اندر آکر) کیا حکم ہے سرکار؟

---

[1] وندھیاگر یعنی وندھیاچل پہاڑ۔

راکھشس۔ کوئی جوتشی[1] قریب ہے؟

پریم ودک۔ کھشنیک ہے حضور

راکھشس (خود بخود) کیسی بدشگونی ہے۔ پہلے ہی کھشنیک کا منھ دیکھنا پڑا۔

پریم ودک۔ اس کا نام جیوسدھی ہے

راکھشس۔ اچھا اندر بلاؤ، اس کو دیکھ کر کراہیت تو نہ ہوگی

(پریم ودک 'جو حکم' کہہ کر جاتا ہے اور کھشنیک کو ساتھ لیکر واپس آتا ہے" کھشنیک راکھشس کے قریب جاکر کہتا ہے)

مایا موہ کے بیماروں کو جن سے صحت ملتی ہے

ہاتھ آتی ہے امن کی پونجی چین کی دولت ملتی ہے

ایسے پہونچے انسانوں کے قول پہ چلنا لازم ہے

ان کے نورانی سانچوں میں ہم کو ڈھلنا لازم ہے

ان کی دوائیں اول اول سب کو کڑوی لگتی ہیں

آخر آخر تاثیروں سے اپنی میٹھی لگتی ہے

(راکھشس کی طرف جھک کر) دھرم لابھ ہو۔ اُپاسک[2]

راکھشس۔ جوتشی جی مہاراج۔ اب ہم لوگ کس دن سے یہاں سے کوچ کریں؟

---

[1] جوتشی یعنی نجومی

[2]۔ اُپاسک یعنی پجاری

کھشنیک[1]۔ اُپاسک ساعت تو دیکھ لی ہے۔ دوپہر کے بعد پورن ماشی لگ رہی ہے، یہ گھڑی ہر طرح سے شبھ[2] ہے آپ کو جانا ہے۔ دکھن کی طرف اور نکھشتر بھی دکھشی ہے

---

[1] کھشنیک کی اس گفتگو میں اشاروں کے ذریعہ بتایا گیا ہے کہ اس جنگ میں فتح چندر گپت کی ہوگی۔ ملے کیتو ہار جائے گا۔ اسی رعایت سے اس نے تمام توضیح معکوس کی ہے۔ بھدرا چھوٹ گئی۔ اس کا مطلب ہے کہ چانکیہ نے چندر گپت کا ساتھ چھوڑ دیا آج تتھ پورن ماشی ہے۔ چاند پورا نکلے گا اس سے مراد ہے کہ چندر گپت کا اقبال یاور ہے، دکھن کی طرف سے مراد ہے موت یا تباہی اور نکھشتر دکھشنی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ سیارے راکھشس آپ کے خلاف ہیں اور ملے کیتو بغیر چھتر یعنی چتر شاہی سے محروم ہو۔ سورج کے ڈوبنے سے مراد ہے راکھشس کی شکست اور چاند کے طلوع ہونے کا مطلب ہے چندر گپت کی فتح بدھ کی لگن سے مراد ہے چانکیہ کی مدد۔ کیتو سے مراد ہے ملے کیتو اور اس کے نمودار ہو کر غائب ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا خاتمہ جلد ہی ہو جانے والا ہے

---

[2] شبھ یعنی نیک سعید۔

اس کے علاوہ ؎

موریہ کا است چندرماں کا اُدے
شبھ مہورت کی ایک علامت ہے
بدھ اچھی لگن میں بیٹھا ہے
کیتو کا کچھ عجیب نقشا ہے
تھا بلند اب اگر ہے کچھ یہ پست
اب اُودے پا کے ہو رہا ہے است

راکھشس۔ مہاراج سری گنیش ایسے ہی غلط۔ دیکھیے جو تتھ آپ نے بتائی ہے وہ منحوس ہے۔

کھشنپک۔ آپا سک یاد رکھیے ؎

اگر ہے اتھ تتھ کا صرف ایک گنا تو نکھشتر ہے چوگنا کامیاب
لگن کا ہے چونسٹھ گنا اس سے بھی یہ جیوتش کی رو سے ہے پکا حساب

اس کے علاوہ ؎

منحوس ستارے کا اثر اب نہیں باقی
وہ اس کی جفاکوش نظر اب نہیں باقی
رخصت ہوئی جتنی بھی خرابی تھی لگن میں
نیکی کے پھر آثار ہویدا ہیں چلن میں

۱؎ نکھشتر یعنی ستارہ ۲؎ موریہ یعنی آفتاب ۳؎ است یعنی غروب ۴؎ اودے یعنی طلوع ۵؎ مہورت یعنی ساعت ۶؎ بدھ یعنی عطارد ۷؎ لگن یعنی برج ۸؎ کیتو ایک منحوس سیارہ۔

؎ بعض اصل سنسکرت نسخوں میں چونسٹھ گنا کے بجائے سو گنا نظم کیا گیا ہے۔ پروفیسر دھرو سو گنا لکھتے ہیں۔ ستیہ برت سنگھ چونسٹھ اور کھار خیند وہر خیند رنے چونتیس گنا لکھا ہے۔

ہے چاند کی رفتار کا بھی نیک ہی انداز
تکمیل مقاصد کا مناسب ہے اب آغاز
کام آپ کے اب حسب طلب بن کے رہینگے
جو ذہن میں نقشے ہیں وہ سب بن کے رہیں گے

راکھشس۔ مقدس بزرگ، ذرا اور جوتشیوں سے صلاح لے لیجئے
کھشنپک۔ آپ خود ہی دریافت کرلیں۔ لیجئے میں جاتا ہوں۔
راکھشس، کیوں پنڈت! کیا آپ ناراض ہو گئے؟
کھشنپک۔ میں آپ سے ناراض کیوں ہونے لگا۔ ایک جوتشی کی بھلا کیا مجال کہ آپ کی طرف سے دل میں کسی قسم کا ملال لائے۔
راکھشس، پھر ناراض کون ہوا ہے؟
کھشنپک، ناراض ہوا ہے بھگوان جس سے آپ کی سمجھ میں فرق آگیا ہے، اپنوں کی بات کا اعتبار نہیں کرتے، دوسروں کی بات درست سمجھتے ہیں۔

(یہ کہہ کر کھشنپک اٹھ کر چلا جاتا ہے اور راکھشس پریم دوک کو آواز دیکر پوچھتا ہے۔)

راکھشس۔ پریم دوک۔ دیکھو تو وقت کیا ہے؟

(پریم دوک جاتا ہے اور واپس آکر کہتا ہے)

"سرکار، سورج ڈوب رہا ہے

راکھشس اٹھتا ہے اور کہتا ہے ؎

اب آفتاب منور غروب ہوتا ہے
یہ سچ ہے ؎

درخت صحن باغ میں لدے پھندے گھنے گھنے
طلوع آفتاب پر جو بڑھ رہے تھے شوق سے
ابھر کے ڈوبنے لگا مگر جب آفتاب یہ
غروب ہوکے زیر کوہ جب ہوا خراب یہ
رخ اس سے پھیرنے لگے لدے پھندے شجر وہی
جو پہلے سازگار تھی بدل گئی نظر وہی
زوال سے دوچار جب ہوا ذرا بھی آدمی
نگاہ نوکروں کی بھی اک آن میں بدل گئی

(دونوں جاتے ہیں اور پردہ
گرتا
ہے

چوتھا ایکٹ ختم

پانچواں ایکٹ

جعلی تحریر

(ہاتھ میں ایک مہر بند لفافہ اور زیور کی صندوقچی لیکر سدھارتھک آتا ہے، اور کہتا ہے) ؎

چانکیہ کے ذہن سے نکل کر نیتی کی جو بیل سینچ رہی تھی
فوارۂ موقع و محل سے پاکر نہر خرد کا پانی
پھولے گی پھیلے گی اب وہ جاکر
اب اس سے کلی کھلے گی دل کی (منور لکھنوی)

آہاہا۔ یہ ہے آریہ چانکیہ کی لکھائی ہوئی تحریر جس پر اماتیہ راکھشس کی انگوٹھی کی مہر لگی ہوئی ہے اور یہ ہے جواہرات کی پٹاری۔ سب چیزیں لے کر پاٹلی پتر جا رہا ہوں (بڑھ کے پیچھے دیکھ کر) ارے یہ کیا۔ سامنے تو کھشنپک چلا آ رہا ہے یہ تو بہت خراب شگون ہے، اچھا میں سورج بھگوان کو نمسکار کر کے یہ بدشگونی دور کئے لیتا ہوں

(کھشنپک آتا ہے اور کہتا ہے) ؎

ہیں یہ ارہت کس قدر عالیمقام ان کو سو دل سے ہمارا احترام
کس قدر گہرائیاں رکھتے ہیں یہ کس قدر دانیاں رکھتے ہیں یہ
برتری کے راستے میں گامزن ان کی ہستی خوبیوں کی انجمن
عالم امکاں میں ہیں آباد بھی
اور ہیں ہر قید سے آزاد بھی

سدھار تھک۔ بھدنت۔ پرنام

کھشنک، سب کام سدھ ہوں، دھرم بڑھے، کرم بڑھے۔ (غور سے دیکھ کر) اوہو، آج تو کہیں سفر کی تیاری ہے۔

سدھار تھک، آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ محترم

کھشنک۔ اس میں بھید کی بات کون ہے۔ تمہارے سفر کی نشانی تو یہ شگون ہے۔ دوسرے یہ کاغذ۔

سدھار تھک۔ یہ تو تم نے خوب سمجھا مگر یہ بھی تو بتاؤ کہ آج دن کیسا ہے۔ پردیس یاترا کے لئے یہ ساعت ٹھیک رہے گی نا؟

کھشنک، واہ میرے شیر واہ! سر کے بال تو اتر گئے اور اب مونڈن کی ساعت پوچھتے ہو۔

سدھار تھک، پھر بھی ابھی بگڑا کیا ہے اگر ساعت اچھی بتاؤ گے تو کوچ کر دوں گا۔ ورنہ گھر سے قدم نہ اٹھاؤں گا۔

کھشنک۔ دن اچھا ہو یا نہ ہو، نیک شگون ہو یا نہ ہو۔ ہر حال میں ملے کیتو کے لشکر سے پروانہ لئے بغیر جا نہیں سکتا۔

سدھار تھک۔ یہ قاعدہ کب سے ہوا۔؟

کھشنک۔ سنو میرے قابل تعظیم بھائی۔ پہلے تو روک ٹوک کا

لہ ارہت سے مراد انسان کامل۔ سدھ پرش

کوئی سوال ہی نہیں تھا۔ مگر جب سے کسم پور کے قریب آگئے ہیں اس وقت سے یہ حکم ہو گیا ہے کہ پروانے کے بغیر کوئی شخص جانے نہ پائے اسی لیئے اگر تمہارے پاس بھاگورائن کی مہر ہو تو جاؤ ورنہ خاموش بیٹھے رہو اگر فتاری کا ڈر ہے کہیں پہریدار تمھیں ہتھکڑی بیڑی پہنا کر قید خانے میں نہ پہنچا دیں۔

سدھار تھک۔ کیا تم نہیں جانتے کہ میرے اور راکھشس کے درمیان پرانا یارانہ ہے ہم دونوں گھر میں ایک ساتھ کھیلتے تھے ان کو مجھ پر بڑا بھروسہ تھا۔ مجھے روکنے والا بھلا کون ہے؟ میں تو پروانے کے بغیر ہی جا سکتا ہوں۔

کھشنپک، خواہ تم سے راکھشس سے دوستی ہو خواہ نپناج سے پروانے کے بغیر تم ہرگز قدم نہ رکھ سکو گے۔

سدھارتھک۔ بھدنت! غصہ تھوک دو، گرم نہ ہو، لیں کہدو کہ کام سہل ہو۔

کھشنک۔ اچھا جاؤ۔ کام بنے گا۔ میں تو پاٹلی پتر جاؤں گا! اسی لئے لیے کیتو سے مہر لینے جا رہا ہوں۔

(دونوں جاتے ہیں اور بھاگورائن ملازم کے ساتھ آتا ہے)

بھاگورائن۔ چانکیہ کی نیتی کچھ عجیب ہے، ان کی چالیں سمجھ ہی میں نہیں آتی ہے

حیراں ہوں میں ان کی سیاست کو دیکھ کر
انگشت بدنداں ہوں فراست کو دیکھ کر
ہیں حکمتوں کے پیچ کہ قسمت کے پیچ ہیں

عقدے مدبری کے مشیت کے پیچ ہیں
جو بات بھی ہے ان کی وہ موقع کی بات ہے
ان کا جہان ایک جہانِ نکات ہے
آتی ہے کوئی بات سمجھ میں کبھی ضرور
ہوتا ہے کوئی راز مگر پھر سمجھ سے دور
نکتوں کو ان کے لاکھ سمجھتا ہے آدمی
لیکن کبھی پھر ان میں الجھتا ہے آدمی
ہوتا ہے بعض وقت مکمل طریق کار
کرتی ہے عقل دنگ کبھی راہ اختصار
ہوتی ہے گم نگاہ سے بنیاد ہی کبھی
ہوتا ہے کھیت خشک یہ سرسبز بھی کبھی
(منور لکھنوی)

(مخاطب ہو کر) بھاسورکہ۔ تم کو معلوم ہی ہے کہ ملے کیتو
پل بھر کے لئے بھی مجھے اپنے سے جدا نہیں رکھنا چاہتا۔
اسی لئے اسی جگہ کہیں میرا بھی آسن لگادو۔

ملازم۔ بہت خوب۔ لیجئے آسن حاضر ہے۔ (بھاگورائن آسن پر بیٹھتے ہوئے) بھاسورک
اب جو کوئی مہر لینے کیلئے آئے اسکو میرے پاس بھیجدیا کرو۔ (ملازم بہت اچھا کہکر واپس جاتا ہے)

بھاگورائن (خود بخود کسی قدر غمگین لہجے میں) کتنے افسوس کی بات
ہے کہ کمار تو مجھ پر جان چھڑکیں اور میں انھیں کے ساتھ
دغا و فریب سے کام لوں انھیں دھوکا دوں ؎
خود اپنے نسب کی شرافت کو بھلا کر
وہ شہرت، وعزت و حرمت کو جلا کر
اٹھا کر حیا۔ پست کردار ہو کر

کمند ہوس میں گرفتار ہو کر
جو دے جان اک نفع عارضی پر
جو سب کچھ گنوا دے دو روزہ خوشی پر
امیروں کے ہاتھوں جو بک جائے خود ہی
غلامی میں گردن جو پھنسوائے خود ہی
اسے نیک و بد کی بھلا فکر کیوں ہو؟
پسند اس کو اس راہ کا ذکر کیوں ہو؟
سمجھنا ہی کیا اس کا اب سوچنا ہے
وہ محروم اس وصف سے ہو چکا ہے
مقدر میں اس کے ہو کیا نیک نامی
ہے اب اس کی گردن میں طوق غلامی
ہو کافور اس کا یہ آزار کیونکر
وہ قول و عمل میں ہو مختار کیونکر (منور لکھنوی)

(آگے آگے ملے کیتو اور اس کے پیچھے پرتی ہاری کی آمد)

(ملے کیتو کہتا ہے) راکھشس کی طرف سے میرے دل میں نہ جانے کیسے کیسے خیالات اٹھتے ہیں۔ سخت الجھن ہے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ کیا کروں کیا نہ کروں ؎

اب تو چکرا رہا ہے سر میرا — چاک پر ہوں کمہار کے گویا
راج بھگتی کے ساتھ پیوستہ — نند کے خاندان سے وابستہ
کیا یہ اب خود کو بھی دغا دینگے — موریہ کے ساتھ صلح کر لیں گے
جب وہ چانکیہ سے خفا ہو کر — کس مپرسی میں مبتلا ہو کر

دے چکا ہے بڑی سزا اس کو　　کر چکا ہے علیحدہ اس کو
یا پھر اپنا پرن نباہیں گے　　مری بہبود دل سے چاہیں گے
ہم کو ان سے جو یہ عقیدت ہے　　دل کو دل سے قدیم نسبت ہے
اس کا احساس تو انھیں ہوگا
بات کا پاس تو انھیں ہوگا　　(منور لکھنوی)

(پھر زور سے کہتا ہے) وجے۔ بھاگورائن کہاں ہیں؟

پرتی ہاری۔ مہاراج دیکھیے، وہ بیٹھے ہوئے ان لوگوں کو پروانے تقسیم کر رہے ہیں جو فوجی خیمے سے باہر جانا چاہتے ہیں۔

ملے کیتو۔ ذرا میں ادھر جاتا ہوں اور پیچھے سے جا کر اس کی آنکھیں اپنے دونوں ہاتھوں سے بند کرتا ہوں، تم بالکل چپ چاپ رہو۔ ہلنا ڈلنا نہیں۔

پرتی ہاری، جو حکم،

(دونوں دبے پاؤں جاتے ہیں اور بھاسورک آتا ہے)

بھاسورک (بھاگورائن سے) باہر ایک کھشنپک آیا ہے۔ اس کو اجازت نامہ درکار ہے

بھاگورائن۔ اچھا اس کو اندر لے آؤ۔

(بھاسورک "جو حکم" کہہ کر جاتا ہے اور کھشنپک کو اندر لے آتا ہے۔)

کھشنپک۔ دھرم بڑھے سرکار، دھوم بڑھے۔

بھاگورائن (دل ہی دل میں) ارے یہ تو راکھشس کا دوست جیو سدھی ہے (پھر زور سے) کھشنپک، تم تو راکھشس کے

کسی کام سے شہر جا رہے ہو گے۔

کھشنپک (کانوں پر ہاتھ رکھ کر) رام رام میں تو وہاں رہتا ہوں جہاں نہ کسی راکھشس کا گزر ہے نہ پشاچ کا۔

بھاگورائن۔ معلوم ہوتا ہے تم سے اور تمہارے دوست سے ان بن ہو گئی ہے۔ آخر یہ تو بتاؤ کہ بات کیا ہوئی، کیا ان سے کچھ دکھ پہنچا ہے۔

کھشنپک، مجھے ان سے دکھ کیا پہونچے گا۔ دکھ تو مجھے خود سے پہونچا ہے۔ میری تقدیر خود ہی خراب ہے۔

بھاگورائن۔ یہ تو تم عجیب عجیب سی باتیں کر رہے ہو۔ میری حیرانی بڑھتی جا رہی ہے۔

ملے کیتو (پیچھے سے آکر خود بخود) اور میری بھی حیرانی بڑھتی جا رہی ہے

بھاگورائن (کھشنپک سے)، تو بتاؤ نا کچھ۔ تمھاری گفتگو کا مطلب کیا ہے؟

ملے کیتو (دل ہی دل میں) ہاں میں بھی سننا چاہتا ہوں کہ کیا بات ہے؟

کھشنپک (بھاگورائن سے)، ارے تم کیا کروگے سُن کر۔

بھاگورائن۔ نہیں بتانا چاہتے ہو تو نہ بتاؤ، تم یہ سب باتیں چھپانا چاہتے ہو تو شوق سے چھپاؤ۔

کھشنپک۔ چھپانے والی تو کوئی بات ہے نہیں۔

بھاگورائن۔ اگر چھپانے والی بات نہیں ہے تو پھر بتادو۔ کیا بات ہے؟

کھشنپک۔ اُپاسک ایسا نہ خیال کرو۔ چھپانے کی بات کوئی نہیں ہے

مگر میں بتاؤں گا نہیں۔

بھاگو رائن۔ اچھا تو پھر میں تم کو اجازت نامہ نہیں دیتا۔

کھشنیک (دل ہی دل میں) یہ زبردستی کرتا ہے تو لاؤ اس کو بات بتا ہی دوں (پھر بھاگو رائن سے مخاطب ہو کر کہتا ہے) خیر سنو! مجبوراً کہے دیتا ہوں، اس کے بغیر اب کوئی چارہ نظر نہیں آتا۔ جب میں پہلے کسم پور میں رہتا تھا تو وہاں بدقسمتی سے راکھشس سے میل جول پیدا ہو گیا میرے اس کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے اس کے بعد اس نامعقول نے ساز باز کر کے وش کنیا کے ذریعہ بیچارے پربتیشور کو زہر دلوا دیا۔ اور ان کی جان چلی گئی، اس گناہ میں میرے ہاتھ بھی شامل تھے۔

ملے کیتو (آہ بھر کر) میرے پتا کی جان راکھشس نے لی۔ چانکیہ کے ہاتھوں ان کا خاتمہ نہیں ہوا؟

بھاگو رائن۔ پھر کیا ہوا؟

کھشنیک۔ پھر راکھشس کا دوست سمجھ کر چانکیہ نے مجھے بے آبرو کر کے شہر بدر کر دیا۔ اسی لئے میں راکھشس کے یہاں پہنچا لیکن راکھشس کیسا دغا باز ہے، مجھ سے ایسا کام لینا چاہتا ہے جس سے خود میری جان کے لالے پڑ جائیں۔

بھاگو رائن۔ ہمارے سننے میں تو یہی آیا ہے کہ اس بدترین فعل کا مرتکب چانکیہ ہی ہے جس میں یہ مصلحت چھپی ہوئی تھی کہ معاہدے کے مطابق پربتیشور کو آدھا راج نہ دینا پڑے۔

کھشنک (کانوں پر ہاتھ رکھ کر) بھگوان بدھ ہمیں ایسے بُرے کام سے بچائیں۔ چانکیہ کو تو وِش کنیا کا نام بھی نہیں معلوم --- یہ نامعقول حرکت اس بدعقل راکھشس سے سرزد ہوئی ہے۔

بھاگو رائن (گہری سانس لے کر) ہائے بڑے دکھ کی بات ہے اچھا لو یہ مہر لو مگر کمار سے بھی اس کی اجازت لے لو۔

ملے کیتو۔ (آنکھوں میں آنسو بھر کر اور آگے بڑھ کر) پتا جی کی ہلاکت کا یہ راز سن کر تو مجھے اور بھی دکھ ہوا ؎

پہلے پہل سنی ہے دشمن سے داستان یہ
کرتا ہے دوست اس کا خود واقعہ بیان یہ
بجلی سی جیسے میرے کانوں پہ گر رہی ہے
آنکھوں کے سامنے وہ تصویر پھر رہی ہے
تھی باپ کی ہلاکت سے کلفت دو دنی
آج اس سے ہو رہی ہو پھر دل ہو گئیں دونی (منور لکھنوی)

کھشنک (دل ہی دل میں) اگر ملے کیتو نے میری باتوں کا یقین کر لیا تو میرا کام بن جائے گا۔

(ملے کیتو دانت پیستا ہے اور اوپر کی جانب دیکھ کر کہتا ہے)

راکھشس، راکھشس یہ کیا۔ اتنی کمینی حرکت۔ میں نہیں سمجھتا تھا کہ تم اس قدر ذلیل انسان ہو ؎

راکھشس تو راکھشس ہو واقعی جان لے لی تونے میرے باپ کی
ہائے اپنے مِتر[1] سے وشواس گھات[2] زہر اب لگتی ہے تیری بات بات

---

[1] مِتر یعنی دوست۔ [2] وشواس گھات یعنی دھوکا۔ اعتماد شکنی

وہ سمجھتے تھے تجھے اپنا رفیق　　وہ سمجھتے تھے تجھے اپنا شفیق
تجھ پہ تھا ان کو مکمل اعتماد　　یہ صلہ اس کا ہے کیا اے نامراد
اپنے محسن سے بھی یہ مکر و دغا
کیا کیا یہ آہ تو نے کیا کیا؟

بھاگورائن (خود بخود) آریہ چانکیہ کا حکم ہے کہ بہر صورت سے وزیر راکھشس کی جان کا تحفظ کیا جائے۔ ان کا ایک بال بھی بیکا نہ ہو۔ اس لئے اب بات کا رخ بدلنا چاہیئے۔ (پھر ملے کیتو سے مخاطب ہو کر)

کمار، آپ اتنی گھبراہٹ سے کام نہ لیں اور ذرا اطمینان سے بیٹھ کر میری بات سن لیں تو میں کچھ عرض کروں۔

ملے کیتو۔ تو کیا کہنا چاہتے ہو؟ یہ کہہ کر بیٹھ جاتا ہے)

بھاگورائن کمار، بات یہ ہے کہ جو لوگ راج نیتی کے پنڈت ہوتے ہیں ان کی دوستی یا دشمنی راج نیتی کے مطابق ہی بن جاتی ہے اور لوگوں کی طرح حسب مرضی نہیں ہوتی۔ راکھشس اس وقت سردارتھ سدھ کو راجا بنانا چاہتے تھے، کیونکہ سردارتھ سدھی چندر گپت کے مقابلہ زیادہ طاقتور تھے مگر پربتیشور ان کی راہ میں حائل تھے۔ اسی لئے اپنے مقصد کی تکمیل میں راکھشس نے یہ حرکت کی بھی تو کچھ برا نہیں کیا ؎

کیا بتاؤں آپ کو میں راج نیتی کی صفت
راج نیتی اک عجب شے ہے کہ حسب مصلحت
دوست دشمن اور دشمن اس سے بن جاتا ہے دوست

آج جو ہوتا ہے دشمن کل وہ کہلاتا ہے دوست
یک بیک تبدیل ہو جاتا ہے ایسا آدمی
اک نئی صورت میں ہو جاتا ہے پیدا آدمی
ذہن میں باقی نہیں رہتے ذرا وہ شکل و نام
بھول ہی جاتا ہے پچھلے جنم کے رشتے تمام

اسی لئے راکھشس کے خلاف کچھ کہنا سننا مناسب نہیں۔ جب تک نند کا راج آپ کے قبضے میں نہ آجائے، ان سے بگاڑ ٹھیک نہیں۔ اس کے بعد آپ کو اختیار ہے چاہے ان کو ان کی جگہ پر برقرار رکھیں چاہے انھیں برخاست کر دیں۔

ملے کیتو۔ دوست ایسا ہی ہوگا، تمہارا خیال بالکل درست ہے۔ اگر اس وقت میں راکھشس کے خلاف انگلی بھی اٹھاؤں گا تو رعایا بگڑ کھڑی ہوگی اور اس سے ہماری جیت کا امکان بھی جاتا رہے گا

(ایک خدمت گار آتا ہے اور کہتا ہے)

کمار کی جے ہو۔ (بھاگوراین سے مخاطب ہو کر) آپ کے فوجی پڑاؤ کے ایک سردار دیرگھ چکشو[1] نے اطلاع دی ہے کہ اس نے ایک ایسے شخص کو گرفتار کیا ہے جو اجازت نامہ کے بغیر جا رہا تھا، اس کے قبضے میں کچھ کاغذات بھی تھے۔

بھاگوراین۔ اچھا، اسے اندر لے آؤ۔

خدمت گار۔ بہت اچھا حضور (جاتا ہے اور سدھارتھک کو پابجولاں

---

[1] دیرگھ چکشو کے لغوی ہیں دور رس نظر۔

لاتا ہے، سدھارتھک دل ہی دل میں کہتا ہے)

اے وفاداری کے جوہر، تجھ کو میرا احترام
تجھ سے ہم پیدا ہیں، ماں کا تجھ کو حاصل ہے مقام
تبصرے سے کچھ نہ کچھ نقد و نظر سے واسطہ
تجھ کو رہتا ہی نہیں عیب و ہنر سے واسطہ
(منور لکھنوی)

خدمت گار۔ سرکار قیدی حاضر ہے۔

بھاگوراین۔ یہ باہر کا آدمی ہے یا یہیں کہیں کسی کا ملازم ہے

سدھارتھک۔ میں ہر وقت اماتیہ راکھشس کے قریب رہنے والا خادم ہوں۔

بھاگوراین۔ تو، تم اجازت نامے کے بغیر پڑاؤ سے باہر کیوں جاتے ہو؟

سدھارتھک۔ کام بھا ضروری اور جلدی کا۔

بھاگوراین۔ ایسا کون ضروری کام تھا جس کے لئے قانون توڑا گیا

ملے کیتو۔ بھاگوراین، ذرا وہ تحریر تو دیکھنا چاہئیے۔

(سدھارتھک بھاگوراین کے ہاتھ میں ایک تحریر دیتا ہے اور بھاگوراین تحریر دیکھ کر کہتا ہے)

ط یہ وہی تحریر ہے جو چانکیہ نے شکٹ داس سے دھوکہ دیکر لکھوائی تھی اور اپنے ہاتھ سے اس پر راکھشس کی مہر لگا کر سدھارتھک کو دی تھی۔

کمار۔ اس تحریر پر راکشس کی مہر لگی ہوئی ہے
ملے کیتو۔ ذرا خط اس طرح کھولو کہ مہر نہ ٹوٹنے پائے۔

(بھاگورائن تحریر لے کر ملے کیتو کے ہاتھ میں دے دیتا ہے اور ملے کیتو پڑھتا ہے۔

"یہ پیغام ہے، فلاں جگہ سے لکھا ہوا۔ فلاں شخص کا پیغام فلاں منصب دار کے نام، جس میں لکھا ہے کہ ہمارے مخالف کی چالوں کو رد کرکے سچے آدمی نے اپنی سچائی کا ثبوت دیا ہے، اپنے وعدے کے مطابق اب اپنے دوستوں اور بہی خواہوں کو جنھوں نے شروع ہی سے اس کے ساتھ دوستی کا معاہدہ کیا ہے، اس دوستی کے عوض میں کچھ انعام دینا ہے، یہ لوگ خوش ہوں گے تو اپنے محسن کی خدمت زیادہ شوق اور مستعدی سے کریں گے۔ جس کی پناہ میں پہلے تھے اس کے خلاف سر اٹھائیں گے۔ سچے لوگ کبھی بھول سے کام نہیں لیتے۔ پھر بھی ہم انھیں یاد دلاتے ہیں۔ ان لوگوں میں کچھ ــــ دشمن کے ہاتھی اڑا لینے کے خواہش مند ہیں، کوئی خزانے کے لئے ہاتھ پھیلائے بیٹھا ہے اور کوئی حکومت میں حصہ بٹانا چاہتا ہے۔ ستیہ وادی نے ہمیں جو تین زیور بھیجے تھے وہ موصول ہو گئے ہیں، ہم نے بھی تحریر کو جائز ثابت کرنے کے لئے کچھ بھیجا ہے اسے لے لینا اور باقی باتیں ہمارے معتمد سدھارتھ سے زبانی دریافت کر لینا۔

ملے کیتو۔ دوست بھاگورائن۔ اس تحریر کا کیا مطلب ہے۔ یہ تو

ایک معمہ سا ہے۔

بھاگورائن۔ یہ تحریر کس کی ہے؟

سدھارتھک۔ مجھے کچھ نہیں معلوم۔

بھاگورائن۔ بدمعاش کہیں کے، تحریر تمہارے قبضہ میں ہے اور خود تم نہیں جانتے کہ بھیجنے والا کون ہے، کس کو بھیجی جا رہی ہے، پیغام ہے کس کے نام، خیر جانے دو، تم کسی کو زبانی بھی بتا سکتے ہو یا نہیں۔

سدھارتھک (بظاہر خوف زدہ ہو کر) آپ کو؟

بھاگورائن۔ ہاں، ہمیں۔

سدھارتھک۔ آپ نے فضول گرفتار کر لیا۔ اب میں کہوں تو کیا کہوں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

بھاگورائن۔ ذرا ٹھہرو۔ ابھی سب کچھ سمجھ میں آ جائے گا۔ (بھاسورک سے) لے جاؤ اسے باہر اور جب تک یہ ایک ایک بات صحیح صحیح نہ بتا دے اس کو خوب زدوکوب کرو۔ ان کی اچھی طرح خبر لو۔ تکا بوٹی کر کے رکھ دو۔

(وہ آدمی سدھارتھک کو باہر لے جاتا ہے اور پھر ہاتھ میں ایک صندوقچی لے کر واپس آتا ہے اور کہتا ہے)

جب میں اس کو مار رہا تھا اس کی بغل سے یہ صندوقچی گر پڑی اس پر مہر لگی ہوئی ہے۔

بھاگورائن۔ دیکھو کر اس پر بھی راکھشس کی مہر لگی ہوئی ہے بلے کیتو۔ اس سے تحریر کا راز بھی کھل جائے گا۔ صندوقچی

کھولکر مجھے دکھاؤ۔ مگر اس طرح کھولو کہ مہر قائم رہے۔ ٹوٹ
نہ جائے۔ (بھاگورائن صندوقچی کھولکر دکھاتا ہے۔)
ملے کیتو، ارے یہ زیور تو وہی ہیں جو اپنے جسم سے اتار کریں نے
راکھشس کو بھیجے تھے۔ اب تو اس بات میں کوئی شک
نہیں رہا۔ کہ یہ تحریر چندرگپت کے نام ہے۔
بھاگورائن۔ کمار، ذرا ٹھہرئیے ابھی سب راز کھلا جاتا ہے۔
(بھاسورک سے کہتا ہے) ذرا اس کی اور گوشمالی کرو۔
میں نے اس شخص کو بڑی طرح زدو کوب کیا ہے۔ اب وہ
ساری باتیں صحیح صحیح بتا دینے کے لئے راضی ہے۔
ملے کیتو۔ اچھا۔ اس کو یہاں لے آؤ۔
(وہ شخص، جو حکم، کہہ کر باہر جاتا ہے اور سدھارتھک کو لیکر
آتا ہے) سدھارتھک، ملے کیتو کے قدموں پر گر کر کہتا ہے
کمار مجھے پناہ میں لیجئے میری جان بخش دیجئے
ملے کیتو۔ شریف زادے اٹھو۔ جس کو اپنی مرضی کے خلاف دوسروں
کے کہنے پر چلنا پڑتا ہے اس کو میری طرف سے پناہ حاصل ہے
تم سب حال صاف صاف بیان کرو۔
سدھارتھک (اٹھ کر) سنئے حضور والا۔ یہ خط لکھ کر مجھے اماتیہ
راکھشس نے دیا تھا کہ اسے چندرگپت کے پاس لیجاؤں۔
ملے کیتو۔ اور زبانی پیغام کیا دیا تھا؟ یہ بھی تو بتاؤ۔
سدھارتھک۔ زبانی یہ کہنے کی ہدایت کی تھی کہ ان کے دوست
قلوت دیس کے راجا چترورما، ملے دیش کے راجا سنگھ ناد

کشمیر نریش پشکراکھشس اور سندھ نریش سینشن نیز ایران کے سلطان موکھاکھش، ان پانچوں حکمرانوں کے درمیان جو ان کے نہایت عزیز دوست ہیں اس سے پہلے معاہدہ ہو چکا ہے، اس میں پہلے تین یعنی چترورما، سنگھ ناد اور پشکراکھش ملے کیتو کی حکومت کے حصے بخرے کرنا چاہتے ہیں اور باقی دو حکمران صرف خزانے اور فیل خانے کے طلبگار ہیں۔ جس طرح مہاراجا چندر گپت نے چانکیہ سے اختیارات چھین کر انھیں (یعنی راکھشس کو) مسرور کیا ہے اسی طرح انھیں لوگوں کی خوشنودی حاصل کرنا چاہیئے۔ جو کچھ معاہدہ ہو جائے اس کے مطابق ان کے مطالبات پورے ہونا چاہیئے۔

ملے کیتو (خود بخود) یہ ہے کیا معاملہ؛ کیا چترورما وغیرہ بھی ہمارے خلاف ہیں۔ ہاں ہوں گے۔ اور ضرور ہوں گے۔ راکھشس کے ساتھ ان کے تعلقات بہت زیادہ گہرے ہیں۔ (چونک کر، وجے۔ مابدولت اپنے مشیرکار راکھشس سے ملنا چاہتے ہیں (دیر تی ہاری کا، جو حکم کہہ کر جانا)

(پردہ اٹھتا ہے اور راکھشس غور و فکر میں غرق، ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھا ہوا نظر آتا ہے۔ راکھشس خود بخود کہتا ہے)۔

سچ تو یہ ہے کہ کچھ دال میں کالا نظر آتا ہے۔ ہماری فوج میں چندر گپت کی فوج سے بھاگے ہوئے بہت سے آدمی بھرے ہوئے ہیں اور ...

نام پیدا وہ فوج کرتی ہے ٹھیک معیار پر اُترتی ہے
کام پر جو نگاہ رکھتی ہے فرض سے رسم و راہ رکھتی ہے
ہوتی رہتی ہے آئے دن بھرتی جسمیں ہر فن کے ہوشیاروں کی
فرد کوئی نہ جس کا داغی ہو جس میں ایک شخص بھی نہ باغی ہو
جس کے دل میں ذرا نہ پستی ہو جس کا جوہر وفا پرستی ہو
وہی آخر میں فتح پاتی ہے
جیت بس اس کے ہاتھ آتی ہے

کبھی لوہا لیا نہ ہو جس نے رن میں حصہ لیا نہ ہو جس نے
جو ہوئی نہ ہو شامل پیکار جو نہ رکھتی ہو عظمت معیار
دوستوں پر کھلا نہ ہو جس کا راز اور رکھتی ہو دشمنوں سے بھی ساز
پاس عہد وفا نہ کرتی ہو فرض اپنا ادا نہ کرتی ہو
جو ہے ایسی سپاہ کا سالار جیت اس کی ہے جنگ میں دشوار
اس پہ دشمن کی مار ہوتی ہے
جنگ میں اس کی ہار ہوتی ہے

بالکل ایسا ہی اس کا مقصد ہو بحث کا جیسے حال ہوتا ہے
جسکے دعوے میں ہو دلیل ایسی شرط اعلیٰ ہو جس سے اور قوی
بحث کے درمیان جس کو ملے تقویت دوسری نظروں سے
لے کے سند دعوی مخالف کی جس کی تردید کر سکے نہ کوئی
بحث لیکن نہ یہ ادھوری ہو شرط ادنیٰ بھی جس سے پوری ہو
ثابت اس کی سند ہو جائے ہر دلیل خلاف رد ہو جائے
اس کا ہوتا ہے فیصلہ اسطرح جیتتا ہے مقدمہ اسطرح

مدعی کوئی ہے اگر ایسا — شرط اعلیٰ پہ حصر ہے جس کا
شرط اعلیٰ مگر ہو بے تائید — اس کی ہو بات بات سے تردید
کبھی ثابت مثال سے ہو جائے — کبھی بحث خلاف میں کھو جائے
شرط اندر لنے سے بھی نہ کھائے میل — کسی صورت منڈھے چڑھے نہ بیل

لاکھ جان اپنی وہ لڑائے گا
پھر بھی آخر میں ہار جائے گا

(پھر کچھ سوچ کر) مگر نہیں مجھے کسی پر شبہ کرنے کی ضرورت نہیں دشمن کی فوج سے بھاگ کر وہی لوگ ہم سے آملے ہیں جو اس کی طرف سے مایوس ہو گئے تھے۔ (پھر زور سے) پریم درک، جو سیناپتی ہمارے کمار کے ساتھ ہو گئے ہیں ان سے میری طرف سے جا کر کہہ دو کہ وہ اس راستے سے جائیں جس کی انھیں ہدایت کر دی گئی تھی۔ کسم پور اب روز بروز نزدیک آتا جا رہا ہے۔

رکھسں[1] اور مگدھ[2] کے ہیں جو صفدر — سب سے آگے ہو ان کا لشکر
جائیں میرے ساتھ ساتھ جائیں — میرے پیچھے جلو بنائیں
ہیں فوج یون[3] کے جتنے سالار — ہوں شامل صفدران قندھار
ان کا لشکر ہو درمیان میں — موجود ہوں وسط کارواں میں
ساکا[4] جانا پشت پر ہوں — ہن[5] جتنے ہیں ان کے ہم سفر ہیں

---

۱ رکھس غالباً کھسا یا پہاڑی کے رہنے والوں سے مراد ہے ۲ مگدھ موجودہ بہار۔ ۳ یون یعنی ملکھش جاتیوں والے ۴ ساکا۔ ایک قدیم قوم کا نام۔ ۵ ہن ایک قدیم قوم کا نام۔

سلطان قلوت الیاحب یار باقی سارے سپاہ سالار
ہوں راج کمار کے نگہبان
مانے ہر شخص میرا فرمان (منور لکھنوی)

پریم دوک - جو حکم سرکار)
پرتی ہاری ، مہاستری کی جے ہو۔ راجکمار نے آپ کو یاد کیا ہے۔
راکھشس ، چھوکری ۔ ذرا ٹھہر۔ دیکھ باہر کوئی آدمی ہے
(ایک آدمی اندر داخل ہو کر کہتا ہے) حاضر ہوں سرکار کیا حکم ہے؟
راکھشس شکٹ داس سے کہہ دو کہ چونکہ سرکار نے ہمیں تحفہ تحائف میں زیور پیش کئے تھے اس لئے بغیر زیوروں کے ہمیں ان کے پاس جانا مناسب نہیں، اس لئے جو تین زیور خریدے گئے تھے ان میں سے ایک زیور مجھے بھیج دیں۔
(وہ شخص راکھشس کا حکم سنکر باہر جاتا ہے۔ شکٹ داس سے راکھشس کا پیغام کہتا ہے ایک زیور لے کر واپس آتا ہے اور کہتا ہے)
(ماتیہ لیجیے زیور حاضر ہے۔
راکھشس (زیور زیب تن کر کے) پرتی ہاری مجھے راج بھون میں لے چلو۔
(پرتی ہاری کہتی ہے) ادھر سے آئیے مہاراج
راکھشس چلتا ہے اور دل ہی دل میں کہتا ہے)
اختیار بھی کتنی خراب چیز ہے اس سے بے گناہ انسان کو بھی ڈر ہی لگا رہتا ہے۔ سچ ہے "پرادھین سپنہو سکھ ناہیں"[1]

---

[1] یعنی محکوم کو خواب میں بھی راحت نہیں ملتی۔

نام سے آقا کے ڈرتا ہے غلام — ہر نفس ہے موت مرتا ہے غلام
اور ہوتے ہیں مشیر کار جو — رائے دیتے ہیں سر دربار جو
دیکھ کر ان کو بھی ڈر جاتی ہے روح — کوچ گویا تن سے کر جاتی ہے روح
جبکہ بڑھ جاتا ہے عہدوں سے وقار — ان سے ہر تیرہ دروں کھاتا ہے خار

کیا رہے ان کی بلندی پر نظر
اپنے گرنے کا لگا رہتا ہے ڈر — (منور لکھنوی)

پرتی ہاری۔ وہ دیکھیے کمار براجمان ہیں۔ چلیے اماتیہ اندر چلیے۔
راکھشس (تعجب سے بناوٹی لہجے میں) ارے کمار یہیں بیٹھے ہوئے ہیں

(پھر دل ہی دل میں)

بالکل ساکت، بے حرکت — وحشت سی دل میں وحشت
پاؤں کے اگلے حصّے پر — خوب جمائے اپنی نظر
اپنے ہی عالم میں گم — سر کو جھکائے مثل خُم
اپنے چاند سے چہرے پر — دونوں ہاتھوں کو رکھ کر

ششدر سا کچھ ششدر رہے
فکر کا بوجھ وہ سر پر ہے — (منور لکھنوی)

(پھر خود کو سنبھال کر کہتا ہے)

راج کمار کی جے ہو۔
ملے کیتو۔ میرے آریہ اماتیہ۔ میں بھی نمسکار کرتا ہوں۔ آئیے۔ براجیے۔

(راکھشس بیٹھتا ہے اور ملے کیتو کہتا ہے)۔

آج بہت دنوں کے بعد تشریف لاتا ہوا ادھر آپ کے درشن نہ ہونے سے بڑی فکر تھی۔

راکھشس۔ کمار۔ فوج کو پیش قدمی کرانے کی فکر رہتی تھی اسی وجہ سے تم کو آج یہ الٹا دینا پڑا۔

ملے کیتو۔ فوج کے کوچ کے لئے آپ نے کیا بند وبست کیا ہے کچھ مجھے بھی تو معلوم ہونا چاہیئے؟

راکھشس، ہمارے حمایتی راجوں کو حکم دے دیا گیا ہے کہ وہ اپنے اپنے مقررہ مقام پر ڈٹے رہیں۔ (پھر یہ اشعار دہراتا ہے)۔

کھس اور گدھ کے ہیں جو صفدر — سب سے آگے ہوں ان کا لشکر
جائیں مرے ساتھ ساتھ جائیں — میرے پیچھے جلو بنائیں
ہیں فوج یون کے جتنے سالار — ہوں شامل صف درانِ قندھار
ان کا لشکر ہو درمیاں میں — موجود ہو وسط کارواں میں
ساکا جانباز پشت پر ہوں — ہن جتنے ہیں ان کے ہم سفر ہوں
سلطان تلوت الیا خبردار — باقی سارے سپاہ سالار
ہوں راج کمار کے نگہباں
مانیں سب لوگ میرا فرماں (منور لکھنوی)

ملے کیتو (دل ہی دل میں) دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ مجھے تباہ کر کے چندر گپت کی مقصد براری کر رہے ہیں۔ ہم ان کے محاصرے میں رہیں گے (پھر بلند آواز سے کہتا ہے) اچھا تو یہ بتایئے کہ اب یہاں کسم پور سے کسی کی آمد ورفت جاری ہے یا نہیں؟

راکھشس۔ اب آنے جانے کا سلسلہ بند ہو چکا۔ کسی جاسوس کو نہ وہاں جانے کی ضرورت ہے نہ وہاں سے آنے کی۔ پانچ چھ روز میں تو ہم خود وہاں پہونچ جائیں گے۔

ملے کیتو۔ (دل ہی دل میں) ابھی سارا راز فاش ہوا جاتا ہے (پھر راکھشس سے مخاطب ہو کر) اگر یہی بات ہے تو پھر اس شخص کے ہاتھ یہ پیغام بھیجنے کا مطلب کیا تھا؟

راکھشس (چونکنا ہو کر سدھارتھک کی طرف دیکھتا ہے اور کہتا ہے)

ارے سدھارتھک۔ تم یہاں موجود ہو۔ یہ معاملہ کیا ہے؟

سدھارتھک (آنکھوں میں آنسو بھر کر اور بناوٹی طور پر شرمندہ ہو کر) اماتیہ قصور معاف۔ جان بخشی کیجئے۔ میرا کوئی قصور نہیں۔ مجھ میں مار کھانے کی..... (اتنا کہہ کر خوفزدگی کی حالت میں رک جاتا ہے۔

ملے کیتو (بھاگورائن سے) ڈر کے مارے یا شرم سے یہ شخص اپنے مالک کے سامنے کچھ بتائے گا نہیں۔ آپ بتائیے کہ معاملہ کیا ہے۔

بھاگورائن۔ بہت اچھا۔ اس شخص کا کہنا ہے کہ اماتیہ راکھشس اس خط کے ساتھ اس کے ذریعہ چندر گپت کو زبانی پیغام بھجوا رہے تھے۔

راکھشس۔ سدھارتھک میں یہ کیا سن رہا ہوں۔

سدھارتھک (بناوٹی شرم کے ساتھ) کیا کرتا۔ مار کھاتے کھاتے جان رہ گئی اسی لئے یہ بیان دے دیا۔

راکھشس (کمار سے مخاطب ہو کر) یہ سب بالکل بکواس ہے۔ محض جھوٹ واقعی مار کے آگے بھوت بھاگتا ہے۔ سدھارتھک نے جان بچانے کے خیال سے یہ جھوٹ تراش دیا۔ ہوگا۔

ملے کیتو (بھاگورائن سے) تحریری پیغام دکھا کیوں نہیں دیتے۔ پیغام سے

حقیقت خود بخود کھل جائے گی۔ زبانی پیغام تو یہ شخص خود ہی بتا دیگا۔

(بھاگورائن خط پڑھتا ہے اور اسے سن کر راکھشس طیش میں آکر کہتا ہے)

کمار۔ یہ سب شرارت دشمن کی ہے۔ یہ ایک فریب ہے چال ہے یہ سارا جال مجھے مصیبت میں ڈالنے کے لئے بچھایا گیا ہے۔

ملے کیتو (زیور دکھا کر) مگر پھر خط کے ساتھ یہ زیور کیسے ہیں جو حضور دشمن کو بھیج رہے تھے؟

راکھشس۔ میں نے کسی کو کچھ نہیں بھیجا۔ یہ زیور آپ نے مجھے دیئے تھے اور میں نے خوش ہو کر سدھارتھک کو دے دیئے۔

بھاگورائن۔ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ کمار نے جو زیور خود اپنے بدن سے اتار کر آپ کو نذر کئے تھے اس کا مستحق یہ شخص سدھارتھک ہے۔

ملے کیتو۔ اور یہ بھی تو میرے بزرگ محترم ہی نے لکھا ہے کہ اس پیغام کو میرے معتمد سدھارتھک سے سننا۔

راکھشس۔ کیسا پیغام، کیسی تحریر۔ ان چیزوں سے میرا کوئی تعلق ہی نہیں۔

ملے کیتو۔ تو پھر یہ مہر کس کی ہے؟

راکھشس۔ کمینے اور دغاباز لوگ جعلی مہر بھی تیار کر لیتے ہیں ان کے لئے کوئی بھی حرکت ناممکن نہیں۔

بھاگورائن۔ کمار۔ امات کا ارشاد ٹھیک ہے (سدھارتھک سے) یہ چٹھی کس نے لکھی ہے۔

(سدھارتھک راکھشس کی طرف دیکھ کر خاموش رہتا ہے کچھ نہیں کہتا)

بھاگورائن۔ خاموش کیوں ہو؟ ہمت کر کے جو بات ہو سچ سچ کہہ دو ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

سدھارتھک۔ چھٹی شکٹ داس نے لکھی ہے مہاراج

راکھشس۔ شکٹ داس نے لکھی ہے تو گویا میں نے ہی یہ چھٹی لکھی ہے۔

(ملے کیتو پرتی ہاری سے کہتا ہے)

دج۔ شکٹ داس کو بلاؤ۔

بھاگورائن (دل ہی دل میں) چانکیہ منتری کا کوئی بھی آدمی بے سوچے سمجھے ایک بات بھی نہیں کہتا سنتا۔ اگر شکٹ داس آ کر اس چھٹی کے لکھے جانے کا بھید کھول دے گا تو ملے کیتو پھر بہک جائے گا (اسی لئے چونک کر کہتا ہے) کمار اگر یہ چھٹی شکٹ داس نے اماتیہ راکھشس کے سامنے بھی لکھی ہوگی جب بھی انکار کر جائے گا اس لئے اس کی کوئی تحریر منگا کر اس تحریر سے ملا لیجئے۔ اگر کچھ فرق ہوگا تو خود بخود ظاہر ہو جائے گا۔

ملے کیتو۔ اچھا ایسا ہی کرو۔

بھاگورائن۔ اور مہر بھی تو منگوا لیجئے۔

(پرتی ہاری جاتی ہے اور شکٹ داس کی دوسری تحریر اور مہر لا کر دیتی ہے اور کہتی ہے لیجئے دونوں چیزیں حاضر ہیں)

ملے کیتو (دوسری تحریر اور مہر دیکھ کر) حروف تو دونوں کے ملتے ہیں۔

راکھشس (دل ہی دل میں)

حروف بلاشبہ ملتے ہیں لیکن شکٹ داس تو ہمارا دوست ہے حماقت ہے اس لئے یہ تحریر اس کی ہو نہیں سکتی۔ حروف میں ضرور فرق

ہوگا (ملے کیتو سے) کیا تم سمجھتے ہو۔ تمھیں یقین ہے کہ یہ تحریر شکٹ داس کے ہاتھ کی ہے۔ (پھر دل ہی دل میں) ے

عارضی فائدے کے لالچ میں   شہرت لازوال کیوں کھودی
بال بچوں کے موہ میں آکر   تو نے مٹی خراب کی اپنی

اب کہاں ہے ترادہ عہد وفا
اف یہ مالک سے تیری غداری   منور لکھنوی

(پھر کہتا ہے)، مگر اب اس میں شک و شبہ کی گنجائش ہی کہاں ہے:

یہ انگوٹھی نشان اس کا ہے   اس کو انگلی میں وہ پہنتا ہے
اور سدھارتھک ہے یار اس کا   ساتھ اس کے بہت ہے پیار اسکا
اور تحریر جو یہ جعلی ہے   دوسرے خط سے اسکے ملتی ہے
بال بچوں کا موہ بھی ہے بلا   کیا شکٹ داس نے دیا دھوکا
اپنے مالک سے پھر گیا ہیہات   اپنے منصب سے گر گیا ہیہات
کام کیسا کیا گدھے پن سے   ہوگئی سانٹھ گانٹھ دشمن سے
کس قدر ہوشیار ہے ظالم   کس قدر نابکار ہے ظالم
تخم بغض و نفاق بوتا ہے   مائل افتراق ہوتا ہے
یہی ہر وقت کام رہتا ہے   یہی غم صبح و شام رہتا ہے

رشتۂ اتحاد کٹ جائے
دل سے دل تنگ آکے پھٹ جائے

ملے کیتو (راکھشس کی طرف دیکھ کر) حضور نے تحریر کرایا ہے کہ آپ نے جو تین زیور بھیجے اور موصول ہوئے کیا یہ زیور انھیں زیوروں میں شامل ہیں (پھر دل ہی دل میں کہتا ہے) یہی وہ زیور ہیں جو

پہلے میرے پتاجی پہنا کرتے تھے (پھر زور سے کہتا ہے) اگر میرے آریہ اماتیہ۔ آپ کو یہ زیور کیسے ہاتھ لگا؟

راکھشس۔ میں نے یہ مول لیا تھا۔

ملے کیتو۔ وجیا۔ کیا تم اس زیور کو پہچانتی ہو۔

پرتی ہاری (زیور کو دیکھ کر سرد آہ بھرتی ہے اور کہتی ہے)
کہیں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ میں اس زیور کو نہ پہچانوں حضور۔ وہ مبارک نام والے پربتیشور اسے پہنا کرتے تھے۔

ملے کیتو (ٹھنڈی سانس بھر کر) آہ میرے پتاجی ؎

آپ کل بھوشن[1] ہمارے تھے پتا — کتنے اچھے کتنے پیارے تھے پتا
آپ پر زیور یہ سجتے تھے بہت — انس تھا سرکار کو ان سے بہت
جب چمک اٹھتے تھے جسم پاک پر — آپ کی اس قیمتی پوشاک پر
جگمگا اٹھتا تھا چہرہ مثل ماہ — نور بن جاتا تھا یہ خلد نگاہ
آپ کی ہستی پہ ہوتا تھا یقین — رات ہے گویا سرورت کی حسیں
جس میں ہوں دلکش نظارے ہر طرف
جس میں چھٹکے ہوں ستارے ہر طرف (منور لکھنوی)

راکھشس۔ کیا کہا۔ کیا پربتیشور ان زیوروں کو پہنتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے اس جوہری نے یہی زیور میرے ہاتھ بیچے تھے۔ اور چانکیہ نے اسے اسی کام کے لئے بھیجا تھا۔

ملے کیتو۔ آریہ اماتیہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ جو زیور میرے پتاجی کے پہنے ہوئے ہوں وہ آپ کو خریداری میں ہاتھ آجائیں اور پھر چندر گپت انھیں ہتھیالے ؎

---

[1] کل بھوشن۔ یعنی زینت خاندان

ممکن ہے چندر گپت نے سودا کیا ہو یہ
کچھ فائدے سے آپ کو زیور دیا ہو یہ
اس کے عوض میں بیچ دیا آپ نے ہمیں
سفاک کے سپرد کیا آپ نے ہمیں

راکھشس (دل ہی دل میں) الزام کتنی چالاکی کے ساتھ لگایا ہے ؎

ہے بظاہر یہ حقیقت بحث کیا تکرار کیا ہو
مہر تو میری لگی ہے جرأت انکار کیا ہو
کوئی یہ مانے گا کیسے ہے شکٹ داس اسکی تہہ میں
ہاتھ ہے شامل اسی کا بے دفائی کے گنہ میں
بات یہ کیسے جچے گی حلقۂ اہل نظر میں
موریہ نے زیور یہ بیچے ہیں ہوائے مال و زر میں
اس لئے واجب یہی ہے اب خطا تسلیم کر لوں
تہمت بے جا بھی بے چون و چرا تسلیم کر لوں

(منور لکھنوی)

ملے کیتو۔ میں آریہ منتری سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ......

راکھشس۔ پوچھو اس سے جو آریہ ہو۔ اب میں کہاں کا آریہ میری شرافت تو رخصت ہو چکی۔

ملے کیتو ؎

پہلے جس خاندان کے ساتھ تھے آپ — موریہ آخر اسی کا بیٹا ہے
اب تو دم آپ اس کا بھرتے ہیں — دل سے منظور پاس اس کا ہے
میں تو ہوں صرف دوست کا فرزند — اب مراحق ہی آپ پر کیا ہے

میں رہوں بن کے آپ کا خادم　　اب تو میرے لئے یہ زیبا ہے

وہ تو مخدوم آنجناب کا ہو　　آج کچھ بخت جس کا سیدھا ہے

اور میں حکم آپ کا مانوں　　میری تقدیر میں یہ لکھا ہے

وہ جو دے صرف اپنی مرضی سے　　واقعی خوب یہ تماشا ہے

اور مجھ کو ملے جو بخشیں آپ　　واہ کیا کاروبار الٹا ہے

حکم گو ماننا پڑے اس کا　　پھر بھی اس کی وزارت اعلیٰ ہے

اور میرا وزیر ہونے پر　　آپ کا حکم مجھ پہ چلتا ہے

آخر کار کیا ہے مد نظر　　بولئے بولئے جو منشا ہے

ہو گئے آپ کیوں ذلیل اتنے

پست اب کیوں شعار اتنا ہے

راکھشس (غمگین ہو کر) کمار! اب تو جو کچھ تم کہو وہ ٹھیک ہے، تمہیں اختیار ہے مگر خود تمہارے ایک ایک لفظ سے تمہارے خیال کی تردید ہوتی ہے۔ دیکھو نا تمہارے ہی الفاظ میں ؎

جس کی خدمت میں پیشتر تھا میں　　اور یہ آخر اسی کا بیٹا ہے

اب تو میں دم اسی کا بھرتا ہوں　　مجھ کو منظور پاس اس کا ہے

تم تو ہو صرف دوست کے فرزند　　مجھ پہ اب حق ہی کیا تمہارا ہے

میرے خدمت گزار بن کے رہو　　اب تمہارے لئے یہ زیبا ہے

وہ تو مخدوم بن گیا ہے مرا　　آج کچھ بخت جس کا سیدھا ہے

اور تم لاؤ میرا حکم بجا　　اب تو تقدیر میں یہ لکھا ہے

وہ جو دے صرف اپنی مرضی سے　　واقعی خوب یہ تماشا ہے

اور تم کو ملے، جو میں چاہوں　　یہی حالات کا تقاضا ہے

حکم گو ماننا پڑے اس کا | پھر بھی اس کی وزارت اعلیٰ ہے
جب تمہارا وزیر بنتا ہوں | میری مرضی سے کام چلتا ہے
کچھ تو مد نظر ہے آخر کار | کیا بتاؤں تمھیں جو منشا ہے

کیا کہوں کیوں ہوں اسقدر میں ذلیل
پست اب کیوں شعار اتنا ہے

ملے کیتو (چٹھی وغیرہ دکھا کر) پھر آخر یہ سب ہے کیا؟

راکھشس ۔ یہ سب وہی ہے جو مقدر میں لکھا ہوا ہے ؎

یہ مقدر کا کھیل ہے بھائی | اس کے چکر کا کھیل ہے بھائی
یہی ظالم تھا نند کا قاتل | جیتا اس سے ہے بہت مشکل
تھے ہمارے جو تاج سر وہ نند | سب کی رکھتے تھے جو خبر وہ نند
ہم تھے کیسے ۔ یہ جانتے تھے وہ | کس قدر ہم کو مانتے تھے وہ
نگہ حق شناس رکھتے تھے | خوب ہر شخص کو پرکھتے تھے
یوں تو ہم ان کے خادموں میں تھے | خادموں میں ملازموں میں تھے
اک ملازم کی حیثیت ہی کیا | قدر کیا اس کی منزلت ہی کیا
لوگ اسفل اسے سمجھتے ہیں | پست وار ذل اسے سمجھتے ہیں
ساتھ جس وقت چھوڑ دیتا ہے | قلب انساں کو توڑ دیتا ہے

کوئی مشکل بھی حل نہیں ہوتی
کوئی محنت سہل نہیں ہوتی (منور لکھنوی)

ملے کیتو ۔ میرے بزرگ ، پھر بھی آپ باتیں بنائے ہی جاتے ہیں ، اپنی حرص کو تو معصوم سمجھتے ہیں اور الزام رکھتے ہیں مقدر پر ۔ کیا خوب ، کتنے احسان فراموش ہیں آپ ؎

لاکے اک بدنہاد قحبہ اشہر — زن بدکار و سراپا زہر
پیشتر مجھ پہ یہ ستم ڈھایا — میرے والد کو قتل فرمایا
آپ پر اعتقاد تھا جس کو — آپ پر اعتماد تھا جن کو
اور اب ہم پہ ہے کرم کی نگاہ — بن کے دمساز دشمن بدخواہ
ہے ہمیں بیچنے کی تیاری — مول لی جارہی ہے یہ خواری
حرص ہے کس قدر وزارت کی — داد دیتا ہوں ایسی نیت کی

ہم غریبوں کو بیچ دیتا ہے
اور انعام اس سے لیتا ہے (منور لکھنوی)

راکھشس۔ کمار، کمار، تم جلے پر نمک مرچ چھڑکتے جارہے ہو (دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ کر) پرماتما گواہ ہے کہ میں نے پربتیشور کا بال تک بیکا نہیں کیا، ان کو اور میں ہلاک کروں، افسوس!

بریں عقل و دانش بباید گریست

ملے کیتو۔ پھر تاجی کی جان کس نے لی؟
راکھشس۔ یہ مقدر سے پوچھو، وہی اس کا جواب دے گا۔
ملے کیتو۔ مقدر جواب دے گا۔ ہو نہ ہو۔ جیو سدھی کھشنیک کیوں نہ جواب دے۔
راکھشس (دل ہی دل میں) معلوم ہوتا ہے جیو سدھی کھشنیک بھی دشمن کا جاسوس ہے ارے ظالم نے ہمارے دلوں پر بھی قابو پالیا ہے
ملے کیتو (غصہ سے) بھاسورک
بھاسورک۔ جی جناب
ملے کیتو۔ سیناپت شکھرسین کے پاس فوراً جاؤ اور ان سے کہو کہ

راکھشس منتر قاسے سازش کرکے چندرگپت کی خوشنودی کے لئے جو حکومتیں ہماری جڑ کاٹ رہی ہیں ان میں قلوت کے راجا چتر ورما ملایا کے راجہ سنگھ ناد، کشمیر کے راجا پشکراکھشس، سندھ کے راجا سُشیق، ایران کے حکمراں موگھاکش، یہ سب کے سب ہمارے راج کے حصے بخرے کرکے ہمیں نیست و نابود کرنے پر تلے بیٹھے ہوئے ہیں، ان میں سے پہلے تین کی نظر ہماری سلطنت پر ہے. اس کو ہڑپ کر جانے کی فکر ہے ان تینوں کو تو لے جاکر زمین میں زندہ دفن کردیا جائے۔ باقی دونوں کو جو ہمارے ہاتھیوں کی فوج پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں انھیں ہاتھیوں کے پیروں سے کچلوا کر مار ڈالا جائے۔

بھاسورک۔ جو حکم،

ملے کیتو (راکھشس سے) میرے محترم بزرگ. آپ کو یاد رکھنا چاہیے کہ میں بھی ملے کیتو ہوں، آپ کی طرح دغاباز راکھشس نہیں. اب آپ تشریف لے جائیے اور خوب دل بھر کر چندرگپت کا ساتھ دیجئے، بس ہو چکا ؎

اب خواہ وشنوگپت ہو یا چندرگپت ہو　　اب خواہ تم بھی میرے خلاف[۱] اسکا ساتھ دو
کردونگا ایکساتھ ہی تینوں کا اختتام　　جیسے ادھرم[۲] سے ہوں قنا ارتھ[۳] دھرم کا کام[۴]

---

[۱] سنسکرت میں لفظ درہ نے دُرنَیَ استعمال کیا گیا ہے میں نے درنے کا مفہوم ادھرم لیا ہے۔ پروفیسر دھرو نے اس کا ترجمہ Evil Policy کیا ہے۔ [۲] ارتھ یعنی سیاسی اقتصادیات [۳] دھرم، نیکی سچائی، صحیح راہ عمل [۴] کام یعنی غرض یا مقصد

(بھاگو رائن کہتا ہے) بھائی اب دیر کی ضرورت نہیں۔ معاملہ ٹیڑھا ہے
ہماری فوجوں کو اسی وقت کوچ کر کے کسم پور روانہ ہو جانا چاہیے
اور اس کا محاصرہ کر لینا چاہیے۔ بس ع

جب فوج شہ سوار روانہ یہاں سے ہو
پا در رکاب جنگ کے عزم گراں سے ہو
پیروں کو جب زمیں سے اٹھاتے ہوئے چلیں
گھوڑے کھروں سے خاک اڑاتے ہوئے چلیں
مستانہ ہاتھیوں کے پسینے سے تر بتر
جا کر گرے وہ دھول سیاہ غنیم پر
گونڈوں کی عورتوں کا بگڑ جائے سب سنگار
وہ گال جو ہوں لو دھر کے غازے سے شنگبار
پڑ جائے ان پر دھول یہ اڑ اڑ کے تہہ بہ تہہ
آلودۂ غبار ہو وہ کاکل سیہ
بھونروں کی طرح رنگ میں کجلائی سی جو ہو
لہریں ہزار جن میں ہوں بل کھائی سی جو ہو
(منور لکھنوی)

(اتنا کہہ کر بھاگو رائن چلا جاتا ہے اس کے ساتھ ہی ساتھ ملے کیتو
اور دوسرے ساتھی جاتے ہیں اور راکھشس فکر اور مایوسی کے
عالم میں سرد آہ بھر کر کہتا ہے)

(زوف ہے مجھ پر۔ چیتر ورمن اور دوسرے چار سردار بھی
مارے گئے۔ آخر یہ سب ہو اکیا۔ راکھشس جو کچھ کرتا ہے

اس سے دشمنوں کے بجائے دوستوں کی جان پر بن جاتی ہے، ان کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ آخر میں ابھاگا قسمت کا مارا کیا کروں ؎

کیا میں جنگل میں چلا جاؤں تپسیا کے لئے
دل و جاں وقف ہوں یہ سختی ایذا کیلئے
مگر اس سے تو نہیں دل کی لگی بجھ سکتی
اور کس شکل سے ہو آہ تشفی میری
کیا کروں قصد عدم نند کی صورت میں بھی
مول لوں اپنے لئے جنس ہلاکت میں بھی
نہیں منظور یہ زنخوں کی سی حرکت مجھ کو
اس ارادے ہی سے ہوتی ہے ندامت مجھکو
بے اثر ہے مری فریاد یہ شیوں سیرا
میں تو مر جاؤں سلامت رہے دشمن میرا
یہ عمل بھی تو مناسب مرے نزدیک نہیں
کسی صورت سے یہ کردار مرا ٹھیک نہیں
میں تو بیتاب بہ ل حیدان کی رہائی کے لئے
صرف ناخن ہوں مرے عقدہ کشائی کیلئے
لوگ بدنام کریں گے مری خواری ہوگی
وہ نہ چھوٹیں گے تو ناشکرگزاری ہوگی

پانچواں ایکٹ
ختم

چھٹا ایکٹ

بناوٹی خودکشی

(قیمتی جواہرات سے آراستہ سمدھارتھ خوش خوش داخل ہوکر کہتا ہے:)

بادل کا سا رنگ ہے جن کا کیشو[1] کیشی گھاتی[2] کی جے
چاند وہ پرجا[3] کی آنکھوں کے چندر گپت جی سوامی[4] کی جے
سینا[5] ہے کچھ کام لئے بن کام بنایا جس نے سارا
جس نے ختم کیا دشمن کو اس چانکیہ کی نیتی[6] کی جے

(منور لکھنوی)

آج میں اپنے عزیز دوست سمدھارتھک سے ملاقات کروں گا حالانکہ یہ ملاقات بہت دنوں کے بعد ہو رہی ہے (کچھ آگے بڑھ کر اور سامنے دیکھ کر) ارے سمدھارتھک تو خود ہی ادھر چلے

---

[1] کیشو یعنی بھگوان کرشن [2] کیشی گھاتی یعنی کیشی راکھشس کے قاتل [3] پرجا یعنی رعایا، پبلک۔ [4] جن سوامی یعنی رعایا کے مالک [5] سینا یعنی فوج۔ [6] نیتی یعنے سیاست۔ تدبر۔

آرہے ہیں۔
(پھر سمدھارتھک سے مخاطب ہو کر کہتا ہے)
دوست خیریت تو ہے۔ مزاج تو اچھا ہے۔
(دونوں ایک دوسرے سے بغل گیر ہوتے ہیں اور سمدھارتھک جواب دیتا ہے)۔
سمدھارتھک ۔خیریت، خیریت کا یہاں کیا کام۔ تمہارا ایسا دوست بہت دنوں بعد گھر آکر ملاقات کئے بغیر چلا جائے تو خیریت کیسی؟
سدھارتھک، یار ناراض نہ ہو، مجھ کو دیکھتے ہی آریہ چانکیہ نے حکم دیدیا کہ یہ تمام واقعہ ابھی جاکر پریہ درشن چندرگپت سے بیان کردو۔ حکم پاتے ہی میں مہاراج کی خدمت میں جا پہونچا وہاں سب داستان کہہ سنائی اور اسی کے سلسلے میں یہ انعام و اکرام لے کر واپس آیا ہوں۔
سمدھارتھک، اگر ہرج نہ ہو تو مجھے بھی کچھ حال بتاؤ، تم نے مہاراج ادھرچندرگپت سے کیا کہا۔
سدھارتھک، دوست تم سے بھی کوئی بات چھپی ہوئی ہے۔ نکما ملے کیتو آریہ چانکیہ کے جال میں پھنس گیا، اس کو یقین آگیا کہ راکھشس منتری نے اس کے ساتھ وشواس گھات کیا ہے۔ اس نے راکھشس کو شنیدہ کر دیا۔ ادھر چترورما وغیرہ پانچوں راجوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یہ حال دیکھ کر اور جتنے بھی راجے اس کی حمایت کے لئے پہونچے تھے وہ بھی گھبرا گئے اور اپنی جان کے خوف سے ملے کیتو کا ساتھ چھوڑ کر سب نے اپنے اپنے دیس کی راہ لی۔ جب دشمن اسطرح ناکارہ ہو گیا تو کبھدر بھٹ، پورش دت، ہنگرات، بل گپت، راج سین

بجاگورائن، روہتاکش اور وجے ورما وغیرہ سب نے ملکر ملے کیتو کو گرفتار کرلیا۔

سدھارتھک، اگر عام طور پر تو یہ خبر ہے کہ بھدر بھٹ وغیرہ، مہاراج چندر گپت کے خلاف ہو کر دشمن سے جا ملے ہیں۔ آخر یہ ناٹک ہے کیا؟ کس بے تکے ناٹک لکھنے والے کا لکھا ہوا۔ اس کے شروع اور خاتمے کا کوئی پتہ ہی نہیں

سدھارتھک۔ میرے یار جیسے بھگوان کے بھید دل کو کوئی نہیں جان سکتا ایسے ہی آریہ چانکیہ کے رازوں کو جاننا بہت مشکل ہے وہ بڑے گہرے پانی میں ہیں۔ میں تو ان کو ساشٹانگ[1] ڈنڈوت[2] کرتا ہوں

سمدھارتھک۔ پھر اس کے بعد کیا ہوا؟

سدھارتھک۔ ملے کیتو کی گرفتاری کے بعد آریہ چانکیہ سب لاؤ لشکر لیکر گھر سے باہر نکلے اور انھوں نے غنیم کے باقی حمایتیوں کو تحس نحس کردیا سب کا سامان لوٹ لیا۔ دشمن کی ساری فوج گرفتار کرلی۔ اس کا تو کوئی والی وارث ہی نہیں رہا۔

سمدھارتھک۔ اب وہ سب کہاں ہیں؟

سدھارتھک، وہ دیکھو۔

وہ ہاتھیوں کی صداؤں کا ہے فضاؤں میں شور
گھٹا میں چھپائی ہوئی جیسے چرخ پر گھمنگھور

---

[1] ساشٹانگ یعنی آٹھوں اعضائے جسمانی سمیت مراد پورے جسم سے۔ [2] ڈنڈوت یعنی لیٹ کر آداب بجا لانا۔

وہ چابکوں کی تڑاقوں سے کانپتے گھوڑے

وہ سانس پھولتے، بے دم سے ہانپتے گھوڑے

سدھارتھک۔ اچھا ان باتوں کو رہنے دو، یہ بتاؤ کہ آریہ چانکیہ نے سب لوگوں کے سامنے اپنی جگہ سے دست بردار ہونے کے بعد پھر اسی عہدے کو کیسے سنبھال لیا؟

سدھارتھک۔ تم تو ابھی تک بالکل بھولے بھالے ہی بنے ہو۔ ذرا بھی سمجھ بوجھ سے کام نہیں لیتے۔ آریہ چانکیہ کی چالیں جب اماتیہ راکھشس کی سمجھ میں نہ آسکیں تو اور کسی کی سمجھ میں کیا آئیں گی، ہم کوئی ان سے بڑھ کر تو ہو نہیں سکتے۔

سمدھارتھک۔ اماتیہ راکھشس اب ہیں کہاں؟

سدھارتھک۔ آریہ چانکیہ کو خبر ملی ہے کہ جب چاروں طرف ابتری مچ گئی تو اماتیہ راکھشس خیمے سے باہر نکل آئے اور اب اسی شہر میں آبسے ہیں ان کے پیچھے اندر نام کا جاسوس لگا ہوا ہے۔

سمدھارتھک۔ مگر انھوں نے تو قسم کھائی تھی کہ جب تک نند راج دوبارہ بحال نہ ہو جائے گا وہ کسم پور کی سرزمین پر قدم بھی نہیں رکھیں گے پھر اپنا پرن پورا کئے بغیر کسم پور کا قصد کیا؟

سدھارتھک۔ میرا خیال ہے کہ محض چندن داس کی محبت انھیں وہاں کھینچ لائی ہے۔

سمدھارتھک۔ غالباً ایسا ہی ہے لیکن کیا تم سمجھتے ہو کہ چندن داس کا چھٹکارا ابھی ممکن ہے؟

سدھارتھک۔ میرے خیال میں تو وہ غریب بھی مارا جائے گا۔ آریہ چانکیہ

حکم دے چکے ہیں۔ کہ اسے قتل گاہ میں لے جایا جائے اور ہم دونوں
اس کو جہنم داصل کر دیں۔

سدھار تھک۔ تو کیا آریہ چانکیہ کے پاس اس کام کے لئے اور کوئی شخص باقی
نہیں رہ گیا۔ ہم دونوں کے لئے کیا ضروری ہے کہ اس خون ناحق سے
ہاتھ رنگیں۔

سدھارتھک مگر آریہ چانکیہ کا حکم ٹال کر زندہ رہنے کی کس کو مجال ہے اب
تو ہم دونوں کو چنڈال کا بھیس بنا کر چندن داس کو قتل گاہ میں لیجانا
ہی پڑے گا۔

(دونوں جاتے ہیں اور پردہ گرتا ہے، دوسرا سین پیش
ہوتا ہے)

(ایک شخص ہاتھ میں پھانسی کی رسی لئے ہوئے آتا ہے۔ اور
گھوم گھوم کر کہتا ہے سے

واہ وا! کتنی ہے چانکیہ کی نیتی پُر پیچ
چھ گئے جس میں ہوں بل ہے یہ وہ رسی پُر پیچ
کوئی اندازہ کرے کیا کہ ہے کتنی مضبوط
ٹوٹ سکتی ہی نہیں ہے یہ کچھ اتنی مضبوط
جال سا جال بچھایا ہے وہ تدبیروں کا
اک حلقہ ہے یہ الجھی ہوئی زنجیروں کا
دشمن اس جال سے اک روز پکڑ جائے گا
خود بلاؤں کے شکنجے میں جکڑ جائے گا

(سامنے دیکھ کر) اوہ۔ وہ تمام جسم کو چھپائے ہوئے) ماتیہ راکشس

آ رہے ہیں۔

(پھر کہتا ہے) آریہ چانکیہ کے جاسوس اندر نے اسی جگہ کا ذکر کیا تھا اور کہا تھا کہ آریہ کے حکم کے مطابق میں اماتیہ راکھشس سے یہیں ملوں۔ مجھے اس باٹکا میں چھپ جانا چاہیے۔ دیکھوں راکھشس کدھر جاتے ہیں۔

(وہ شخص بیٹھ جاتا ہے اور ہتھیاروں سے مسلح راکھشس آتا ہے)

راکھشس (آنکھوں میں آنسو بھر کر)

کس قدر افسوس کی بات ہے ؎

خوش اقبالی کی دیوی نے گرفتار بلا ہو کر

بچھڑ کر اپنے پت[1] سے شوہر سے جدا ہو کر

نہایت بے بسی سے چھوڑ کر اپنے ٹھکانے کو

لیا ہے دوسرے کے گھر کا رستہ سر چھپانے کو

تغیر سا تغیر رونما یہ کتنی جلدی ہے

رعایا جس قدر تھی وہ بھی اس کے ساتھ چلدی ہے

چلے جاتے ہیں جیسے طفل ہمرہ اپنی مادر کے

وہ بس جاتی ہے گھر میں جا کے جب خاوند دیگر کے

بھروسے کے تھے ساتھی جس قدر وہ بھی پریشاں ہیں

ہوئے ہیں اس قدر مایوس اب ہم سے گریزاں ہیں

نہیں بنتا بنائے کچھ بھی ہمت ہار بیٹھے ہیں

اٹھے کیا جوش دل میں ذلت سے بیزار بیٹھے ہیں

---

[1] پت یعنی خاوند

اگر کرتے نہ یہ سب کچھ تو پھر معصوم کیا کرتے
نہ اس ملکہ کا ساتھ اگر دیتے تو کس پر آسرا کرتے
بُری قسمت ہو جس کی ساتھ اس کا دے زمانہ کیا
نہ جب سر ہی رہے باقی تو پھر دھڑ کا ٹھکانا کیا

اس کے علاوہ ؎

راجی ٹھاٹھ باٹ کی دیوی
ایک بے حد ذلیل قحبہ ہے
ہند سے حکمراں کو چھوڑ گئی
جس کی نیکی کا اتنا شہرہ ہے
اپنے مالک سے بے وفائی کی
کس قدر ایست اف یہ شیوہ ہے
ہند آنکھیں ہوئی ہیں کیا ان کی
ان سے اب یک قلم کشیدہ ہے
گھر گیا چندر گپت کا آباد
کتنا محکم اب اس سے رشتہ ہے
جا کے پیوست ہو گئی اس سے
یہ شگوفہ عجب شگوفہ ہے
اب کریں بھی تو کیا کریں آخر
ہند ہم پر ہر ایک رستہ ہے
خواہ کتنی بھی لڑائیں جان
جو بھی کوشش ہے بے نتیجہ ہے
بخت بد میں ہے دشمنوں کی اوش
اب مخالف ہے جو ستارہ ہے
پھیر دیتا ہے سعی پر پانی
سفلہ کوشی تو اس کا پیشہ ہے

کیونکہ ؎

راہ لی ملک عدم کی نند عالی جاہ نے
کر دیا دل چور ان کا رحلت ناگاہ نے
پر وتنک کا ساتھ دے کر پھر بھی میں کوشاں رہا
ہر نفس بس اک اسی چکر میں سرگرداں رہا

اور اس بیکس نے بھی جب ہاتھ دھوئے جان سے

منھ نہ موڑا میں نے اصلاح جنگ کے میدان سے

تا بہ امکانِ وفا جاری رہی کوشش مری

ان کے فرزند جگر پیوند کے سائے میں بھی

پھر بھی ہر کوشش مری ناکام ہی ثابت ہوئی

جو بھی بنیاد عمل تھی خام ہی ثابت ہوئی

برہمن چانکیہ کو الزام دوں میں کس لئے

یہ کرشمے ہیں ہماری گردش تقدیر کے

اور اس احمق ملے کیتو کے لئے کیا کہوں؟

اس قدر عقل و فہم سے خالی	اس قدر بد نہاد۔ پست شعار
ہائے کتنا ہے ناشناس وفا	ہائے کتنا ہے ناسپاس گزار
شاید اس کی سمجھ سے بالا ہے	مری نیت، مرا طریقۂ کار
اب بھی مالک کا دم میں بھرتا ہوں	ہو چکے ہیں اگرچہ وہ فی النّار
ہائے مجھ پر گماں یہ ظالم کا	ہو گیا ہوں کسی ہوس کا شکار
اور دشمن سے جا ملا ہوں میں	اس قدر پست ہے مرا کردار
کچھ تعجب کی اس میں بات نہیں	کہ ہے ایسی ہی وقت کی رفتار
جب برے دن کسی کے آتے ہیں	جب بدلتے ہیں اسکے لیل و نہار

عقل راہِ فرار لیتی ہے!

دھول آنکھوں میں جھونک دیتی ہے (منور لکھنوی)

پھر بھی کیا ہوا۔ راکھشس خواہ دشمنوں کے ہاتھوں گرفتار ہو کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا جائے۔ چندر گپت کے ساتھ اس کی صلح نہیں

ہو سکتی نہیں ہو سکتی نہیں ہو سکتی۔ یہ ناممکن ہے لوگ چاہے جھوٹا الزام لگائیں، چاہے بدنامی ہو جائے۔ مگر میرے آگے دشمنوں کی دال نہیں گل سکتی (چاروں طرف دیکھ کر) اوہ یہی تو وہ جگہ ہے جہاں مہاراجہ نند گشت کرنے کے لئے آیا کرتے تھے ۔

ہائے اس خطۂ رنگین کا یہ دلچسپ سماں
آئے دن سیر کو آتے تھے مہاراج یہاں
برق دم شان سے گھوڑے پہ سوار آتے تھے
دم تفریح پئے سیر و شکار آتے تھے
کھینچتے تھے جو کماں تیر چلانے کے لئے
صید مطلوب کے سینے پہ بٹھانے کے لئے
باگ جو ہاتھ میں تھی جھول وہ کھا جاتی تھی
ڈھیل سی ڈھیل کھنچاوٹ میں اک آجاتی تھی
آئے دن آکے وہ اس باغ میں ٹھہرا کرتے
گفتگو کے لئے احباب کو یکجا کرتے
ادھر آنا مگر اب دل پہ گزرتا ہے گراں
آہ ان میں سے نہیں اب کوئی موجود یہاں
منہ کو آتا ہے کلیجہ جو ادھر آتا ہوں
دیکھ کر رنگ یہ بے حال ہوا جاتا ہوں (منور لکھنوی)

مگر اب تو قسمت ہی پھوٹ گئی۔ میرے لئے کوئی ٹھکانا نہیں رہا۔
(پھر ادھر ادھر دیکھ کر کہتا ہے)

چلو اس پرانی باڑگا میں چلیں تھوڑی دیر یہیں ٹھہریں۔ کسی سے چندا اس کا حال دریافت کریں (پھر سرد آہ بھر کر کہتا ہے)

اوہ۔ انسان کے عروج و زوال کے نقشے بھی کتنے عجیب ہوتے ہیں اس زندگی میں جو کچھ بھی نہ ہو جائے تھوڑا ہے۔ کوئی نہیں جانتا کل کیا ہوگا۔

وہ بھی کیا وقت تھا زمانہ تھا — کچھ عجیب ہی وہ کارخانہ تھا
جب میں اس شہر سے گزرتا تھا — اس طرف آکے سیر کرتا تھا
ساتھ راجے ہزارہا ہوتے — مرے دربار تک رسا ہوتے
ماہ نو کے طلوع ہونے پر — وقت شب کے شروع ہونے پر
انگلیاں جیسے لوگ اٹھاتے ہیں — چاند نکلا ہے یہ بتاتے ہیں
ویسے ہی میرے سیر کرنے پر — اس طرف گشت میں گزرنے پر
دور سے اب نظارہ کرتے تھے — انگلیوں سے اشارہ کرتے تھے
اب تو چھپ چھپ کے اسمیں آتا ہوں — جیسے میں چور ہوں اچکا ہوں

نامرادی سے دل شکستہ ہوں
تنگ جینے سے زار و خستہ ہوں (منور لکھنوی)

جس ذات کی برکت سے یہاں سب کچھ تھا جب وہی نہیں تو پھر یہ حالت کیوں نہ ہو (دیکھ کر) یہ پرانی باڑگا کیسی بھیانک ہو رہی ہے جس طرف دیکھو جھاڑ جھنکار نظر آرہا ہے۔ اچھا آؤ۔ اس ٹوٹی پھوٹی چٹان ہی پر بیٹھ کر تھوڑی دیر سستا لوں۔

یہ باغ لٹا پٹا ہے کیسا — اجڑا ہوا گھر ہے کوئی گویا
جس کا کبھی دبدبہ بڑا تھا — جس کا کبھی طنطنہ بڑا تھا

ہر طرح بلند جس کی تھی بات — حاصل تھیں بڑی بڑی فتوحات
تالاب میں اب نہیں روانی — نایاب اک بوند بھی ہے پانی
بالکل سوکھا پڑا ہوا ہے — گویا مردہ پڑا ہوا ہے
بربادی دوستاں سے جیسے — پامالی جسم و جاں سے جیسے
دل ایک شریف آدمی کا — خو کردہ صلح و آشتی کا
غرقاب ہو قلزم الم میں — رہتا ہو اسیر قید و غم میں
ویران منظر شجر شجر ہے — جو نخل بھی ہے وہ بے ثمر ہے
جیسے کوئی ماہر سیاست — جیسے کوئی صاحب فراست
قاصر رہے مشکلوں کے حل سے — محروم ہو ثمرۂ عمل سے
الٹی ہر ایک چال پڑ جائے — پھیکا رنگ مآل پڑ جائے
اس طرح زمیں پہ گھاس اگی ہے — اتنی ہر سمت ابتری ہے
جیسے کوئی بے وقوف انسان — سادہ دل و سادہ لوح انسان

مغلوب صلاح بد سے ہو جائے
ہنگامۂ شور و شر میں کھو جائے

اور پھر سے

درختوں کے سینے ہیں کتنے فگار — چلے ہیں کلھاڑے بڑے تیز دھار
کبوتر جو کرتے تھے غوں غاں وہاں — وہ گویا تھی ان کے دلوں کی فغاں
پڑے ہیں جو کٹنے سے شاخوں پہ گھاؤ — مناسب تھا باہر سے ان کا بچاؤ
وہ محفوظ سانپوں کی کیچل سے تھے — جو تھے گرد شاخوں کے لپٹے ہوئے
نہ تھا ان کا شاخوں پہ دم توڑنا — یہ بھی ان کے کرب دروں کی صدا
یہی سانپ پیڑوں کے تھے غمگسار — کہ تھا دردمندی سے پر یہ شعار

تھا دونوں میں اک رشتۂ باہمی
نبھاتے تھے مدت سے یوں دوستی

اور میں دیکھ رہا ہوں ؎

درختوں پر مصیبت آ پڑی ہے
قیامت سی قیامت کی گھڑی ہے
کچھ ایسی بے دلی چھائی ہوئی ہے
طبیعت اتنی گھبرائی ہوئی ہے
گھٹے جاتے ہیں ہچکیں غم کے مارے
شکستہ حوصلہ۔ قسمت سے ہارے
ہیں کاہیدہ بہت رنج گراں سے
عجب حالت ہے ایذائے نہاں سے
تنا بھی سوکھ کر کانٹا ہوا ہے
بلائے جان مرض ایسا ہوا ہے
سمائی ہے فنا ہونے کی جی میں
نہیں رکھا کچھ اب اس زندگی میں
ہوئی ہے پتیوں کی آب رخصت
ہوا یہ جوہر نایاب رخصت
قیامت خیز یہ افسردگی ہے!
کہ رگ رگ سے عیاں پژمردگی ہے

(بیٹھ جاتا ہے اور پھر غور سے ایک آواز سنتا ہے اور کہتا ہے۔)

ارے یہ غل کدھر ہو رہا ہے۔ سنکھ بج رہے ہیں۔ ڈھولوں کی آواز آرہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے منگل گان ہو رہا ہے۔

یہ نقاروں کا شور حشر پرداز
یہ ناقوس و دہل کی تیز آواز
اٹھی ہے دیکھنا کس شد و مد سے
یہ غوغا بڑھ رہا ہے اپنی حد سے
صدا ہر قصر سے ٹکرا رہی ہے
بہت غل فش یہ بڑھتی جا رہی ہے
غضب کا ولولہ اس میں بھرا ہے
خلا کی وسعتوں کو ناپتا ہے

(کچھ سوچ کر) اوہ آ گیا سمجھ میں۔ ملے کیتو کی گرفتاری پر موریہ خاندان میں یہ جشن منایا جا رہا ہے (آب دیدہ ہو کر) کتنے رنج کی بات ہے زدن ہے مجھ پر سے

ابھی تک سن رہے تھے تذکرہ دشمن کی طاقت کا
فسانہ سلطنت کے زور کا، داب حکومت کا
گوارا کر رہے ہیں کان شور بے تحاشا بھی
دکھایا جا رہا ہے اب ہمیں اس کا تماشا بھی
اب اتنے گر چکے ہیں شومی تقدیر سے ہم کیا
کریں گے دشمنوں کی فتح کا بھی خیر مقدم کیا

ایک شخص جو وہاں بیٹھا ہوا تھا دل ہی دل میں کہتا ہے)
اب تو راکھشس بھیا بیٹھے ہی ہیں کیوں نہ پھر آریہ چانکیہ کے حکم کی تعمیل ہو جائے۔ (اتنے میں راکھشس کی نظر بچا کر اپنے گلے میں پھانسی ڈالنا چاہتا ہے)
راکھشس (دیکھ کر خود بخود) ارے یہ پھانسی کیوں لگاتا ہے۔ شاید یہ ہماری ہی طرح کوئی دکھیا ہے خیر اس سے فوراً اس کا حال پوچھنا چاہیے۔ (اس شخص سے مخاطب ہو کر) شریف زادے یہ کیا کر رہے ہو؟
وہ شخص (آبدیدہ ہو کر) وہی کر رہا ہوں جو اپنے دوست کی مصیبت سے پریشان ہو کر ایک دوست کو کرنا چاہیے۔
راکھشس (خود بخود) میں نے تو پہلے ہی تاڑ لیا تھا کہ یہ بھی میری طرح کوئی مصیبت کا مارا ہے۔ اچھا ذرا اس سے دریافت کرنا چاہیے

(پھر زور سے) میرے بھائی۔ تم بھی شاید میری طرح کوئی مصیبت زدہ ہو اگر کوئی پوشیدہ بات نہو اور تم کو زیادہ تکلیف نہ ہو تو مجھے بھی اپنا حال سناؤ۔ میں بے چین ہو رہا ہوں۔

وہ شخص۔ آریہ۔ بات نہ تو کوئی راز کی ہے نہ بڑے کام کی مگر اپنے دوست کو مصیبت میں دیکھ کر زیادہ جیا نہیں جاتا۔ ایک ایک سانس بدن میں کانٹا بن کر چبھ رہی ہے اپنے دوست کی موت کا مجھے بیحد صدمہ ہے

راکھشس (دل میں) اوہو یہ شخص تو ہمیں بہت بڑا سبق دے رہا ہے شرمندہ کر رہا ہے، میں اپنے دوست کی طرف سے اس قدر بے پروا ہوں (پھر زور سے) چونکہ تمھارا معاملہ نہ تو پوشیدہ ہے نہ بہت زیادہ گراں بار مجھے بھی اپنا شریک راز بنا لو۔

وہ شخص۔ کہنے سے کوئی فائدہ تو ہوتا نہیں ؎

مصیبت کا اک اک سے احوال کہنا
مصیبت سے ہے یہ مصیبت زیادہ (حالی)

پھر بھی اگر آپ بضد ہیں تو کہے دیتا ہوں لیجیے سنیے۔ اسی شہر میں سناروں کے ایک چودھری جشنو داس ہیں۔

راکھشس (دل ہی دل میں) جشنو داس تو چندن داس کا بڑا دوست ہے پھر اس شخص سے) تو اسے کیا ہوا؟

وہ شخص۔ جشنو داس میرا بہت گہرا دوست ہے۔

راکھشس (خود بخود) یہ شخص جشنو داس کا گہرا دوست ہے تو اس کو چندن داس کا سارا حال ضرور معلوم ہونا چاہیے۔ (پھر اس شخص سے) تو پھر کچھ تو بتاؤ کہ اس کا کیا ذکر ہے

وہ شخص۔ (رو رو کر)
وہ اپنا مال و متاع دھن دولت سب کچھ غریبوں کو دیکر
خود آگ میں پھاند نے جا رہا ہے اپنی جان دے رہا ہے
اسی لیئے میں یہاں آنکلا ہوں کہ اس کی خودکشی کا روح فرسا
حال سننے سے پہلے خود ہی دنیا سے رخصت ہو رہا ہوں۔
راکھشس۔ تمہارا دوست آگ میں پھاندرہا ہے ؎
کیا وہ ایسا درد ہے جس کی دوا کوئی نہیں
وہ شخص۔ نہیں جناب کوئی نہیں۔
راکھشس۔ کیا جشنو داس پر کسی ایسے راجا کا عتاب ہے جو آگ یا
زہر کی مانند بھیانک اور جان لیوا ہے۔
وہ شخص۔ نہیں، نہیں جناب۔ مہاراج چندر گپت کے راج میں بھلا
ایسی باتیں، وہ اتنی بے رحمی سے کام نہیں لیتے۔ ایسا غیر ممکن ہے
راکھشس۔ تو پھر کیا یہ عشق وحسن کا کوئی کرشمہ ہے کسی دوسرے شخص
کی بیوی تک اس کی نارسائی تو اس شخص کی خودکشی کا سبب نہیں
بن رہی ہے۔
وہ شخص۔ شریف لوگوں کا یہ کام نہیں اور پھر جشنو داس کو تو ان چیزوں
سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔ وہ خراب چال چلن کا آدمی
نہیں۔
راکھشس، تو پھر کیا تمہاری طرح اس کے دل پر بھی کسی دوست کی
مصیبت کا صدمہ ہے۔
وہ شخص۔ جی ہاں۔

راکھشس (اپنے چینی کے ساتھ۔ دل ہی دل میں) معلوم ہوتا ہے کہ چندن داس کی ہی مصیبت سے گھبرا کر جشنو داس جان دینے پر آمادہ ہو گیا ہے اس سے میری طبیعت اور بھی بے چین ہو رہی ہے۔ میرا دل اس کی محبت سے بھرا ہوا ہے (پھر اس شخص سے مخاطب ہو کر) کچھ اپنے دوست کی بابت بتاؤ بھی تو اس کے کارناموں کا حال میں بھی تو سنوں۔

وہ شخص۔ کیا بتاؤں ان باتوں کو جانے دیجئے اور مجھے مرنے دیجئے۔ اب زیادہ دیر جینا فضول ہے

راکھشس۔ نہیں بھائی جلد بازی اچھی نہیں۔ مجھے بتا نہ دو کہ آخر معاملہ کیا ہے

وہ شخص۔ آپ تو اصرار ہی کئے جاتے ہیں۔ اچھا سنئے۔

راکھشس۔ ہاں ہاں سناؤ میں نہایت توجہ کے ساتھ سن رہا ہوں۔

وہ شخص۔ اس شہر کے پھول چوک میں ایک شخص چندن داس رہتا ہے وہ جوہریوں کا چودھری ہے۔

راکھشس (دل ہی دل میں) معلوم ہوتا ہے ہماری تباہی کا وقت آ پہونچا خیر گھبراہٹ سے کام لینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ابھی نہ جانے کیا کیا باتیں سننے میں آئیں گی۔ پھر اس شخص سے، چندن داس تو بہت شریف آدمی ہے اور دوست کا سچا دوست۔ جس سے ایک مرتبہ یارانہ ہو گیا ہو گیا۔ ہاں تو پھر کیا ہوا؟

وہ شخص۔ وہ اس جشنو داس کا گہرا دوست ہے۔

راکھشس (دل ہی دل میں)، یہ باتیں تو سن کر کلیجا منہ کو آیا جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ دل پر بجلی گر رہی ہے (پھر مخاطب ہو کر) اچھا پھر کیا ہوا؟

وہ شخص۔ جشنو داس نے دوستی کا حق نباہ دیا۔ مہاراج چندر گپت سے چندن داس

کے لئے بہت کچھ منت سماجت کی ۔

راکھشس ۔ منت سماجت کس بات کی ۔

وہ شخص ۔ یہی کہ میرا سب کچھ لے لیجیے ۔ مال خزانہ دھن دولت سب کچھ آپ کے سپرد ۔ مگر چندن داس کی جان بخشی ہو جائے

راکھشس (دل ہی دل میں) شاباش چندن داس ۔ دوستی اسی کا نام ہے سہ

مال و دولت کے لٹانے میں نہیں تم کو دریغ
دوست کے یوں کام آنے میں نہیں تم کو دریغ
مال و دولت سے تو پڑ جاتی ہے بنیاد فساد
مال و دولت سے تو ہے امکانِ صد بغض و عناد
قتل کر دیتا ہے باپ اس کے لیے اولاد کو
اور بھی برباد کرتا ہے دل برباد کو
جان لے لیتا ہے بیٹا باپ کی اس کیلئے
دوست کر دیتے ہیں ترک دوستی اس کیلئے
گو ہو سوداگر مگر شیوا تمہارا خوب ہے
مال و دولت کی یہ قربانی کا سودا خوب ہے

(پھر اسی شخص سے) تو موریہ نے کیا جواب دیا ؟

وہ شخص ۔ مہاراجا چندر گپت نے تو اسی پر زور دیا کہ مال و دولت کے لالچ سے قید نہیں کیا گیا ہے وہ تو کہتے ہیں کہ انھوں نے امانیہ راکھشس کے گھر والوں کو پناہ کیوں دی اور مہاراجا چندر گپت کی طرف سے مطالبے پر ان لوگوں کو ان کے سپرد کیوں نہ کر دیا ۔ چندن داس کو وہ محض اسی شرط پر معاف کرنے کے لئے تیار ہیں کہ امانیہ راکھشس کے

گھر والے ان کے حوالے کرائے جائیں گے یا پھر چندن داس کا خاتمہ ہو جائے گا تاکہ دوسروں کو عبرت ملے مگر چندن داس اس بات پر راضی نہ ہوا اور اسے قتل گاہ میں بھیج دیا گیا تاکہ اس کا سر اڑا دیا جائے اسی لیے جشنو داس نے جی میں ٹھان لی ہے کہ چندن داس کے قتل کی خبر سننے کے قبل ہی وہ آگ میں پھاند کر اپنی جان دیدے۔

راکھشس۔ ابھی چندن داس کا قتل ہوا تو نہیں۔

وہ شخص۔ نہیں، آریہ۔ ابھی قتل ہوا تو نہیں ہے ابھی تک تو اس سے بار بار اما تیہ راکھشس کے گھر والوں کے بارے میں ہی مطالبہ ہو تا رہتا ہے لیکن چندن داس دوستی نباہے جا رہے ہیں اور ان کی طرف سے برابر انکار ہی ہوتا رہتا ہے اسی لئے ان کے قتل میں کچھ دیر لگ رہی ہے۔

راکھشس (دل ہی دل میں) آفریں چندن داس آفریں ؎

واہ کتنے شریف انسان ہو دوستی کی ادا پہ قربان ہو
ایک بے بس کو دے رہے ہو پناہ ایک بیکس پہ ہے کرم کی نگاہ
واہ تم کتنے ہو بلند مقام
شیوپہ[1] کی طرح پارہے ہو نام

(پھر اس شخص سے) اگر میرے بھائی تم سے جہاں تک ممکن ہو جلد سے جلد جاؤ اور جشنو داس کو خودکشی سے روکو۔ آگ میں پھاند کر جان نہ دینے دو۔ ادھر میں جاتا ہوں اور چندن داس کو دشمنوں کے پنجے

---

[1] شیوپہ یعنی راجہ شیوی جنھوں نے ایک کبوتر کی جان کے بدلے میں اپنا گوشت کاٹ کاٹ کر شکاری کو

سے رہا کرانے کی کوشش کروں گا۔

وہ شخص۔ بھلا آپ کس طرح چندن داس کو چھڑا سکتے ہیں

راکھشس (میان سے تلوار نکال کر) چندن داس کو اس مصیبت سے نجات میری تلوار دلائے گی ؎

جس طرح بادل سے ہو صاف آسماں — ہے درخشندہ مری تیغ رواں
مارنے مرنے کو ہر دم بے قرار — یہ مری تلوار میری دوستدار
آزمودہ اس کے جوہر وقت جنگ — وار کرتی ہے ہمیشہ بے درنگ
جوہروں کی ایک تابندہ یہ کان — دیدنی ہی دیدنی ہے آن بان
کتنی روشن ہے تجلی خیز ہے — باڑھ اس کی تیز سے بھی تیز ہے
دائیں بازو کی رفیق کار ہے — اس کا پیہم مجھ سے یہ اصرار ہے
وقت ہے جنبش میں لاؤں اب اسے
دشمنوں پر آزماؤں اب اسے (منوہر لکھنوی)

وہ شخص۔ میں نے مانا کہ آپ اپنی تلوار کے جوہر دکھا کر چندن داس کی جان بچا سکتے ہیں مگر یہ موقع نازک ہے اور کام ٹیڑھا ہے۔ (پھر راکھشس کے پاؤں پر گر کر) مگر یہ بتائیے کہ کہیں اماتیہ راکھشس آپ ہی تو نہیں۔ مجھے کچھ شک ہو رہا ہے۔

راکھشس (اس شخص کو اٹھا کر) ہاں وہ بدنصیب میں ہی ہوں۔ ہاں صحیح معنوں میں راکھشس میں ہی ہوں جس نے اپنی آنکھوں سے اپنے مالک کی تباہی دیکھی اور جس کے سبب سے میرا دوست اس مصیبت میں گرفتار ہے اسی لئے مجھے کمینے کا خطاب ملا۔ اور میرا نام اس قدر منحوس ہو گیا کہ کسی زبان پر بھی اب نہیں آتا۔

وہ شخص (پھر پاؤں پہ گر کر) آپ کی ہمت پہ آفریں۔ آپ سے مل کر طبیعت بہت خوش ہوئی۔ آج آپ کے درشنوں سے میرا جیون سپھل ہوا۔

راکھشس (اس شخص کو اٹھا کر) میرے شرلینہ دوست اٹھو۔ دیر نہ کرو۔ جشنو داس کے پاس کسی نہ کسی طرح جلد ہی پہونچ جاؤ۔ اور ان کو خودکشی سے روک دو۔ ان سے کہہ دو کہ راکھشس بہت جلد چندن داس کو قید سے نکالنے کی تدبیر کر رہے ہیں۔ (راکھشس تلوار لہراتا ہوا ادھر اُدھر ٹہلنے لگتا ہے اور پھر کہتا ہے) ؎

جس طرح بادل سے ہو صاف آسماں ہے درخشندہ مری تیغ رواں
مارنے مرنے کو ہر دم بے قرار یہ مری تلوار میری دوستدار
آزمودہ اس کے جوہر وقت جنگ وار کرتی ہے ہمیشہ بے درنگ
جوہروں کی ایک تابندہ یہ کان دیدنی ہی دیدنی ہے آن بان
کتنی روشن ہے، تجلی خیز ہے باڑھ اس کی تیز سے بھی تیز ہے
دائیں بازو کی رفیق کار ہے اس کا پیہم مجھ سے یہ اصرار ہے
وقت ہے جنبش میں لاؤں اب اسے
دشمنوں پہ آزماؤں اب اسے (منوہر لکھنوی)

(وہ شخص راکھشس کے قدموں پر گرتا ہے اور کہتا ہے۔)

اماتیہ۔ آپ کو مالک ہمیشہ خوش رکھے۔ میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ پہلے چندر گپت نے شکٹ داس کے قتل کا حکم دیا تھا لیکن نہ جانے کس نے حکمت عملی سے شکٹ داس کو عین اس موقع پر جب اسے پھانسی دی جانے والی تھی چھڑا لیا اور کسی دوسرے شہر میں بھگا دیا۔ چندر گپت کو اس سلسلے میں اپنے جلادوں پر شک

گزرا۔ اس نے سمجھا کہ انھیں جلادوں کی سازش سے شکٹ داس کو کوئی نکال لے گیا اس لئے ان جلادوں سے جواب طلبی کی گئی اور پھر انھیں بھی ختم کر دیا گیا، بے چارے بے گناہ مارے گئے اس وجہ سے اب جب کسی کو قتل گاہ لے جایا جاتا ہے اور اس وقت اگر راستے میں کوئی تلوار میان سے باہر نکالے ہوئے آتا ہے تو اس ڈر سے کہ مجرم کو کوئی بھگا نہ لے جائے مجرم کو فوراً تہہ تیغ کر دیا جاتا ہے اسی لئے آپ سے گزارش ہے کہ براہ کرم تلوار نکال کر وہاں نہ جائیں آپ کو ایسی حالت میں دیکھ کر تو چندن داس کے قتل میں اور بھی جلدی کی جائے گی۔

(اتنا کہہ کر وہ شخص چلا جاتا ہے اور راکھشس خود بخود کہتا ہے)

چانکیہ کی چالیں تو کچھ سمجھ ہی میں نہیں آتیں، حیرت بھی اس کی ہٹ بھی اس کی آخر اس کے ساتھ کیسے نمٹا جائے ؎

شکٹ داس کی جان اگر بخش دی
جو اس کو مرے پاس بھجوا دیا

تو جلاد کیوں مار ڈالے گئے
نہ تھی ہاں نہ تھی کوئی جن کی خطا

بناوٹ کی ہوگی کوئی اس میں بات
وہ خط کس طرح اس کے ہاتھ آگیا

شکٹ داس کی حرکتیں تھیں ذلیل
عمل اس کا کتنا حیا سوز تھا

ٹھکانے نہیں مرے ہوش و حواس
نہ جانے یہ سب چالبازی ہے کیا

کوئی نقش بھی دل میں جمتا نہیں
کمینوں نے چکرا دیا سر مرا
(منور لکھنوی)

ہاں سمجھ میں آگیا ؎

وقت ہتھیار اٹھانے کا نہیں یہ ہرگز
وقت دو ہاتھ دکھانے کا نہیں یہ ہرگز

کام جلاد کا تو صرف سزا دینا ہے — راستہ موت کا مجرم کو دکھا دیتا ہے

پیچ در پیچ سیاست کی ہے دنیا کچھ اور — سوچتے کچھ ہیں تو ملتا ہے نتیجا کچھ اور

دیر سے فتحِ تدبّر کا ثمر ملتا ہے — آزماتا ہے بہت صبر اگر ملتا ہے

اب ہیں اک حربہ بے سود سیاسی چالیں — کسی عنوان نہیں محمود سیاسی چالیں

جان جائیگی مرے دوست کی میرے باعث — موت آئیگی مرے دوست کی مرے باعث

اپنے محسن کے لئے خود کو فنا کر دوں گا

مجھ پہ جو حق رفاقت ہے ادا کر دونگا (منور لکھنوی)

(یہ کہہ کر تلوار ہاتھ سے پھینک دیتا ہے پردہ گرتا ہے)

چھٹا

ایکٹ

ختم

ساتواں باب

صلحنامہ

مقام۔ قتل گاہ۔ پھانسی دینے کی تیاریاں۔

ربیجے لومن نام کا ایک جنڈال آتا ہے اور کہتا ہے:۔

ہٹو لوگو۔ ہٹو رستہ چھوڑ دو

جن کو جان و مال ہو پیارا، پیارے بیوی بچّے ہوں

مایا موہ کا پھندا ڈالے دل کے بالکل کچّے ہوں

راج[۱] دروھ میں حصّہ لینا ان کے حق میں قاتل ہے

مارے جائیں گے وہ بیشک ان کا بچنا مشکل ہے

اور سب کان کھول کر سُن لیں:۔

کوئی کرتا ہے اگر کام بُرا لازمی اس کا ہے انجام بُرا

یا تو بیمار وہ پڑ جاتا ہے اس کا حلیہ ہی بگڑ جاتا ہے

ورنہ دنیا سے گزر جاتا ہے موت کے گھاٹ اتر جاتا ہے

اور راجا سے جو باغی ہو کوئی اپنے کردار سے داغی ہو کوئی

سخت آفت میں وہ پڑ جاتا ہے

اس کا گھر بار اجڑ جاتا ہے

---

[۱] راج دروھ یعنی سلطنت کے خلاف بغاوت۔

اور اگر کسی کو کچھ شک ہو تو دیکھ لو چندن داس کو، وہ ادھر آرہا ہے راج دروہ کے الزام میں سزا پا کر وہ پھانسی پر لٹکائے جانے کے لئے لے جایا جا رہا ہے۔ باغیوں کا حشر یہی ہوتا ہے (اوپر دیکھ کر) "یہ کیا کہا۔ کسی نے کہا۔ یہ کس کی آواز ہے جو کہہ رہا ہے کہ چندن داس کی جان بچائی جا سکتی ہے۔

آواز ہاں جان بچائی تو جا سکتی ہے بشرطیکہ چندن داس، راکھشس کے گھر والوں کو چندر گپت کے حوالے کر دے۔

جلاد (اوپر دیکھ کر) چندن داس اور ایسا کرے مجھے یقین نہیں وہ جان تو دے دے گا مگر یہ گناہ سرزد نہیں کرے گا۔ اور اس کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا ہی پڑے گا۔ اب تو چندن داس کے لئے دعا کرو اس کی رہائی کا خیال فضول ہے۔

(کندھے پر پھانسی رکھے اور مرتے وقت کی پوشاک پہنے ہوئے چندن داس، اس کی بی بی، اس کا بیٹا، ایک دوسرے جلاد بلجہ دکتر کے ساتھ آتے ہیں اور چندن داس کی بی بی رو رو کر کہتی ہے)

ل اس جگہ مدیارا کھشس کے مختلف نسخوں میں اختلاف ہے پروفیسر وصروا و بھار بیتذد ہرلیش چندر نے یہ اشعار سنسکرت کے ایک نسخے کے مطابق چندن داس کی بی بی سے منسوب کئے ہیں لیکن میتہ برت سنگھ اور بلدیو شاستری نے یہ عبارت چندن داس کی زبان سے ادا کرائی ہے دو مختلف نسخوں میں یہ اختلاف حیرت انگیز ہے ایک جگہ اور بھی اختلاف پایا جاتا ہے میں نے اپنی سمجھ کے مطابق دونوں نسخوں میں سے جس کو میں موقع و محل کے لحاظ سے درست سمجھا اسی کا متن اختیار کیا ہے

اندھیر ہے اندھیر ہے جم راج مہاراج قسمت کا یہ کیا پھیر ہے جم راج مہاراج
اک آدمی اس گھر کا ہو اسطرح گرفتار چوروں کی طرح موت کا ٹھہرے وہ سزاوار

دل جس کا بُرے کام سے ڈرتا ہی رہا ہو
ہر پاپ کے انجام سے ڈرتا ہی رہا ہو (منور لکھنوی)

پھر بھی ایک دھورت[1] آدمی کو پاپی[2] اور نیتبہ آتما[3] میں کوئی فرق نہیں نظر آتا ہے۔ چاہے کوئی پاپی ہو یا نہ ہو۔ وہ سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکتا ہے ؂

ہرن گھاس چرتا ہے یہ سوچکر کہ پہنچے نہ اس کو کسی سے ضرر
کبھی بھول کر گوشت کھاتا نہیں نظر اس کی جانب اٹھاتا نہیں
کہ وہ گوشت کھا کر کہیں مر نہ جائے اگر کوئی اس پر بُرا کر نہ جائے
شکاری ہیں جتنے بھی بیداد گر وہ رکھتے ہیں اس پر ہمیشہ نظر

گرے کر رہیں بے خطا کی وہ جان
نہیں اور اس کے سوا کوئی دھیان (منور لکھنوی)

(چاروں طرف دیکھ کر)

ارے بھائی جنتو داس میری باتوں کا جواب کیوں نہیں دیتے، چُپ کیوں ہو۔

(آہ بھر کر) ایسے موقع پر بہت کم لوگ آڑے آتے ہیں، کوئی ادھر رُخ بھی نہیں کرتا (پھر آبدیدہ ہو کر) مگر یہ ہیں میرے سچے دوست جو میرے لئے آنسو بہانے کے سوا اور کچھ نہیں کرتے، رنج کے مارے

---

[1] دھورت یعنی کمینہ [2] پاپی یعنی گنہگار [3] نیتبہ آتما یعنی نیک نفس۔

ان کے چہرے کا رنگ اڑ گیا ہے میری طرف ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

چندن داس (بی بی سے)، اچھا اب تم لڑکے کو لے کر جاؤ۔ یہ پھانسی گھر ہے اس سے آگے میرے ساتھ جانا مناسب نہیں۔

چندن داس کی بی بی (رو رو کر) ہائے ہائے آپ ہمیں چھوڑ کر چلے جا رہے ہیں آہ کیسا اندھیر ہو رہا ہے آپ تو دنیا سے رخصت ہو رہے ہوں اور ہم آپ کے پاس نہ ٹھہریں بھلا یہ بھی کسی طرح مناسب ہے افسوس۔

چندن داس۔ اس میں افسوس کی بات کیا ہے میں نے کوئی جرم تو کیا نہیں میری جان محض ایک دوست کی خاطر جا رہی ہے، اس سے بڑھ کر خوش قسمتی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے یہ تو فخر اور خوشی کا مقام ہے۔ رونے دھونے کا موقع نہیں۔

چندن داس کی بی بی۔ اگر یہی بات ہے تو پھر آپ ہم لوگوں سے چلے جانے کو کیوں کہہ رہے ہیں۔ جس بات سے آپ کا سر اونچا ہوتا ہے کیا اس میں ہم حصے دار نہ ہوں۔

چندن داس تو پھر کیا چاہتی ہو؟

چندن داس کی بی بی، مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلئے، میں بھی آپ کے ساتھ جان دینے کے لئے تیار ہوں۔ جو استری اپنے پتی کے ساتھ ستی ہو جاتی ہے اس کو مرنے پر بیکنٹھ ملتا ہے۔

چندن داس۔ نہیں، ایسا ٹھیک نہیں، تم کو اپنے بیٹے کا بھی تو خیال ہونا چاہیئے غریب کی زندگی کیوں برباد کرو۔ میرے بعد تم اس کا منہ دیکھ کر جینا۔ اس کا دل تمہیں دیکھ کر بہلے گا۔

چندن داس کی بی بی (لڑکے سے) اب تمھارے باپ پھر تم کو کبھی نہیں ملیں گے ان کو پرنام کرو۔

(لڑکا چندن داس کے قدموں پر گر کر روتا ہے اور کہتا ہے)

پتا جی۔ آپ نہ رہیں گے تو پھر میری خبر کون لے گا۔ میں کیسے جیونگا۔

چندن داس۔ بیٹا طبیعت سنبھالو۔ صبر سے کام لو۔ بھگوان تمہاری رکھشا[1] کریں گے مگر تم وہاں نہ رہنا جہاں چانکیہ رہتا ہو۔

(دونوں جلاد پھانسی تیار کر کے)

بس اب زیادہ باتیں نہ کرو۔ پھانسی تیار ہے ہوشیار ہو جاؤ۔

چندن داس کی بی بی (چیخکر) ارے کیا اب میرے پران ناتھ کو کوئی بچا نہیں سکتا۔ لوگو دوڑو۔ کچھ تو خیال کرو۔ بھگوان کے لئے کچھ تو خیال کرو۔ میں دہائی دیتی ہوں۔

چندن داس۔ بہنیں! نہیں ادھر کوئی نہ آئے۔ (بی بی سے) رونے دھونے سے کچھ حاصل نہیں۔ اب کہیں سے راجانند تو آ نہیں جائیں گے جن کے پہلو میں دین دکھیا استریوں کے لئے ہمدردی سے بھرا ہوا دل تھا۔

ایک جلاد۔ بیو پیرک دیر کیوں کر رہے ہو۔ کیوں نہیں لے چلتے مردود چندن داس کو پھانسی کے تختے پر۔

دوسرا جلاد۔ اچھا اچھا بجر لومن ابھی چلتا ہوں۔

(چندن داس چلا کر کہتا ہے)

بھائیو ذرا ٹھہرو، میں اپنے بال بچوں سے تو مل لوں،

---

[1] رکھشا یعنی حفاظت۔

(لڑکے کو گلے لگاتا ہے اور اس کی پیشانی کا بوسہ لیتا ہے)

کھیدن داس۔ بیٹا غم نہ کرو۔ مجھے بھول جاؤ۔ ہر آدمی کے لئے مرنا ضروری ہے اور وہ مرنا مرنا نہیں جو ایک دوست کے لئے ہو یہ موت تو ہزاروں زندگیوں کے بمقابلہ کہیں زیادہ اچھی ہے۔

لڑکا۔ (کھیدن داس کے پیروں پر گر کر) پتا جی کیا ہمارے ہنس میں ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے۔

جلاد۔ بجر دمن کیوں فضول دیر کرتے ہو، سے چلو اس کو

(دونوں جلاد کھیدن داس کو پکڑ کر پھانسی کے تختے کی طرف لے جاتے ہیں اور کھیدن داس کی عورت چھاتی پیٹ پیٹ کر چلاتی ہے۔)

ارے کوئی ہے میرے مالک کو بچائے۔

(اس وقت راکھشس جھپٹ کر آتا ہے اور کہتا ہے۔)

بس، جلاد. بس خبردار. کھیدن داس کو ہاتھ نہ لگانا ان کا بال بھی بیکا نہ ہو۔

(کھیدن داس کی بی بی سے) تم گھبراؤ نہیں۔ بالکل نہ ڈرو۔ راکھشس کے ہوتے ہوئے کھیدن داس کو کوئی مار نہیں سکتا اگر کھیدن داس اپنے دوست کے لئے اپنی جان دے سکتے ہیں تو کھیدن داس کے لئے راکھشس بھی اپنی جان بھینٹ کر سکتا ہے ۔۔

گلے میں مجرموں کے موت کا جو ہار ڈالا ہے
جو سیدھا لوک[1] میں جراج[2] لیکے جانیوالا ہے
مری گودن میں اس کو ڈال دو میں ختم ہو جاؤں
ہوں آنکھیں بند ایسی موت کے پہلو میں سو جاؤں

---

[1] لوک یعنی عالم۔ طبقہ۔ [2] جراج یعنی فرشتۂ موت

مجھے کہتی ہے دنیا راکھشس یہ نام میرا ہے
جو ہے بے غیرتوں کا مشغلہ وہ کام میرا ہے
مرے سرتاج کا جو خاندان تھا جو گھرانا تھا
مقدر ساتھ تھا جنکے کبھی جن کا زمانہ تھا
ان آنکھوں سے اسیر دام ذلت اسکو دیکھا ہے
فنا ہوتے ہوئے دشمن کی صورت اس کو دیکھا ہے
مرے ساتھی کا لمحہ لمحہ جب غم میں گزرتا تھا
تھا محو جشن عشرت رات دن میں عیش کرتا تھا

گوارا کی ہر اک ذلت سہی ہر قسم کی خواری
رہی بے غیرتی سے مجھ کو اپنی زندگی پیاری

چندن داس۔ اماتیہ۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں ایسا نہ کیجئے۔

راکھشس۔ میں بھی وہی کر رہا ہوں جو تم کرنا چاہتے ہو۔ دوست کے ساتھ دوستی کا نباہ۔ میں تمہارے نقش قدم پر چلنا چاہتا ہوں۔

چندن داس۔ آپنے تو میرے سارے کئے دھرے پر پانی پھیر دیا۔

راکھشس۔ میں جس مقصد سے آیا ہوں اسے پورا کر رہا ہوں، تم مجھ سے کچھ نہ کہو۔

(جلاد سے) جاؤ اور چانکیہ سے کہہ دو۔

جلاد۔ کیا کہہ دیں۔

راکھشس کہہ کر کہ

میں وہ انسان ہوں جس کی بدولت
ایک ایسے شخص کو پھانسی ملے گی
بچانے کے لئے جو دوسرے کو
خوشی سے دے رہا ہے جان اپنی
رشی کو بھی نہیں حاصل یہ عظمت
ہے قابل پوجنے کے اس کی ہستی
جب انسان ہو گیا اس قدر پست
ہے اس کلجگ میں قربانی یہ اسکی
یہ اس کی نیکیاں یہ پاک کردار
نہیں بودھوں میں بھی اس کی بلندی
نہیں وہ بھی ٹھہرتے اسکے آگے
نہیں ان میں بھی شان ترک ایسی

ایک جلاد (دوسرے جلاد سے) یہ تو خوب رہا۔ بہت ہی بہتر کہ۔ وہ راکھشس ہمارے قبضہ میں آ گئے۔ اچھا تم ذرا چندن داس کو سنبھالو، اسی درخت کے سایے میں تھوڑی دیر رکو۔ میں اماتیہ چانکیہ کو خبر دے دوں کہ اماتیہ راکھشس ہمارے قبضے میں آ گئے ہیں۔

دوسرا جلاد۔ ٹھیک ٹھیک۔ بجرلومن تم بالکل ٹھیک کہتے ہو۔

(یہ کہہ کر دوسرا جلاد چندن داس، اس کی بی بی اور اس کے لڑکے کو پھانسی سمیت ایک درخت کے نیچے لے جاتا ہے اس کے بعد بجرلومن جلاد اماتیہ راکھشس سے کہتا ہے) آئیے آپ میرے ساتھ۔

(پھر راکھشس کے ساتھ تھوڑی دور جاکر کہتا ہے)۔

(ارے ہے یہاں کوئی دربان نند بنس کو خاک میں ملانے اور موریہ کل میں لکشمی اور دھرم کی استھاپنا کرنے والے آریہ چانکیہ کو خبر کر دے دو کہ "اماتیہ راکھشس ہمارے قبضے میں آ گئے ہیں"

راکھشس (خود بخود) ارے ہے مجھ پہ آج یہ باتیں بھی سننا پڑ رہی ہیں میری تقدیر میں یہی لکھا تھا۔

بجرلومن۔ یہ ہیں اماتیہ راکھشس

(چادر سے تمام جسم کو چھپائے اور صرف چہرہ کھولے ہوئے چانکیہ پردے سے باہر نکل کر کہتا ہے)

آگ سرخ سرخ لو دیتی ہوئی	کس نے ایک دم مٹھی میں لیکر باندھ لی
پھنس گئی آندھی یہ کیونکر جال میں	ہے ہمارے سامنے اس حال میں
ہو گیا ہے کس کی تدبیروں کے زیر	ہم پھنسا پنجے میں آخر کیسے شیر
ہاتھیوں کا وہ سینہ مشک بار	لے رہا ہے اس کے بالوں میں بہار

کس نے ایسے بحر ہیبت خیز کو کس نے اس دریائے شور انگیز کو

جس میں ہیں آباد ان گنتی مگر اور بھی خونخوار آبی جانور

کر دیا ہے چیر کر سینہ نگار

تیر کر کس نے کیا ہے اس کو پار (منوہر لکھنوی)

(جیپر کہتا ہے) ارے کیا ہوا کیا ہوا کچھ بتاؤ تو۔ کیا بات ہے؟

بجر لومن۔ یہ سب کھیل ہے سرکار کی راج نیتی کا۔

چانکیہ۔ یہ نہ کہو۔ یہ تو کرشمہ ہے تقدیر کا جو نند نہس کے خلاف ہو گئی۔

راکھشس (دل ہی دل میں) کیا یہ کمینہ نہیں نہیں ٹھیک دل چانکیہ ہی ہے

ہے علم و فضل کا اک بحر بیکراں یہ شخص

جواہرات سے جیسے بھرا سمندر ہو

خودی کے زعم میں جانی نہ میں نے اسکی قدر

مرے غرور نے اندھا بنا دیا مجھ کو

چانکیہ (راکھشس کو دیکھ کر مسرت کے عالم میں)

جس کے باعث موریہ کی فوجوں کے دم پر بن گئی

رات دن کرنا پڑا اسا را یہ جنگی اہتمام

ڈال کر فکروں میں جس نے کر دیا پیچی دماغ

جس کی اک اک چال سے نیندیں رہیں اکثر حرام

(پھر پردہ ہٹا کر راکھشس کے پاس پہونچتا ہے اور کہتا ہے۔

آئیے راجہ راکھشس۔ آئیے۔ یہ خاکسار دشنو گپت۔ آپ کو ڈنڈوت کرتا ہے

(یہ کہہ کر آگے بڑھتا ہے اور راکھشس کے پاؤں چھو لیتا ہے)۔

راکھشس (دل میں) اب تو مجھ کو اماتیہ کا لقب دینا میرا منہ چڑانا ہے (چانکیہ سے) دیکھو وشنوگپت مجھ کو نہ چھوؤ۔ میرے پاؤں میں ہاتھ نہ لگاؤ۔ میں چانڈالوں سے چھو گیا ہوں

چانکیہ - وہ چانڈال نہیں ہے وہ تو آپ کا جانا بوجھا راج پرش سدھارتھک ہے اور دوسرا چانڈال بھی چانڈال نہیں بلکہ راج پرش سمِدھارتھک ہے انھیں دونوں کو اپنا وشواس پاتر بنا کر میں نے اس روز شکٹ داس سے وہ جعلی چٹھی لکھوائی تھی۔

راکھشس (خود بخود) یہ بہت اچھا ہوا کہ جو بدگمانی شکٹ داس کی طرف سے میرے دل میں تھی وہ دور ہو گئی۔

چانکیہ اور زیادہ کیا عرض کروں۔ یہ جو کچھ کیا گیا ہے وہ محض اس لئے کہ آپ کو مہاراجہ چندرگپت کے دربار میں لے چلوں ؎

وہ بھدر بھٹ سے باغی پر از فریب وہ خط
سلوک نیک وہ سدھارتھک کا آپ کے ساتھ
وہ بیچنے کے لئے تین قیمتی زیور
وہ دوست آپ کا ہمدم وہ آپکا کھشپنک
اجاڑ باغ کا آفت زدہ وہ مرد نحیف
وہ جوہری یہ وہ اس سیٹھ پر تشددوجور
ہر ایک بات اشارے سے چندرگپت کے تھی
کہ ویر آپ سا اس کو میسر آجائے (منور لکھنوی)

لہ وشواس یعنی معتمد۔ ٹہ ویر یعنی بہادر مرد جری ہیرو۔

اور دیکھئے، وہ چندر گپت خود ہی آپ سے ملنے کے لئے چلے آرہے ہیں.

راکھشس (دل میں)، کیا کیا جائے. اب تو چندر گپت کا سامنا کرنا ہی پڑیگا

(چانکیہ سے)

ہاں میں دیکھ رہا ہوں کہ چندر گپت آرہے ہیں.

(راج سیوکوں[1] کے ساتھ چندر گپت آتا ہے اور کہتا ہے)

'اوہ جس دشمن پر کسی طرح سے بھی قابو حاصل نہیں ہو سکا اس کو گرو دیو نے خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر اپنے قبضہ میں لے لیا. دشمن پر ہاتھ اٹھائے بغیر ہی اپنا کام نکال لیا. واقعی گرو چانکیہ کی حکمتیں معمولی سمجھ سے باہر ہیں ان کی دور اندیشیاں ان کی پیچ در پیچ چالیں کسی کی بھی سمجھ میں نہیں آسکتیں. مجھے تو بڑی ندامت ہو رہی ہے.

واقعی مدبّر ہو تو ایسا ہو. ریاست داں ہو تو ایسا ہو ؎

بغیر ان کے چلے ہی کام سارا بن گیا اپنا
ندامت سی ندامت ہے پشیماں سے پشیماں ہیں

ذرا بھی ہو سکے خالی مرے ترکش نہ تیروں سے
مرے تیروں نے ترکش ہی میں رہنے کی قسم کھالی

لیکن نہیں مجھے ایسا نہیں کہنا چاہیئے ؎

کمان پہ تیر چڑھائے بغیر ممکن ہے
ضرور اپنے مخالف پہ فتح پا جانا
ہر ایک بات پر رکھے نگاہ تیز اپنی
سیاسیات میں ہو رہنما اگر دانا

(چانکیہ کے پاؤں پہ گر کر)

---

[1] راج سیوک یعنی ملازمین شاہی۔

آریہ چانکیہ۔ چندر گپت آپ کو پرنام کرتا ہے

چانکیہ۔ (دیر کھل) اب جا کر تمھاری ساری کامنائیں پوری ہوئیں، مرادیں بر آئیں، تم کو چاہیے کہ مہامنتری راکھشس کی مقدس ہستی کے سامنے ادب سے سر جھکاؤ۔ یہ تمام وزیروں اور مشیروں کے سرتاج ہیں۔

راکھشس (دل میں) کیا خوب۔

چندر گپت (راکھشس کے قریب جا کر)

اماتیہ۔ چندر گپت کا پرنام قبول ہو۔

راکھشس (چندر گپت کو دیکھ کر دل ہی دل میں) اوہو یہی چندر گپت ہے

(پھر کہتا ہے) ؎

ہاتھی اپنے غول کا ہو جائے جیسے سرغنہ   اسکے قبضے میں بھی آخر سلطنت آہی گئی
اسکے بچپن سے خوش اقبالی تھی اسکی ہمرکاب   مدتوں پہلے سے تھی مقسوم گو برتری

(پھر کہتا ہے)

مہاراج چندر گپت آپ کی جے ہو۔

چندر گپت۔ آپ کا آشیرباد۔ آریہ راکھشس۔ میری جیت کا راز ایک طرف آریہ چانکیہ کی عنایت ہے اور دوسری طرف آپ کی مقدس ہستی ہے

آپ ہیں راج نیت کے پنڈت   کم نہیں عقل میں برہسپت سے
آپ چلائیں گے کاروبار سب   میرے اس راج کے حکومت کے
جیت سکتا نہیں میں کون سا دیش
آپ کی ذات پاک کے ہوتے   (نور لکھنوی)

راکھشس (دل ہی دل میں) چندر گپت تو جیسے مجھے اپنا اہلکار سمجھ رہا ہے۔ شاید اس میں بھی چانکیہ کی کوئی چال ہے لیکن سعادت مندی بھی کتنی ہے

(پھر کچھ سوچکر)

نہیں نہیں چندرگپت خود ہی بہت لائق ہے۔ سلیقہ مند ہے اب تو اس کی طرف سے بدگمانی کے بجائے اس سے ملکر طبیعت خوش ہو رہی ہے واقعی چانکیہ کی داد نہیں دی جاسکتی۔ اس کو جو عظمت حاصل ہے ضرور وہ اس کا مستحق ہے ۔

بہادرانہ صفات اگر ہوں کسی خوش آئین حکمراں میں
وزیر کیسا ہی بے خرد ہو وہ نام پاتا ہے دو جہاں میں
اگر کوئی حکمراں بُرا ہو۔ وزیر دانا بھی کیا کرے گا
وزیر کی بھی شکست ہوگی خود اپنا بھی خاتمہ کرے گا
ضرور ہو جائے مات اسکو بُری طرح وہ ضرور ہارے
درخت گر جائے کوئی جیسے لگا ہو جو نہر کے کنارے (منور لکھنوی)

راکھشس۔ اس میں بھی کوئی شک و شبہ کی بات ہے۔

چانکیہ۔ مگر اماتیہ۔ آپ کے جسم پر کوئی ہتھیار نہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بھی مہاراجا چندرگپت پر کرم نہیں فرمایا۔ اس لئے اگر واقعی چندن داس کی جان بچانے کا خیال ہے تو لیجئے یہ ہتھیار قبول کیجئے۔

راکھشس، وشنو گپت، یہ ناممکن ہے میں اس قابل ہی نہیں، اب میرے ہاتھ تلوار کے لائق نہیں رہے اور خاص طور پر اس تلوار کے لائق جو تمہارے ہاتھ میں ہے۔

چانکیہ۔ اماتیہ، خوب فرمایا آپ نے۔ آپ اس عزت کے ناقابل اور یہ قابل۔ کیسی الٹی بات ہے مگر یاد رکھئے۔ جب تک آپ اپنے جسم کو ہتھیاروں سے نہیں سجائے اس وقت تک چندن داس کی رہائی ناممکن ہے وہ جیتا نہیں چھوڑا جائے گا، اچھی طرح سُن لیجئے ۔

رد میں جذبے کی نہ بہنا چاہیئے — آپ کو ایسا نہ کہنا چاہیئے
آپ کا سا کوئی جیالا ہی نہیں — آپ کا ثانی تو پیدا ہی نہیں
آپ کے کتنے مخالف سرپھرے — کھا چکے ہیں مار اکثر آپ سے
دیکھیے ان ہاتھیوں کا آپ حال — ہو گئے ہیں کس قدر بیکس نڈھال
ان کا پینا اور کھانا بند ہے — ان کا مدت سے نہانا بند ہے
تنگ بے خوابی سے یہ معصوم ہیں — کھیلنے کے لطف سے محروم ہیں
دن نہیں ان کا ہے رات انکی نہیں — حسب مرضی کوئی بات ان کی نہیں
جنگ کے سامان کا جن پر تھا بار — جن پہ تھے بالانشیں فوجی سوار
پیٹھ وہ ان کی ہے سوجی کس قدر — اور ان گھوڑوں کی جانب بھی نظر
ہر نفس رہتے ہیں جو زیر عناں — جن کی پیٹھوں پہ کسی ہیں کاٹھیاں

یہ کرشمہ آپ کی ہیبت کا ہے
یہ نتیجہ آپ کی دہشت کا ہے

راکھشس (دل میں) ؎

اک طرف ہے خاندان نند کا اب تک خیال
اک طرف ہے اس کے دشمن کی غلامی کا سوال
ہائے جن پودوں کو اتنے شوق سے پانی دیا
ہائے جن کو سینچ کر اتنا بڑا میں نے کیا
اب انھیں کو کاٹنا اپنے انھیں ہاتھوں سے ہے
اب انھیں کا فیصلہ اپنے انھیں ہاتھوں سے ہے
کر رہا ہوں یہ وزارت کا قلمدان میں قبول
جان ساتھی کی بچانا ہے میرا پہلا اصول

(پھر کہتا ہے) اچھا وشنو گپت، لاؤ تلوار میرے ہاتھ میں دو۔ میں اپنے دوست کی جان بچانے کے لئے سب کچھ کرنے کو تیار ہوں اسی جذبے نے مجھے مجبور کر دیا ہے۔

چانکیہ۔ (خوشی کے مارے پھولا نہ سما کر تلوار پیش کرتا ہے اور کہتا ہے) برکھل چندرگپت تمھیں مبارک ہو کہ راکھشس منتری تمہارا دل رکھنے کے لئے تلوار قبول کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ اب تم ان کے منظور نظر ہو ان کی توجہ سے تمھیں دن دونی رات چوگنی ترقی حاصل ہوگی، اقبال بڑھے گا

چندرگپت۔ مگر یہ سب سعادت تو آپ کے طفیل حاصل ہوئی ہے (ایک شخص آتا ہے اور کہتا ہے)

جے ہو مہاراج کی، جے ہو مہاراج کی۔ بھدر بھٹ اور بھاگو راین وغیرہ ملے کیتو کو گرفتار کر کے لائے ہیں اور دروازے پر کھڑے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے۔

چانکیہ۔ اچھا اچھا سن لیا۔ مگر اب حکم لو اماتیہ راکھشس سے وہی مالک و مختار ہیں

راکھشس (دل ہی دل میں) کیا خوب، مجھے بے بس کر کے میرے منھ سے کہلانا چاہتا ہے (پھر چندرگپت سے کہتا ہے۔)

مہاراج یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ ہم لوگوں کے ساتھ ملے کیتو کے تعلقات کیسے رہے ہیں میری رائے میں ان کی جان بخشی کر دی جائے

(چندرگپت چانکیہ کا منہ دیکھتا ہے اور چانکیہ کہتا ہے)

اماتیہ راکھشس کا یہ پہلا مشورہ ہے اس پر ضرور عمل کیا جائے۔

(پھر اس شخص سے)

ہاں ہاں جا کر ان لوگوں سے کہہ دو کہ مہاراج چندر گپت نے اماتیہ راکھشس کے مشورے سے ملے کیتو کو اس کے پتا کا راج واپس کر دیا ہے، وہ لوگ ملے کیتو کو تخت پر بٹھا دیں۔

وہ شخص۔ جو حکم۔

چانکیہ۔ مگر ذرا ٹھہرو۔ قلعہ دار وجے پال سے کہہ دو کہ اماتیہ راکھشس کے ہتھیار بند ہو جانے کی خوشی میں مہاراجا چندر گپت نے چندن داس جوہری کو قید سے رہا کر کے انھیں جگت سیٹھ کا خطاب عطا کیا ہے۔

وہ راج بھر کے جوہریوں کے چودھری ہوں گے ؎

ہاتھیوں گھوڑوں کو بھی کر دو رہا　　بے ضرورت ان کا اب کھنا ہو گیا
کام پورے سب ہمارے ہو گئے　　راکھشس ہی جب ہمارے ہو گئے

(وہ شخص چانکیہ کا حکم سن کر جاتا ہے، اور چانکیہ چندر گپت سے کہتا ہے ؎

اب تو مضبوط ہے ہمارا راج　　راکھشس ہیں ہمارے سر کا تاج
دوستی ان سے ہو گئی قائم　　ربط جاری رہے گا یہ دائم
اب تو قسمت سے ایک بچہ بھی　　نند کے بنس میں نہیں باقی

مل گئی داد مدعا ہم کو
اب ہے درکار اور کیا ہم کو　　(منور لکھنوی)

چانکیہ۔ (پرتی ہاری سے) وجے قلعہ دار۔ وجے پال سے کہہ دو کہ اماتیہ راکھشس کے ساتھ ملاپ ہو جانے کی خوشی میں مہاراجا چندر گپت کے حکم سے اور سب بھائیوں کو بھی قید سے نجات دی جائے، اور ہاتھی گھوڑے وغیرہ سب آزاد کر دیئے جائیں، اماتیہ راکھشس کے

ہوتے اب کس بات کی فکر ہے ؎
کیا انسان کیا ہاتھی گھوڑے کر دو تم سب کو آزاد
اب تو بندھے گی میری چوٹی بر آئی دل کی مراد

(اتنا کہہ کر چانکیہ اپنی چوٹی باندھنے لگتا ہے اور پرتی ہاری "جو حکم" کہہ کر جاتی ہے۔ چانکیہ اب راکھشس سے کہتا ہے)

میرے مکرم اماتیہ۔ اس سے زیادہ اگر میں آپ کی کچھ خدمت کر سکوں تو میری خوش قسمتی۔ فرمائیے، اور کیا حکم ہے۔

راکھشس جو کچھ سلوک تم نے میرے ساتھ کیا وہی کیا کم ہے یہ جو کچھ عزت حاصل ہوئی ہے اس کا سہرا تمھارے ہی سر ہے بس اب میرا تو یہی آشیرباد ہے ؎

باراہ کا روپ رکھ کے جیسے | پچھلی پرلے میں وشنو جی نے
دامن میں زمیں کو پناہ دی | اک دانت کی نوک پر جگہ دی
اب اس کا ہے چندرگپت پر بار | ذات اسکی ہے وشنو جی کا اوتار
کرتے ہیں یہ حفاظت اس کی | البتہ ہے ان سے حرمت اس کی
زور بازو میں فرد و یکتا | کوئی نہیں ان سے جیت سکتا
ان سا نہیں ایک بھی دلاور | ہیں جو یہ ملکش حملہ آور
رکھتے ہیں دل میں پاک ان سے | کرتے ہیں زمیں کو پاک ان سے
ہیں عزم بہت بلند ان کے | جتنے بھی ہیں بھائی بند ان کے
سب ہیں جاہ و جلال والے | سب ہیں مال و منال والے
سب دل سے رہیں غلام انکے | سب ساتھ رہیں مدام انکے
تا دیر رہیں زمیں پہ آباد | رکھیں ہر حال میں انہیں شاد
اس کو رشک خیال بنائیں | پائیں عمر دراز پائیں۔

(پردہ گرتا ہے) ساتواں ایکٹ ختم۔

منور لکھنوی